تمام حقوق محفوظ ہیں

مرتب کے قلمی دستخط کے بغیر مسروقہ تصور ہوگی

(۷۸۶)

ھو العزیز

تحفۂ سالانہ

یا

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء

مرتبہ

احقر العباد شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

جنوری ۱۸۹۹ء میں

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک کے

اہتمام سے شائع ہوئی

تعداد جلد ۷۰۰

قیمت ایک روپیہ

عرض حال

قادیان
۳۱ جنوری ۱۸۹۹ء

طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

لاریب رپورٹ کی اشاعت میں امید سے بڑھ کر اور معمول سے زیادہ دیر ہو گئی ہے۔ اور اس اثنا میں ہمکو بارہا اپنے قدر دان ناظرین سے شرمندہ ہونا پڑا۔ مگر چونکہ اول ہی اول مرتبہ یہ کام شروع کیا گیا ہے اور پھر قادیان جیسے گاؤں میں پریس کی معمولی دقتیں اور بعض مالی مشکلات ایسے امور تھے جنہوں نے مجبوراً ہم کو اس التوا اور تصویق کیوجہ سے بزرگ فرماؤں کی شکائتوں کا مورد بنایا۔ بہر نمط جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب ہم اس رپورٹ کو ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ہمکو کامل امید ہے کہ رپورٹ ہذا بجائے خود اُن تمام فروگذاشتوں اور توقف کا نعم البدل ہو کر قبولیت حاصل کر سکے گی اور اسلئے دیر آید درست آید کی مصداق ہوگی۔ اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی تقریریں بایں وجہ کہ وہ اپنی بعض مجبوریوں کیوجہ سے لکھ نہ سکے اور ہم انکو مرتب نہ کر سکے شامل نہ ہو سکیں تاہم مولویصاحب نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اگر موقع ملا تو وہ اپنی تقریروں کو تحریری لباس میں کسی دوسرے وقت شائع کرنے کیلئے دینگے۔ آخر میں ہم جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سے تہ دل سے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے اس رپورٹ کی ترتیب اور اشاعت میں باوجود بیحد معروفیوں کے بساط سے بڑھ کر امداد دی ہے اور سچ پوچھو تو وہی اسکے محرک۔ مرتب کہلا سکتے ہیں جزاہم الله احسن الجزاء یہ بھی بڑی بے انصافی ہو گی اگر ہم اُن عنایت فرماؤں کے شکر گذار نہوں جنہوں نے محض اس خیال سے کہ ایک تو حضرت اقدس کے مشن کی اشاعت ہو اور دوسرے اخبار الحکم کی مالی امداد ہو جاوے اس رپورٹ کی متعدد جلدیں خرید فرمائی چنانچہ وہ گرامی قدر اصحاب ذیل میں اور انکے نام پر ہی ہم اسکو ختم کرتے ہیں ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ قبولیت بخشے اور جس غرض کیلئے اسکو مرتب کیا ہے اور جس منشاء کے لئے ہمارے معاونوں نے اسکی اشاعت میں کوشش کی ہے وہ غرض پوری کرے اور اُنکو جزائے خیر دے۔

اسماء معاونین

جناب مرزا خدا بخش صاحب تحصیلدار مالیر کوٹلہ	۱۰۰ جلد	جناب پیر قمر الدین صاحب	۵۰ جلد
منشی نبی بخش صاحب کمپا نیز شملہ	۲۵ جلد	چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر	۴۰ جلد
جماعت سیالکوٹ	۵۰ جلد	مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی	۵۰ جلد
منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار	۵۰ جلد	جماعت کپور تھلہ	۲۵ جلد

[illegible] ۵۰ جلد [illegible]

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان۔

نوٹ:۔ مولوی سید محمد احسن صاحب کی تقریریں بوجہ اس کے کہ کتاب کا حجم ایسا بڑھ گیا علیحدہ شائع ہونگی۔

انٹروڈکشن

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے رسولہ محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین

جب سے انسانی ہستی کا پتہ لگتا ہے اُسی وقت سے ہم خدا تعالیٰ کا یہہ بندھا ہوا اٹل قانون پاتے ہیں کہ بنی نوع انسان کی روحانی بھلائی اور اُس پر اپنی مرضی کے اظہار کیلئے وہ اُن میں ہی سے ایک نہ ایک برگزیدہ شخص کو مامور کر کے بھیجتا رہا ہے جس نے عین وقت پر اکر قوم اور ملک کی روحانی ضرورتوں کو پورا کرنا چاہا ہے - ایسی حالت میں کہ ہم عام طور پر صحیفہ فطرت میں ضرورت رسالت پر مفصل اور واضح دلایل لکھے ہوئے دیکھتے ہیں - کوئی ضرورت نہیں سمجھتے کہ اپنے طور پر اُسکو کوئی رنگ دیں - کیونکہ نادان سے نادان انسان بھی اگر ذرا غور کرے تو اُسکو معلوم ہوگا کہ جس حال میں رحمٰن خدا نے انسان کی بلا خواہش بلا درخواست اور اُس کے کسی عمل کی جزا کے بدون اُسکی زندگی کے عام سامان - ہوا - پانی وغیرہ بنا دیے ہیں کیا وہ خدا جس نے ارضی اشیاء اور آسمانی اجرام کو ایک انسان کی خاطر میں مسخر کر رکھا ہے ؟ ایسا خدا ہو سکتا ہے کہ اُسکی روحانی ضرورتوں کی تکمیل نہ کرے ؟ اور اُس پر اپنی مرضی ظاہر نہ کرے ؟ ہرگز نہیں - کوتاہ اندیش برہمو کی بڑی بھاری غلطی ہے کہ وہ خدا کو ایک گونگا خدا مانتا ہے - کاش وہ صحیفہ فطرت پر ذرا نظر کرتا تو اُسے معلوم ہوتا کہ کیونکہ عین امساک بارش کے وقت جبکہ زمین جلتی اور پکار اُٹھتی ہے خدا تعالیٰ اپنے فضل کے بادل بھیج دیتا ہے - اور کیونکہ رات کے انتہا پر طلوع آفتاب کی دل خوش کن امیدیں نظر آنے لگتی ہیں - ادنیٰ ادنیٰ

باتوں میں تو انسانی ماںحتاج کے حصول کے سامان بہم پہونچائے جائیں اور وہ ضرورت جو تمام ضرورتوں سے بڑھ کر اور جو حقیقت میں انسانی ہستی کا مدعا ہے اُس کے پورا کرنیکا کوئی سامان نہ ہو وہ کبھی ممکن نہیں۔ فطرتی طور پر انسان اپنے اندر ایک پیاس پاتا ہے کہ اُس پر خداتعالیٰ کی مرضی ظاہر ہو۔ پھر کیا یہہ ہو سکتا ہے کہ اُسکے فطرتی ماںحتاج کیلئے کوئی مناسب ذریعہ نہ ہو۔ ہے اور ہمیشہ سے ہے۔ خداتعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں ہر ملک اور ہر قوم میں اپنا مامور بھیج کر اپنی مرضی کو ظاہر کیا اور ظاہر کرتا ہے۔ خدا وہ خدا ہے جو ہمیشہ سے بولتا رہا اور اب بھی بولتا ہے ایسا خدا نہیں جو کسی غیر معلوم زمانہ میں تو انسان سے کلام کرتا تھا اور اب خاموش ہے۔ اور نہ وہ خدا ایسا خدا ہے کہ اُس کو مخلوق کی روحانی بھلائی بجز اسکے نظر ہی نہیں آئی۔ کہ خود مجسّم ہو کر آپ ہی اپنا بیٹا کہلائے طمانچے کھا کر صلیب پر جان دے اور دُنیا میں گناہ کا شوق دلا کر عام قانون میں بھی ایک قسم کا بُرا نمونہ قائم کرے۔ نہیں وہ حی لایموت خدا جو مرنے جلنے سے پاک جسم و حلول سے منزہ ہے ہر زمانہ میں اپنے برگزیدوں سے کلام کرتا آیا ہے اور اپنی مرضی کا اظہار اُن کے ہی ذریعے کیا ہے۔ یہانتک چھٹی صدی مسیحی میں یہہ سلسلہ کمال کو پہونچ گیا۔ اور ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں ظہور فرما کر اُن تمام ضرورتوں کی تکمیل کر دی جو قیامت تک انسان کو پیش آنیوالی ہیں چنانچہ یہہ فخر اُسی مقدّس اور کامل انسان کو حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ تکمیل دین بھی ہو چکی اتمام نعمت بھی ہو چکا۔ لیکن چونکہ حضور کے بعد کسی نئے یا پُرانے نبی کا دُنیا میں آنا مسدود ہو چکا تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہہ بھی کمال عطا کیا کہ آپ کے سچے متبعین میں سے جو اعلیٰ درجہ کے منازل طے کر لیں اُن کو مامور کر کے تجدید دین کے لئے بھیجنے کا سچا وعدہ فرمایا۔ جیسے کہ آیت استخلاف اور حدیث بعثت مجدد سے ثابت ہے۔

قطع نظر اِن تمام باتوں کے چونکہ عام طور پر عادت اللہ اِسی طرح پر واقع ہے کہ جب دُنیا
اور اہل دُنیا پر گناہ اور اوہام پرستی کی ظلمت چاروں طرف سے آکر اپنا قبضہ کر لیتی ہے اُس وقت
خدا تعالیٰ کی رحمانی صفت جوش مارتی ہے اور اپنے کسی بندے کو جو تیرہ و تار راتوں میں اُٹھ کر
اُس کے جلال کو ظاہر کرنے کے لئے پرسوز دل سے دُعائیں مانگتا اور اُسکی رضا جوئی کے لئے
تمام دُنیا کو چھوڑ دیتا ہے اِس شب تار کا مہتاب اور ماہ منیر ۱۳۱۲ بنا کر بھیجتا ہے۔ پھر وہ
نور آسمان سے اُترتا ہے اور دُنیا کو روشن کرتا ہے۔ نادان اور کوتاہ بین لوگوں کے کان
میں جب یہہ صدا پڑتی ہے کہ آسمان سے ایک خدا کا مرد اُترا ہے تو وہ حیران ہو کر جلد بازی سے
کام لیتے ہیں اور پکار اُٹھتے ہیں کہ ایں! یہہ کیونکر ہو سکتا ہے اُس نے تو اِسی مہد الارض
میں پرورش پائی ہے اور عام انسانوں کی طرح کہاتا پیتا اور انسانی حوائج اپنے اندر رکہتا ہے۔
اور عام بچوں کی طرح پیدا ہوا ہے۔ گو یہہ سچ ہے مگر اُنکی نظر زمین ہی تک محدود ہے۔ ایک معنی
سے وہ زمینی ہوتا ہے مگر دراصل وہ خدا تعالیٰ کے کنار عاطفت میں تربیت پا کر اطفال اللہ
کی طرح نازل ہوتا ہے۔ اور زمینی نہیں بلکہ آسمانی کہلاتا ہے۔ اور ملائکہ کا ایک لشکر اُس کے ساتھ
اُترتا ہے۔ الغرض یہہ سنت اللہ ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور چلی جائیگی جب تک کہ امر مقتضیا ہے۔
چونکہ اِس مقدس دین کی حفاظت جسکی تکمیل کی بشارت وہ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی معرفت سُنا چکا تہا۔ کا ذمہ وار خود خدائے جل و علا ہو چکا تہا جیسا کہ فرمایا۔ انا نحن
نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اِس لئے حفاظت قرآن کریم و حمایت دین قویم کیلئے مجددین کے
سلسلہ کی بشارت دی۔ چنانچہ ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث ہوتے رہے۔ اور چودہویں صدی
چونکہ اپنے فتن کے سبب سے ایک مشہور صدی تہی اِسلئے یہہ بہی پہلے ہی سے مقدر ہو چکا تہا
کہ اِس صدی کا مجدد اپنے فرائض منصبی کے لحاظ سے ایک زبردست مجدد ہوگا۔ جسکی نظیر
کسی پہلے زمانہ میں موجود نہ ہوگی۔ اور چونکہ مثیل موسیٰ کے اتباع سے وہ اِس درجہ پر پہنچا ہوا
ہوگا۔ اِسلئے یہہ بہی ازبس ضروری تہا کہ وہ مسیح ابن مریم کے قدم پر آئے۔ اور عالم ملکوت میں

یہی نام پایا۔ چنانچہ اسی نام سے اللہ تعالیٰ نے اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا۔ اور یہہ فتن زیادہ تر مشرق میں ظہور پذیر ہونے والے تہے اسلئے اُسکا مبارک وجود بہی سرزمین مشرق کیلئے باعث فخر ہونیوالا تہا۔ الغرض اُس زمانہ میں جسمیں کہ ہم زندگی بسر کر رہے ہیں جب کہ ہر ایک طرف سے اسلام پر مخالفین اسلام نے حملہ آوری شروع کی اور ہر طرف بدکاریوں اور سیہ کاریوں کی گھنگور گھٹا ایک عالم پر چہارہی تہی۔ ایمان اور اعمال کا نام ونشان اُٹھ گیا تہا۔ خدا پرستی اور خدا نمائی کا وجود تک نہ ملتا تہا۔ اور وہ وقت قریب تہا کہ اس ظلمت اور ضلالت کی شب تار میں سارقان دین اپنا قابو پائیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس نبی کے ہونٹھوں سے نکلی ہوئی بات کی صداقت ظاہر کی یعنی **آفتاب صداقت** نے مشرق سے طلوع فرمایا۔ وہ کیسی ہی مبارک ساعت اور متبرک گہڑی تہی جب یہہ مقدس انسان آسمان سے اُترا۔ وہ تنہا نہ تہا بلکہ ملائکہ کا ایک زبردست لشکر اُسکے ساتہہ تہا۔ آفتاب مغرب میں غروب ہونیکو تہا کہ یکایک اُس مرد استغباز کے کان میں ایک **صدا** آئی۔ الیس اللہ بکاف عبدہ یہہ تہی پہلی صدا جس نے اُسے یک بیک چونکا دیا۔ اور وہ تمام فرائض مجسم ہوکر اُسکے سامنے آکہڑے ہوئے جن کے لئے وہ مامور ہونیوالا تہا۔ مگر ان سکینت اور تسلیت مجسم فقرہ نے اُسکو اُن تکالیف اور مصائب کو ایک پرِ پشہ سے بہی کمتر بنا دیا جو احکام الٰہی کی تبلیغ میں اُسکو پیش آنیوالی تہیں الغرض قریباً ستائیس سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ یہہ **آفتاب صداقت** اپنے اصلی معنوں میں مشرق میں طلوع ہوا۔ اور چونکہ احادیث میں اس آفتاب صداقت کا مطلع **قدعہ** بیان ہوچکا تہا پس قادیان ضلع گورداسپور سے ہی اس نور کا فیضان شروع ہوا۔ یہہ وقت جبکہ الیس اللہ بکاف عبدہ کی صدا اُسکے کان میں آئی وہ وقت تہا جبکہ دنیا میں وہ بالکل ایک بیکس یتیم کی طرح چہوڑا جانیکو تہا اور آفتاب کی غروب ہونیوالی کرنیں اُسکے سر سے اُسکے معزز اور واجب التعظیم والد ماجد کا سایہ بہی اپنے ساتہہ ہی

سر سے اُٹھا دینے والی تھیں۔ فی الجملہ اب وہ وقت آگیا تھا کہ وہ نور دُنیا میں اپنی روشنی پھیلائے چنانچہ اُسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس مجدد الدہر نے حسب ایمائے الٰہی ایک مبسوط اور لاجواب کتاب کا اعلان دیا جس پر یہہ لکھا۔

کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کیطرف سے مولف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے جس کے ساتھہ دس ہزار کا اشتہار ہے جسکا خلاصہ مطلب یہہ ہے دُنیا میں منجانب اللہ اور سچا مذہب جس کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کو ہر ایک عیب اور نقص سے بری سمجھہ کر اُسکی تمام پاک اور کامل صفتوں پر دلی یقین سے ایمان لاتا ہے۔ وہ فقط اسلام ہے جس میں سچائی کی برکتیں آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں اور صداقت کی روشنی دن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے اور دوسرے تمام مذاہب ایسے بدیہی البطلان ہیں کہ نہ عقلی تحقیقات سے اُنکے اصول صحیح ثابت ہوتے ہیں اور نہ اُن پر چلنے سے ایک ذرہ روحانی برکت اور قبولیت الٰہی مل سکتی ہے۔ بلکہ اُنکی پابندی سے انسان نہایت درجہ کا کور باطن اور سیہ دل ہو جاتا ہے جسکی شقاوت پر اسی جہان میں نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں ''

یہہ اشتہار بیس ہزار چھاپ کر انگریزی اور اردو میں تمام مذاہب مشہورہ کے اکابر کے پاس بصیغۂ رجسٹری بھیجا گیا۔ یہی پہلی صدا تھی جو اس مامور نے چار دانگ عالم میں سنائی اس صدا پر ہی جن کے سینے نور دین سے معمور تھے وہ آمنا و صدقنا کہہ کر اُسکے حلقہ بگوش ہو گئے اور انشراح صدر سے پکار اُٹھے ربنا اسمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنو بربکم فامنا فاکتبنا مع الشٰھدین۔ کہہ کر ساتھہ ہوئے

اس مبارک کتاب کے اعلان پر یہہ سلسلہ شروع ہوا۔ غرض کتاب شائع ہوئی اور مخالفین کے پاس رجسٹری بھیجی گئی۔ مگر کس کو ہمت اور حوصلہ تھا کہ جواب دیتا۔ اور دس ہزار روپیہ لیتا۔ براہین احمدیہ جو ایک نور اور ہدایت مجسم ہے غالبا ۱۸۸۰ء

میں چھپنی شروع ہوئی۔ اور اُس پر اپنے خیال میں رئیس القوم شیخ محمد حسین بٹالوی نے بڑے شد ومد سے ریویو لکھا اور کتاب کی برکت سے اپنی مغفرت کی دعائیں مانگیں اب یہہ پودہ خدا تعالی کی زیر نگرانی سرسبز ہونے لگا۔ کوتاہ اندیش مخالفوں نے طرح طرح کی اذیتیں شروع کیں استہزا اور تبرا بازی کے تیر چلانے شروع کئے۔ مگر یہہ خدا کا مرد اُن سب کو وہی جواب دیتا تھا جو مامورین کی قوم ہمیشہ سے حق کی مخالفونکو دیتی رہی ہے کہ تم ذرا انتظار کرو صبر کرو۔ اور انجام پر نظر کرو۔ کون کامیاب ہوتا ہے جلد بازی نہ کرو۔ آخر خدا تعالی نے اپنی چمکار دکھانی شروع کی اور لوگوں کے دلوں میں عام طور پر ایک زبردست تحریک ہونے لگی۔ یہانتک کہ وہ وقت آگیا کہ آج سے آٹھہ سال پیشتر باعلام الہی اس امر کو ظاہر کیا گیا کہ مسیح ابن مریم جو انیس سو سال پیشتر ناصرت کی بستی میں پیدا ہوا تھا اپنی طبعی موت سے وفات پاکر مقربین میں جا ملا اور وہ مسیح ابن مریم جو وعدے کیموافق آنیوالا تھا اُس کے رنگ میں تو آیا ہے یہہ اُس مجدد کیطرف اشارہ تھا جو دُنیا میں مرزا غلام احمد کے نام سے اور عالم ملکوت میں ابن مریم کے نام سے پکارا گیا ہے اب کیا تھا ایک شور عالمگیر برپا ہوا۔ یہانتک کہ وہی ایک ریویو نویس مولوی سب سے پہلے مخالفت پر اٹھا اور براہین احمدیہ کے الہام کی صداقت کی دلیل ٹھہرا جس میں اُسکی تکفیر بازی کی طرف اشارہ تھا۔ اب ایک عالمگیر جنگ مذہبی دُنیا سے چھڑ گئی۔ پادری۔ برہمو۔ دہریہ۔ آریہ۔ فلاسفر تو پہلے ہی سے مخالف تھے۔ جو کچھہ مسلمان باقی تھے وہ بھی مخالف ہوئے۔ چونکہ ہم کو مختصر طور پر ان واقعات سے گذر جانا ہے اس لئے ہم صراحت اور توضیع نہیں کر سکتے البتہ ان ساری کیفیتوں کو انشاء اللہ **تصدیق براہین احمدیہ** میں مفصل بیان کرینگے۔ اس مخالفت میں زمینی خیالات اور عام اسباب پرست انسان یہی فتوے دیکھتے تھے کہ اب وہ وقت آیا ہے کہ یہہ انسان جو **ابن مریم** اور مجدد و مہدی ہونیکا مدعی ہے آج نہیں تو کل

نابود ہوجائیگا اور وہ وقت قریب ہی کہ اُسکا نام ونشان صفحہ ہستی سے اُٹھ جاوے - لاریب ایسا ممکن تہا نہیں بلکہ یقینی تہا - اگر وہ خدا تعالٰے کے زبردست ہاتہہ کے سایہ میں نہ ہوتا - وہ تو خود پکار پکار کر کہتا تہا کہ اگر میں مفتری ہوں تم کیوں اس امر کو خدا کے فیصلہ پر نہیں چھوڑ دیتے کیا وہ مفتری کو مہلت دیگا ؟ مگر ان زمینی اور سطحی خیالات کے آدمیوں کے دل میں وہ سکینت وہ توکل اور خدا پر پورا بھروسہ کہاں جو اس مرد خدا کو حاصل تہا - ادہر سے کفر اور لعنت کی بوچھاڑ ہوتی تھی مگر ہر ایک آن میں اُسی انت اول المومنین کی اطمینان سے بھری ہوئی صدائیں آرہی تہیں خدا تعالٰی ہر وقت اُسے تسلی دیتا اور اپنی قدرت نمائیوں کے سچے وعدے کرتا اور اولوالعزموں کی طرح صبر کی تعلیم دیتا تہا - اس جنگ میں جیساکہ قاعدہ ہے آخر والعاقبة للمتقین راستبازی کی فتح ہوئی اور یہہ **مرد خدا** ہی غالب آیا -

اُسوقت تک قادیان میں لوگوں کی آمدرفت بہت کم تہی - مگر اب خدا کے فضل سے ایک وسیع سلسلہ مہمانوں کی آمدرفت کا شروع ہوا - یہاں تک خدائے عظیم نے بشارت دی وسع مکانک ویاتون من کل فج عمیق -

ایک سلیم الفطرت اور مستقیم طبیعت کا انسان اُن واقعات پر جو آج تک اُس مرد خدا کے ساتہہ ہوچکے ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُسے بجز تسلیم چارہ ہی نہ رہیگا - چونکہ ہم کو حضور امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوے پر دلایل لکہنے اس وقت مقصود نہیں بلکہ اجمالی طور پر ۱۸۹۷ء کے واقعات جو اس آلہی مشن کے لیڈر اور اُسکی جماعت کے ساتہہ پیش آئے بیان کرنا ملحوظ ہیں اس لئے ہم اُن دلائل کو اس وقت بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجہتے کیونکہ یہہ واقعات بجائے خود ایک روشن اور بیّن دلیل ہیں ہاں مختصر طور پر ہر ایک سن کا کچہہ ذکر کریں گے -

براہین احمدیہ کے زمانہ سے لیکر جبکہ تجدید دین اور مجدد والدہر ہونیکا اشتہار باعلام الٰہی دیا گیا تھا ایک عرصہ تک ایک قسم کی خاموشی چھائی ہوئی تھی معدودے چند انسان ساتھ تھے جو کبھی کبھار قادیاں بھی آ جاتے تھے اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی دارالامان ہی میں جاگزین تھے لیکن چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے ۱۸۸۶ء میں حضور کو ہوشیارپور کی طرف تشریف لیجانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں وہ عظیم الشان مباحثہ پیش آیا جو ہندوؤں کے ایک بڑے بھاری ریفارمڈ فرقہ آریہ سماج اور حضور کے درمیان ہوا اور جس میں بڑے بڑے سربرآوردہ اور معزز لوگ شامل تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سرمہ چشم آریہ جیسی زبردست کتاب بیش بہا معارف اور حقائق کے جواہر سے لبریز پانچسو روپیہ کے انعام پر شایع ہوئی۔ اُسکے بعد ایک بہت بڑا اعلان صداقت اسلام کی غرض سے شائع ہوا۔ جو چالیس روزہ دعوت اور ایک سال کی دعوت کا اعلان کہلاتا ہے جس میں مخالفین مذہب اسلام کو خدا تعالیٰ کے ید قدرت کا نمونہ دکھلانے کی بشارت دیگئی تھی اور بصورت عاجز آنیکے دوسو روپیہ ماہوار تک کا ہرجانہ دینا بھی منظور کیا گیا تھا۔ مگر کیا کسی میں سکت اور حوصلہ تھا کہ آتا اور مقابلہ کرتا؟ ہرگز نہیں۔ اس مقابلہ سے غرض صرف یہہ تھی کہ تا اس زمانہ میں جبکہ فلسفی مزاج لوگ معجزات اور خوارق کو بے اصل سمجھتے اور قصہ قرار دیتے ہیں دکھایا جاوے کہ یہہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ اُسکے برکات اور فیوضات پیچھے نہیں رہ گئے بلکہ ہر زمانہ میں آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ اس کے بعد پھر چند دعوتی اشتہار شایع ہوتے رہے اور ایک کتاب شحنۂ حق لکھی گئی۔

شحنۂ حق کے بعد پھر ایک زمانہ آیا کہ عام طور پر یہہ اعلان نہیں ہوا لیکن ۱۸۸۹ء کا مبارک سال شروع ہوا جبکہ اس مجدد کو اللہ کریم نے اپنے خاص انعام سے بشارت دی کہ تو بیعت کیلئے لوگوں کو بلا۔ اب تبلیغ کا سلسلہ ایک بڑے بحر مواج کی طرح چلا۔

ناعاقبت اندیش لوگ ہر ایک قسم کی رکاوٹیں ڈالنا چاہتے تھے۔ مگر بھلا مخلوق کی خالق آگے کیا پیش جاسکتی تھی وہ خس و خاشاک کی طرح اُس رو میں بہتے چلے گئے۔ سلسلہ بیعت میں لوگ شامل ہونے لگے۔

*۱۸۹۱ء میں باعلام الٰہی یہہ اعلان دیا گیا کہ ابن مریم المسیح تو ہی ہے۔ پھر کیا تھا اب کامل طور پر مامور من اللہ ہونے کا خلعت مل گیا اور وہ غرض و غایت جو اس نور کے دنیا میں اُترنے کی تھی ظاہر ہوگئی۔ چنانچہ اُسی سال میں **فتح اسلام۔ توضیح مرام** دو رسالے اپنے دعوے کے ثبوت میں بہت سے حقائق اور معارف عالیہ سے معمور شایع کئے۔ اِسی سال

---

* ۱۸۹۱ء بڑے معرکہ کا سال گذرا ہے چنانچہ ۲۰ جولائی ۱۸۹۱ء سے لودیانہ میں اُسی محمد حسین کو نور اللہ کو اپنی پھونک سے بجھانیکی کوشش کرنیکے لئے اُس مرد خدا کے سامنے آنا پڑا جسکی تعریف میں وہ اپنے ریویو میں لکھہ چکے تھے کہ مولف براہین الوہیت غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ و علوم لدنیہ ہوتے ہیں اور دوسرے مقام پر کہا ہے کہ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی قوت قدسی ہے کہ وہ انبیاء و ملائکہ کی طرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے۔ اور اُسکی کوئی بات غیب و صدق سے خالی نہ جائے۔ اِس میں اُنہوں نے یہہ ثابت کیا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب قوت قدسیہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنکو غیب کی باتوں پر اطلاع دیتا ہے۔ غرض یہہ میدان مناظرہ لودیانہ تجویز ہوا۔ جو خدا تعالیٰ کے ارشاد کے موافق ایک مقدس اور مبارک سفر کا مقام تھا۔ یہانتک کہ آخر بارہ روز کے بعد ہر کہ تف زند ریشش بسوے والا معاملہ ہوا۔ اور شیخ محمد حسین صاحب جس عزت و توقیر کے ساتھہ واپس آئے اُسکو ایک دُنیا جانتی ہے۔ ہاں جاننے میں اتنا فرق ضرور ہے کہ انی مہین من اراد اہانتک کے الہام کی صداقت کا مزا پانے والے اُسے اور لطف سے دیکھتے ہیں اور جس پر یہہ الہام وارد ہوا وہ اُسکو کسی اور نظر سے دیکھتا ہے اور درحقیقت اُسکو وہ دیکھنے کے قابل ہوا ہی نہیں ورنہ اُسے توبہ اور رجوع کے بغیر چارہ ہی نہ ہوتا۔ ابھی یہہ سلسلہ ختم نہیں ہوا

میں جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لودیانہ کا سفر بھی کیا۔ چونکہ اس دعویٰ پر بہت کچھ شور مچ گیا تھا۔ اور قریب تھا کہ حسن ظن رکھنے والے بھی بدظن ہو جائیں۔ مگر نہیں صادق القول خدا کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتی ہیں آخر لوگوں کا رجوع بڑھ رہا۔ جوں جوں تکفیر اور سب و شتم پر مولوی لوگ زور دیتے تھے۔ اسی قدر کثرت سے لوگ جوق در جوق آکر سلسلہ بیعت میں شامل ہوتے تھے۔

اسی سال یعنی ۱۸۹۱ء میں جناب امام الزمان سلمہ الرحمان نے عام اعلان کے ذریعہ مخالفین کو اعتراضات اور سوالات کرنیکے لئے مدعو کیا۔ اور ان سوالات کو سلسلہ وار ایک کتاب میں درج کرکے مسلسل جواب دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ **ازالہ اوہام** نام ایک مبسوط کتاب آٹھ سو صفحہ کے قریب اسی سال میں تیار ہوئی اور **توفی اور الدجال** کے لئے ہزار روپیہ کا انعام بھی مشتہر ہوا۔ جس کو آج تک کوئی نہ لے سکا۔ اور اس المخالفین کو بھی حوصلہ نہ ہوا کہ میدان میں اترتا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹ حضرت اقدس کو یہ خیال تحریک الٰہی سے پورے طور پر ہو چکا تھا کہ تبلیغ پیغام الٰہی میں ایک لمبا سفر کیا جاوے۔ چنانچہ اسی خیال سے جناب دہلی تشریف لیگئے۔ اور کئی ہزار مسلسل اور طویل اشتہارات کے ذریعہ عوام اور خواص کو اپنے رب کی منادی سنادی اور وہ آواز جس کے لئے حکم است ز آسمان بزمین میرسانمش وارد ہے۔ ایک بار تو دہلی والوں کے کان تک ہی پہونچا کر چھوڑا۔ دہلی والوں کی حالت زار پر جو کچھ ہمارے مخدوم و محسن حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ نے مباحثہ دہلی کی اشاعت والے الحق کے اٹیر و ٹکشن میں لکھے ہیں اور یا جو جیسے ہمارے مکرم سید حامد شاہ صاحب سلمہ اللہ نے دعوت دہلی میں اتارا ہے۔ اس سے اچھا اب نقش ثانی ہم سے تو نہیں کھینچ سکتا۔ اور نہ ہم اس میدان میں شامل تھے۔ غرض ایک عرصہ تک تبلیغ حق ہوتی رہی آخر دہلی میں بھی ایک مباحثہ کی بنیاد پڑی شیخ الکل یا دوسرے علماء دہلی کو تو اتنا حوصلہ اور سکت نہ ہوئی کہ حجلہ نشینی سے نکل کر آتے مگر ان سب کا کفارہ مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی ہو کر آئے مگر حق کی تاب کون لا سکتا ہے آخر وہ بھی چند روز تک نقد کی بحث میں خفت اٹھا کر اور حضرت اقدس کی صداقت پر مہر لگا کر چل دیئے۔

پھر سنہ ۱۸۹۱ء کے مبارک سال ہی میں جالندھر اور کپورتھلہ کا بھی سفر ہوا۔ اور دہلی سے واپسی کے وقت پٹیالہ بھی ٹھہرے
۱۸۹۲ء کے شروع میں پھر جناب امام الوقت سلمہ الرحمان بموجب ارادہ الٰہی تبلیغ احکام
الٰہی کے لئے سفر پر نکلے اور فروری کے آخری نصف میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے
اہل لاہور کو عزت اور برکت بخشی۔ مگر افسوس ہے کہ چند سعید الفطرت اشخاص کے سوا اکثروں
نے اس مبارک روشنی سے اپنی تاریکی دل کو دور نہ کیا۔ اسجگہ بھی ایک مباحثہ کا واقعہ ہوا
جو کسی مولوی عبدالحکیم صاحب نصیر آبادی سے ہوا۔ مگر خدا کی شان اور قدرت کو دیکھو کہ اہل لاہور
میں سے کسی کو حوصلہ اور جرات نہ پڑی آخر بیچارہ عبدالحکیم بھی صرف محدّث ایک معنوں سے
نبی ہوتا ہے اُس پر بیجا اور بے معنی اعتراض کر کے اس پر ہی خوش ہوا کہ نبی کا لفظ اصطلاحی
طور پر بھی جناب استعمال نہ فرماویں۔ کیونکہ اس سے عوام کو دھوکہ لگ سکتا ہے۔ گویا اُس کے
اس بیان کا مطلب اتنا ہی تھا۔ کہ محدّث مجدّد بیشک کہا جاوے۔ چنانچہ اُس پر مولویوں
نے یہہ الزام بھی لگایا کہ وہ تصدیق کر کے چلا گیا۔ مگر وہ نادان نہیں سمجھتے کہ یہہ حق کی
ہیبت ہے اور خدا کی باتیں۔ خدا کا مرد کسی میدان میں غالب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔
حق اور صداقت کی تیز تلوار اور الٰہی نور کی تیز شعاعیں اُسکے مخالف کو خیرہ اور پاش پاش
کر دیتی ہیں۔ اس مقام پر بہت سے لوگوں نے جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
بیعت کی۔ اور انہی ایام میں **آسمانی فیصلہ** نور اور ہدایت سے معمور ہزار سے زیادہ چھاپ کر
مفت تقسیم کیا گیا جسمیں اُن لوگوں کو مقابلہ کے لئے بلایا تھا جو ایمانداری اور اتقا کے لمبے چوڑے
دعوے کرتے ہیں اُنکے پرکھنے کیلئے آسمانی اور قرآنی معیار ہی مقرر کیا گیا تھا مگر والعاقبۃ
للمتقین سچی بات ہے کون تھا جو حق کے مقابلہ میں آتا۔ ۱۸۹۲ء کے مقدس سال ہی میں
ایڈیٹر رپورٹ ہذا کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے توفیق بخشی کہ وہ نور کے فرزند کی کفش
برداری کا فخر حاصل کرے۔ اور انہیں ایام میں اُسنے بذریعہ خواب دیکھا کہ حضرت امام الزمان
سلمہ الرحمان کی خدمت عالیہ میں کتابوں کے جھگڑے سے اُتر کر ایک کتاب پیش

کی ہے جس کو حضرت نے بہت پسند فرمایا ہے۔ جسکی تعبیر حسب الحکم امام صاحب ہمارے
قدیم محسن مولوی عبدالکریم صاحب نے یہہ لکھی تھی کہ کتابوں کے جھگڑے سے مراد علمی گھمنڈ
اور تکبر کو چھوڑ دینا ہے اور کتاب پیش کرنے سے یہہ مراد ہے کہ اس سلسلہ کی تائید میں خدا تعالے
کوئی کتاب لکھنے کی توفیق دے۔ کیا تعجب ہے کہ **الحکم** کا اجرا جو بہت سی قلبی تحریک
اور جوش پر ہوا ہے جو اندر سے نہیں بلکہ کسی زبردست خارجی طاقت کے ذریعہ پیدا ہوا تھا
اسی خواب کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہو اور یا کسی اور وقت کوئی کام خدا تعالیٰ اپنے عاجز اور ارذل
ترین بندے سے لے۔ اور ہم اس امر کی تائید یوں ہی کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہہ ایک فضل
الٰہی ہے اور نعمت نامتناہی اور اما بنعمت ربک فحدث وارد ہے۔ حضرت اقدس نے
انہی دنوں میں ایک تقریب پر اس عاجز کی نسبت اپنی زبان مبارک سے فرمایا تھا کہ
یعقوب علی ہم کو بہت کام دیگا۔ اکثر احباب لاہور کو حضرت اقدس کا یہہ ارشاد خوب یاد ہے
اور ہمارے تو یہہ لوح دل پر کندہ ہے اور صادق کی بات چونکہ پتھر پر لکیر ہوتی ہے اس لئے
دلی آرزو اور قلبی تمنا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ جہاں تک ہوسکے اسی سلسلہ کی تائید اور تبلیغ کے لئے
ہر ایک قسم کی قوت دے۔ تاکہ نحن انصار اللہ کہنے والوں کا سا لطف اور سرور حاصل ہو۔
آمین۔ یہہ تو ایک ضمنی واقعہ اور جملہ معترضہ تھا۔ غرض ۱۸۹۲ء ہی میں اور آخر فروری میں ہمارے
ہادی و مہدی سیدنا مرزا صاحب نے بابو میران بخش کی کوٹھی میں ایک پبلک لکچر دیا۔ خلقت
کا اژدہام اس کثرت سے تھا کہ کسی صورت میں معزز حاضرین کی تعداد دس ہزار سے کم نہ ہوگی
کاش اسوقت وہ لگن ہوتی جو حضور کے کلمات طیبات کے قلمبند کرنے کی آج دل میں
محسوس ہوتی ہے تو کوشش کیجاتی کہ وہ لکچر قلمبند ہوتا۔ اس موقع پر حضور نے خصوصیت
سے ان انعامات الٰہیہ کا ذکر کیا جو اس مقدس وجود پر شب و روز کیا آناً فاناً بارش کی طرح
ہو رہے ہیں اور ان پیشگوئیوں پر زیادہ زور دیا تھا جو جناب کی کامیابیوں اور الٰہی نصرتوں کے
شامل حال ہونے پر مشتمل ہیں۔ لیکچر کے بعد عصر سے پیشتر جناب مخدومنا حکیم الامت

مولانا مولوی نورالدین صاحب نے بہی ایک مختصر سا دل کو ہلا دینے والا وعظ فرمایا حضور جسوقت آپ نے کلمہ پڑہ کر اور اپنی ڈاڑہی کے سفید بالوں پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ "کیا میں اس عمر میں بھی جہوٹ بولنے کی آرزو کر سکتا ہوں" تو یہہ الفاظ تیر کی طرح دلوں کے پار ہو گئے۔ اور کوئی آنکہہ نہی جو ایک بار زار زار نہ روئی ہو۔ اس مجمع میں تائید آلہی اور نصرت غیبی کے آثار کامل طور پر مشاہدہ ہوتے تہے مگر ہاں اُنکے لئے جو دیکہہ سکتے تہے۔ ایک طرف مقابل میں کوتاہ اندیش حریف لوگوں کو آنے سے روکتا اور گلا پہاڑ پہاڑ کر چلاتا تہا اور کوئی نہ سُنتا تہا۔ اور ایک طرف یہہ حال کہ لوگوں کو بیٹھنے کیا کھڑے ہونیکو جگہ نہ ملتی تہی دہکے کھاتے تہے اور تکلیف اُٹھاتے تہے اور آرزو یہہ تہی کہ خدا کے لئے ایک لفظ سن لینے دو اور ذرا منہہ دیکہہ لینے دو۔ جن لوگوں نے یہہ نظارہ دیکہا ہے وہ یقیناً یقیناً لکہہ سکتے ہیں کہ ایک مفتری اور حیلہ باز و یاوہ مزاج انسان کی باتوں میں ایسی قبولیت نہیں ہو سکتی ہے اژدہام خلائق نے جہاں تک مجبور کیا کہ حضور کو ایک دوسرے راستہ سے جانا پڑا۔ جو کتنے مکانوں کی چہتوں پر سے جاتا تہا۔ اس قدر کامیابی اور ظفر و فتح کے بعد جناب سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں حضور نے اپنی عمر کا ایک حصہ بسر کیا ہے۔ چونکہ سیالکوٹ والے حضور کے حالات سے خوب واقف تہے اسلئے وہاں کی جماعت کو خدا نے بہت بڑی توفیق عطا فرمائی ہے اور اس سلسلہ میں اُنکا خلوص اور فنا ہونا ایک قابل رشک امر ہے اور اس مشن کی صداقت کا ایک بین ثبوت۔

ہم حیران ہوتے ہیں اور واقعی انسانی عقل کو دنگ اور حیران کرنے والی بات ہے کہ ۱۸۸۹ء کے بعد جبکہ اشتہار بیعت شایع ہوا ہر روز اور ہر آن میں اس مشن کی ترقی ایک بحر مواج کی طرح ہوئی۔ باوجودیکہ ۱۸۹۱ء میں بہی حضور کو سفر پیش رہے لیکن پہر بہی کئی ہزار اشتہار اور کئی ایک رسایل طبع ہوئے ۱۸۹۳ء وہ مقدس اور برکتوں کا سال ہے جو اپنی نظیر پہلے سالوں میں نہیں رکہتا۔ اس سال سے وہ خاص مشن اور خاص کام حضور

کا شروع ہوتا ہے جسکو احادیث میں کسر صلیب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار کیا بے انتہا شکر ہے کہ اُس واقعہ کی ابتداد یکھنے کا موقع ہم کو بھی نصیب ہوا جو کامل طور پر کسر صلیب کا موجب ہوا ہے۔ رمضان کا مہینا تھا۔ ہم بھی اتفاق حسنہ سے دارالامان کی برکتوں سے متمتع اور بہرہ ور ہو رہے تھے ہم کو خوب یاد ہے کہ مغرب کا وقت تھا چھوٹی مسجد کی بالائی چھت پر چند احباب تشریف رکھتے تھے۔ یکایک ایک جھروکے سے ہمارے حضور سید نا مرزا صاحب (فداہ ابی وامی) جلوہ افروز ہوئے۔ ہم اُسوقت کی حالت کا خاکہ بجز الفاظ میں نہیں کھینچ سکتے اور نہ وہ الفاظ ہم کو مل سکتے ہیں حضور کا چہرہ مسرّت مجسم ہو رہا تھا اور اس قدر بزرگ اور عظیم الشان معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے ذہن میں نہیں آتا اُسکی عظمت کیونکر بیان کریں۔ دل فرط شوق سے اُچھلتا تھا۔ آپنے فرمایا کہ اب شکار پھنسا۔ جنڈیالہ سے ایک خط آیا ہے وہاں کے عیسائیوں نے مسلمانوں کو تنگ کیا ہے اور وہ مباحثہ کے لئے ہم کو بلانا چاہتے ہیں۔ ہم زبان قلم اور قلم زبان سے اُس جوش کو ادا نہیں کر سکتے جس سے یہہ الفاظ نکل رہے تھے حضور اس قدر بیقرار تھے کہ ابھی مباحثہ ہو اور ہم جا کر وہاں پہونچیں۔ آپ نے حکم دیا کہ ابھی ایک آدمی روانہ کیا جاوے۔ مگر بغیر مصلحت وقت سمجھ کر رجسٹری خط ارسال کئے گئے۔ یہہ عظیم الشان واقعہ بھی تیرہ چودہ سال پیشتر خدا تعالیٰ نے اُپنے الہام سے حضور پر ظاہر کیا ہوا تھا۔ وہ جوش جو حضور کو تھا دیکھنے والے کے لئے صداقت کا کافی ثبوت تھا۔ اور اُسکی تسلی کیلئے بہترین ذریعہ۔ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سچی محبت رکھنے کے بغیر اس قدر حمیت اور غیرت دین کی ہو نہیں سکتی۔ میاں محمد بخش پاندہ نے اور علماء کو بھی خطوط لکھے تھے۔ مگر یہہ قرعہ تو جس کے نام ازل سے پڑ چکا تھا اُسی کے نام پڑا۔ یہاں تک کہ مباحثہ مقرر ہوا۔ اور جنگ مقدس کی بنیاد رکھی گئی اعلان بھی ہو گیا۔ مگر بعض کوتاہ اندیش برائے نام اسلام کے حامی اس بات پر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ ہیں یہہ میدان لیجائیگا جھٹ عیسائیوں سے مل ملا کے اشاعۃ السنہ کی میگزین کی گولہ باری کی

آڑ میں عیسائیوں کو پناہ دینی چاہی۔ مگر خدا کی باتیں کب ٹل سکتی ہیں آخر مباحثہ قرار پایا اور ایک مقدس سفارت نے امرتسر پہونچکر شرائط اور تاریخ مقرر کی۔ چنانچہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے یہہ معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ہم کو بہی خدا نے توفیق اور موقع دیا کہ اس میدان جنگ میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں۔ پندرہ روز کے عظیم الشان مباحثہ کے بعد آخر کار خود خدا تعالیٰ نے ایک آسمانی اور بیّن نشان کے ذریعہ جو حریف مقابل کے رجوع یا عدم رجوع پر موت کی پیشینگوئی پر مشتمل تہا فیصلہ کر دیا اور خود ھناک اللہ کہہ کر سب سے پہلے مبارکباد دی اس موقع پر جو کچہہ سلوک امرتسر والوں سے ہوا۔ اس کے بیان کرنیکے لئے ہم ہرگز ہرگز موقع نہیں پاتے۔ مگر ہاں راز وہ ہے کہ خدا کو منظور ہوا۔ تو حضرت اقدس کے "سفر نامے" کے نام سے جو مضمون ہمارے ذہن میں زیر تالیف ہے اُس میں وہ واقعات مفصل بیان ہونگے۔

امرتسر کے اندرونی مخالفین کی باسی کڑہی میں پہر اُبال آیا۔ اور مناظرہ مباحثہ کی بجائے مباہلہ پر تیار ہوئے۔ مگر الٰہی ہیبت اور جلال اس کا نام ہے کہ کسی مشہور و معروف مولوی کو یہہ حوصلہ نہ پڑا۔ کہ سامنے آوے۔ مباہلہ کے لئے عیدگاہ کا میدان تجویز ہوا تہا۔ ہزارہا مخلوق ہندو مسلمان حتیٰ کہ عیسائی تک جمع تہے۔ ہمارے زبردست مخالف میاں محمد حسین بٹالوی بہی دامن کشاں میدان مباہلہ میں پہونچے مگر ہرزہ درائی کے سوا اتنا حوصلہ نہ ہوا کہ مباہلہ کے لئے نکلتے۔ آخر صوفی عبد الحق غزنوی بیچارہ اُن سب کا فدیہ ہوا اور اُس نے مباہلہ کیا۔ مگر اس کریم النفس انسان کی ہمدردی اور محبت دیکہئے کہ فریق مخالف کیلئے بد دعا تک نہیں کی۔

بہر حال وہ موقع بہی قابل دید تہا۔ مظلوموں کے نعرے آسمان تک پہونچ رہے تہے جسوقت راستباز کے منہہ سے یہہ الفاظ نکلے کہ اے خدا اگر میں تیری طرف سے نہیں ہوں تو تو مجہہ پر ایسا عذاب نازل کر کہ دُنیا میں کسی مفتری پر نہ ہوا ہو۔ اُسوقت عیدگاہ میں اللہ تعالیٰ کے جلال اور ہیبت کا ایک نظارہ نظر آتا تہا۔ مباہلہ کے بعد میاں محمد حسین جب اپنی زبان درازی سے باز نہ آئے تو بذریعہ پولیس عیدگاہ سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے۔ یہہ دوسرا موقع تہا۔

کہ شیخ صاحب کی حکام کی معرفت اس طرح پر عزت افزائی ہوئی۔ اسی سال میں خدا تعالےٰ نے **آئینہ کمالات** اسلام جیسی زبردست اور ہدایت مجسم کتاب لکھنے کی اسی مجدد کو توفیق دی اور اسی سال میں ایک **غلام زکی** عنایت فرمایا جسکی بشارت قبل از وقت دیگئی تھی سنہ ۱۸۹۳ء کے بعد ایک لمبا سلسلہ پندرہ ماہ کی میعاد کا شروع ہوا۔ اس اثنا میں فریق مخالف پر حق کا جو کچھ رعب چھایا۔ اسکا ثبوت اُسکی عملی زندگی نے دیدیا۔ الغرض ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء تک مختلف قسم کے اشتہارات۔ رسایل اور کتب کا سلسلہ جاری رہا جس میں سے ہم صرف ایک کتاب کا ذکر کرتے ہیں۔ جو عماد الدین لاہز امرتسری اور جملہ پادر کے مقابلہ میں بوعدہ انعام پانچہزار روپیہ عربی زبان میں لکھی گئی مگر کسی پادری کو جرات نہ ہوسکی کہ اسکا جواب لکھتا اور نہ کسی مخالف مولوی کا حوصلہ ہوا کہ بالمقابل اپنی عربی دانی کی لاف گزاف کا کوئی ثبوت دیتا۔ حالانکہ انگریزی زبان میں کثیر التعداد اشتہار چھاپ کر تقسیم کیے گئے۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء میں جبکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اعلام اور الہام سے یہ ظاہر کردیا کہ آتھم بوجہ رجوع الی الحق کرنے کے پیشینگوئی کے ایک جزو سے استفادہ کرچکا ہے اور اسوقت بچ گیا ہے تو پھر بھی دُنیا میں ایک تلاطم پیدا ہوا۔ مگر جب آتھم پر بذریعہ انعامی اشتہارات جو چار ہزار روپیہ تک پہونچے اتمام حجت کیا گیا تو پھر کوئی نہ ہوا جو آتھم کو مقابلہ میں قسم کھانے کے لیے لاسکتا۔ ہم نے اس معاملہ پر خوب غور کیا ہے اور اُس میں بھید یہہ معلوم ہوا ہے کہ چونکہ اس مقدمہ آتھم سے بہت سارے واقعات مشروط تھے اس لیے اس واقعہ کو خدا تعالےٰ نے خوب ہی مشتہر کیا۔ آخر آتھم اخفائے شہادت حقہ کے جرم میں ماخوذ ہوکر اس موت سے نہ بچ سکا جس سے بچنے کے لیے بہت ہاتھ پاؤں مارے تھے۔

سنہ ۱۸۹۵ء میں ست بچن اور آریہ دھرم جیسی زبردست کتابوں کی تالیف کا اتفاق ہوا اور نور القرآن وغیرہ رسایل بھی شایع ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے آسمانی نشان کسوف اور خسوف کا بھی اسی سنہ ۱۸۹۴ء کے رمضان میں دکھایا جو نشانات مہدی میں سے ایک زبردست نشان تھا۔ سنہ ۱۸۹۵ء

نظ

دو باتوں کے لئے خصوصیت سے مشہور رہیگا۔ اولاً کسوف او رخسوف کا اکٹھا ماہِ رمضان میں آیت مہدی کے طور پر حسب بشارت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونا۔ اور پھر جناب امام الزمان سلمہ الرحمان نے ایک عظیم الشان اشتہار جلسہ تحقیق مذاہب کا شایع کیا جو حضور قادیان میں کرنا چاہتے تھے۔ اس جلسہ میں شامل ہونے والے لیڈران مذاہب مختلفہ کے اخراجات آمد و رفت و دورانِ قیام قادیاں کے متکفل بھی خود سید نا مرزا صاحب ہونا چاہتے تھے لیکن بوجوہات چند در چند اُسکا التوا ہوا۔ مگر صادق کی باتوں میں اور اُسکی آرزوں میں زوال کہاں۔ آخر وہ ارادہ ۱۸۹۶ء کے دسمبر میں تو یعنی جلسہ اعظم مذاہب کی تقریب پر ہوا۔ اسی طرح ۱۸۹۵ء بھی اپنے بہت سے برکات اور فیوضات کی زندہ نظیریں اہل نظر کے لئے چھوڑ گیا۔ اور ۱۸۹۶ء شروع ہوا۔ شروع سال ہی میں جناب امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل اسلام کے لئے ایک عظیم الشان کام کرنا چاہا وہ کیا؟ جمعہ کی تعطیل کے لئے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں بھیجنے کے لئے ایک میموریل تیار کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور کئی ہزار اشتہار چھاپ کر تقسیم کیا۔ اور اُسکے ساتھ ہی تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کو وسیع کرنے کی درخواست بھیجنی چاہی جس سے یضع الحرب کی بشارت ایک اور رنگ میں پوری ہونیوالی تھی مگر چلتی گاڑی میں روڑا لگانے والے اس مقام پر بھی نہیں چوکے۔ چنانچہ محمد حسین بٹالوی نے چاہا کہ میں اس کام کو کروں حضرت اقدس کو چونکہ یہہ منظور تھا کہ کام ہو۔ اسلئے بڑی خوشی سے منظور کیا۔ مگر طلب جاہ کا گرویدہ کب ایسے کام کرسکتا اور ایسی کامیابیاں حاصل کرسکتا ہے۔ خیر یہہ کوئی ایسی بات نہیں ہمارا یقین ہے کہ صادق کی منہہ کی باتیں یونہی نہیں ہوا کرتیں پوری ہو کر رہیں گی۔ جیسا قانون سڈیشن کی ضمن میں مناظرات مذہبی کا مناسب انسداد ہوگیا اور اس طرح پر یضع الحرب والی پیشینگوئی ایک اور رنگ میں پوری ہوئی۔ کیونکہ سڈیشن ایکٹ نے مناظرات اور مباحثات کا بھی رُخ پلٹ دیا۔ اب وہ اس دل آزار طریق سے نہ ہوسکیں گے جو آجتک ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے سب سے زیادہ خوش جو قانون سڈیشن کے پاس ہونے سے ہوسکتا ہے۔ وہ

اس زمانہ کے مجدد اور مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُسکا پاک گروہ ہے۔ ۱۸۹۶ء کے آخیر میں یعنی دسمبر ۱۸۹۶ء کو جلسہ اعظم ہوا۔ اور حضرت سیدنا مرزا صاحب سلمہ اللہ مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت کی طرف سے وکیل منتخب ہوئے۔ چنانچہ جو نور اور ہدایت سے بھرا ہوا اور حقایق و معارف سے لبریز مضمون جلسہ اعظم کی تقریب پر حضور کی جانب سے پڑھا گیا۔ وہ حسب اعلام الٰہی سب سے بالاتر رہا۔ اس مضمون کے شایع ہونے سے پیشتر جناب کو بذریعہ الہام خبر دیگئی تھی کہ یہ مضمون سب سے بڑھ کر رہیگا۔ چنانچہ مخالف اخبارات انگریزی و اردو نے بھی مضمون کی خوبی عمدگی اور جلسہ کے اغراض اور سوالات کا کافی جواب تسلیم کیا۔ اس طرح پر کامیابیوں کے کئی سال گذرے اور بہت سے گذریں گے۔ انشاء اللہ اب ہم ۱۸۹۷ء کے واقعات پر ریویو کرتے ہیں جو اس رپورٹ کا نفس ناطقہ ہیں۔

اگرچہ اس قدر واقعات جو ہم نے بیان کئے ہیں ایک دور اندیش دل اور سلیم الفطرت انسان کی ہدایت کے لئے کافی ہیں مگر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہ کرنے والا ناحق شناس ان کو پڑھ کر یا سن کر کیا لطف اٹھا سکتا ہے جس شخص نے انبیاء علیہم السلام کے سوانح پڑھے ہوں اور جس کو قرآن کریم کی متن پر غور کرنے کا اتفاق ہوا ہو۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ کیونکر ایک گاؤں کا رہنے والا خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کے بغیر اس قدر کامیابیاں حاصل کر سکتا ہے۔ تعجب پر تعجب آتا ہے۔ کہ ایک ایسی جگہ کا رہنے والا آدمی جہاں نہ توسیع معلومات کا کوئی ذریعہ ہے نہ خیالات میں روشنی پیدا کرنے کے سامان نہ کوئی علمی مجلس۔ نہ مذہبی تذکرہ۔ پھر اگر وہ ایسی باتیں بیان کرے جو عام انسانوں کی قدرت سے بالاتر ہوں تو کیا یہ اُسکی کوئی خانہ زاد قوت کا نتیجہ ہو سکتے ہیں وہ ہرگز نہیں کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ زمین اور آسمان کی کنجیاں اور اسباب کی ساری کلیدیں اُسکے ہی ہاتھ میں ہیں وہ جو چاہے اپنے صدق کی دلیل ٹھہرا کر دکھاوے۔ غور کا مقام اور فکر کی جا ہے کہ کیا کوئی ایسا آدمی ابتداے آفرینش سے بتلا سکتا ہے جو اس قسم کی خارق عادت یا فوق کا مصدر ہو

اور پھر خدا تعالیٰ کا غیبی اور تائیدی ہاتھ اُسے تھامے ہوئے نہ ہو؟ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو نہیں ہو سکتا۔ پھر اس قدر واقعات جو ایک نرالی وضع رکھتے ہیں۔ انسان کی اپنی تدبیروں اور منصوبوں کا نتیجہ ہو سکتے ہیں؟ کہاں ہیں وہ دل جو سلیم ہیں کہاں ہیں وہ آنکھیں جو الٰہی ہاتھ کی سایہ کو دیکھ سکتی ہیں۔ اگرچہ یہہ پچھلے سال جنکا نہایت ہی اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے بہت سی برکتوں اور نصرتوں کے سال تھے۔ مگر سنہ ۱۸۹۶ء اپنی ہیبت اور شکل میں جیسا **مبارک سال** اور کامیابیوں کا سال اس مشن کیلئے گذرا ہے اور کسی کے لئے گیا ہوگا۔ چونکہ ہمارے ملحوظ خاطر خصوصیت کے ساتھ سنہ ۱۸۹۶ء ہی کی مفصل رپورٹ زیر نظر ہے اس لئے اس مضمون کو ہم مختلف عنوانوں کے تحت میں لکھیں گے۔

عام حالت

سنہ ۱۸۹۶ء اپنی نوعی حالت کے لحاظ سے اور عام حیثیت سے اسباب پرست اور آسمان پر نظر کرنے والے گروہ کے نزدیک بہت کچھ مصیبتوں اور کلفتوں کا سال تھا اور اسی لئے اُسکو عام الحزن کہا۔ ملک اور دُنیا کے کسی حصہ میں کسی نہ کسی پاش پاش کرنیوالے حملہ کا اندیشہ رہا ہے۔ قحط۔ وبا۔ زلزلے۔ عالم آشوب جنگیں غرض بہت سے قسم کے شدائد و مصائب حملہ آور رہے اور بہت سی خلق تباہ ہو کر دوسروں کے لئے موجب عبرت ہوئی۔ مرنے والوں کی لاشیں اور ہلاک ہونیوالوں کی چیخوں سے بہ آواز بلند یہہ صدا آتی تھی کہ من نکردم شما حذر بکنید۔ عام طور پر لوگ آسمانی مصیبتوں اور بلاؤں کے وقت رہائی اور مخلصی کیلئے اول ترین تدبیر یہہ سوچتے ہیں کہ جسطرح ہو سکے کہیں بھاگ کر اُس سے پناہ لیں۔ اور چونکہ بالکل دُنیا ہی کے کیڑے بنے ہوئے ہوتے ہیں اسلئے دُنیاوی تدابیر اور انسداد اُنپر امید اور بھروسہ کر بیٹھتے ہیں اور آسمان تک نظر اُٹھتی بھی نہیں۔ عقلمند وہ ہے جو مصیبت اور بلا میں گرفتار ہونے سے پیشتر اُس سے بچنے کی تدابیر کرے۔ اور تدابیر مناسب اور موزوں وہ ہو سکتی ہیں جب اُن اسباب پر اول غور کر لیجاوے جو اُسکی آمد کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ جب تک تشخیص

کامل طور پر نہ ہوے اسباب اور علامات پر پورا غور نہ کر لیا جاوے کوئی علاج کیوں نہ کیا جائے مفید نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہی دانشمند انسان کا فرض ہونا چاہیے کہ جب کبھی وہ ایسی مصیبتوں کو اُترتا دیکھے وہ فی الفور اُسکے اسباب پر غائر نظر کرنیکی فکر میں ہو جائے۔

یہہ تو ایک مسلم بات ہے کہ وبائیں۔ بلائیں قحط اور دُنیا کو اور رنگوں میں ہلاک کر دینے والی مصیبتیں عالمگیر اور عذاب الٰہی ہوتی ہیں۔ اور انسان کا کانشنس بول اُٹھتا ہے کہ یہہ معمولی تکلیف اور عارضہ نہیں بلکہ آسمانی ہیبت اور رُعب اپنے اندر رکھنے والا عذاب ہے جو ضرور بالضرور خدا تعالےٰ کے جلال کے اظہار کیلئے کسی مرد پاک کی عظمت کو قائم کرنیکے لئے تمرد اور سرکشی کے لازمی نتیجے کی صورت میں اُترا ہے۔ چنانچہ ہم اس امر کی صراحت اور توجیہہ قرآن کریم میں جو خدائے علیم و حکیم کی مقدس کتاب ہے اور جو کتب قیمہ کا مجموعہ ہے یوں پاتے ہیں۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ یعنی عذاب الٰہی کے نزول کے لئے یہہ ضروری ہے کہ رسول مبعوث ہو کر آئے۔ کسی قوم اور ملک پر کبھی عذاب نہیں آتا جب تک کہ اُس میں کوئی نذیر آکر آنیوالے دردناک عذاب سے نہ ڈراوے۔ **بعثت رسول** اور **عذاب الٰہی** دو لازم ملزوم امر ہیں۔ پس جسوقت آسمان پر عذاب کے آثار نظر آویں۔ اور زمین کی حالت خطرناک دکھائی دے ایک تڑپتے ہوئے دل اور لرزتی ہوئی رُوح کے ساتھ انسان اس تلاش میں لگ جاوے کہ وہ عذاب الٰہی کا مظہر اور موجب بھی کہیں تو آیا ہوگا اس موقع پر تدبر سے کام نہ لینے والا جلد باز یہہ اعتراض کر سکتا ہے کہ **رسول** جو مبعوث ہو کر آتا ہے وہ تو رحمت اللہ کا مظہر اور انعام الٰہی کا موجب ہوتا ہے۔ کیونکہ اُسکے ہوتے تو خدا تعالیٰ کو اُنکی خاطر بہت منظور اور عزیز ہوتی ہے۔ پھر عذاب الٰہی کیوں نازل ہوتا ہے۔ ہم نے اس پر خوب غور کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ جو لوگ مامور من اللہ ہو کر آتے ہیں نفس الامر میں وہ رحمت الٰہیہ کا مظہر ہوتے ہیں اُسوقت خدا تعالیٰ زمین کی طرف خاص نظر سے توجہ کرتا ہے۔ باب السماء کھولے جاتے ہیں۔ اور آسمان زمین کے بہت

ہی قریب ہوجاتا ہے۔ مگر اُس میں دو ہی خاصے اُسوقت موجود ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ
اُس قریب آسمان کی وجہ سے اگر اہل زمین کی دلی حالت میں تبدیلی واقع ہوجاوے اور
وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں سے کام لیکر فرستادہ حق کی تلاش میں مصروف ہوکر
اُس کو پالیں تو پھر انعام اللہ کے مورد بن جاتے ہیں اور اگر استہزا اور سرکشی سے کام
لیں تو پھر ہلاک اور بھسم کر دینے والا دردناک عذاب نازل ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ غیرت و
رحمت الٰہی نزول کیلئے ہمہ تن تیار رہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایسے وقت میں ایک لمحہ
عبادت اور خداجوئی کا ہزارہا سال سے بہتر ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی تھوڑا سا تمرد بھی
ہلاکت کا موجب ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ ہر صورت سے خدا تعالیٰ کو اپنے بندے کی
خواہش منظور ہوتی ہے انکی خوشی خدا کی خوشی اور اوس کا رنج خدا کا رنج ہوجاتا ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ اُسکے عرش دل پر آباد ہوتا ہے۔ دوسرا راز اور سر ماموروں کی بعثت کیوقت
عذاب الٰہی کے نزول میں یہ ہے کہ اُن لوگوں کی بعثت اُسوقت ہوتی ہے جب دُنیا والوں
کی شوخیاں اور شرارتیں اپنے انتہائی مرکز پر پہونچ جاتی ہیں۔ اور ہر طرف کفر اور شرک
کی ظلمت اور ضلالت کی شب تار چھا جاتی ہے اُس گھٹا ٹوپ اندھیرے کیوقت آسمان سے
ایک نور اُترتا ہے جو دُنیا والوں کو روشنی اور اُجالے میں لاتا ہے۔ اور اُنکی اصلاح کی طرف
متوجہ ہوتا ہے۔ چونکہ اُنکی بے باکیاں اور شوخیاں اوس مامور کی بعثت کا باعث ہوتی
ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ اوس مامور کے ذریعہ اہل دُنیا کو متنبہ کرتا ہے کہ چونکہ تمہاری شوخیاں
اور شرارتیں حد سے متجاوز ہوگئی ہیں اور اب اس قابل نہیں رہیں کہ اُن پر توجہ نہ کیجاوے
اسی لئے قبل از وقت تم کو اُس مامور کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح کرلو۔
ورنہ نتیجہ اور انجام اچھا نہ ہوگا۔ اب اس مقام پر غور کرنے والا دل نہایت آسانی اور سہولیت سے
سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا یہ تو فضل عمیم تھا کہ بجائے اُسکے کہ انکی بدکاریوں کی پاداش
میں اُن پر عذاب نازل کرے ایک ہمدرد اور خیر خواہ کے ذریعہ انکو خبر دی کہ تمہارے

ہاتھ اور تمہاری کرتوتیں تمہارے لئے اس قسم کا سامان کر چکی ہیں۔ اب اگر چاہتے ہو کہ بچ جاؤ تو توبہ اور استغفار میں لگ جاؤ۔ ورنہ نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ پس یہہ مامور دو خواص اپنے اندر رکھا کرتا ہے۔ انذار اور ابشار کا۔ نذیر تو اسلئے ہوتا ہے کہ آئندہ آنے والے عذاب کی خبر دیتا ہے اور بتلا دیتا ہے کہ تمہاری کرتوتیں رنگ لایا چاہتی ہیں۔ اور بشیر اس پہلو سے ہوتا ہے کہ صلح اور رجوع الی الحق پر اوس عذاب سے بچ جانے کی بشارت دیتا ہے۔ اس امر کو ہم ثابت کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرنا چاہتے کہ انکی یہہ باتیں کہاں تک وزندار اور قابل وقعت ہوتی ہیں کیونکہ صدہا کیا ہزارہا اور بے انتہا ماموران من اللہ کی تاریخ شہادت دینے کو موجود ہے۔ اور عام طور پر اسکے خلاف کوئی دلیل بھی ہم نہیں پاتے۔ پھر کیوں ہم تحصیل حاصل کی کوشش کریں۔

قرآن کریم پر تدبر کرنے سے یہہ بھی پتہ لگتا ہے کہ ماموں من اللہ کی بعثت پر آلہی عذاب آتا ہے۔ جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے ـ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالبأساء والضراء لعلھم یضرعون۔ یعنی عذاب آلہی کے نزول کی فلسفی یہہ ہے کہ جب کسی قریہ میں کوئی مامور آتا ہے۔ تو اس بستی کے رہنے والوں کو بیدار کرنے کے لئے شدائد اور مصائب بھی بھیجے جاتے ہیں۔ یہہ عذاب اور بلیّات سماوی دراصل خشوع اور خضوع پیدا کرنیوالے ملائکہ ہوتے ہیں۔ پس یہہ ایک ضروری امر ہے کہ کسی مرد خدا کی بعثت پر عذاب آلہی آوے لیکن وہ عذاب مشروط ہوتا ہے توبہ اور استغفار سے اس لئے ہر شخص کو موقع مل سکتا ہے کہ وہ اس آنیوالے عذاب سے اپنے آپ کو بچا لے۔ اور خدا کا رحم بہت جوش میں آلہی ہوتا ہے اسلئے انسان کا ذرا سا رجوع بھی اسکے لئے سپر اور نجات کا موجب ہو جاتا ہے۔ پس کیسے مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا سے مغفرت چاہتے اور اسکی رضاجوئی کی راہوں پر چلنے کے لئے اس کے فرستادہ کی عزت و عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں اور ہلاکت ہے ان پر جو آنکھیں رکھتی ہیں پر نہیں دیکھتے۔ دل رکھتے ہیں پر نہیں سمجھتے۔

اب اس قدر بیان کے بعد یہہ سمجھہ میں آنا مشکل نہیں معلوم ہوتا کہ کیوں عذاب آتا ہے؟ اور مامور من اللہ سے اسکا کیا رشتہ ہے۔ پس ۱۸۹۷ء میں جو عام طور پر وبار اور قحط اور دوسری مصائب شدائد کا حصہ سال بہر تک برابر چلتا رہا۔ یہہ اوسی سنت اللہ کا نتیجہ ہے۔ جو لاتبدیل اور لاتحویل ہے۔ ہم نے اُن بلاؤں کے نزول پر اور خصوصاً طاعون وغیرہ وبار کی دردانگیز مصیبت پر جب اپنے خیالات کو وسیع کیا تو یہہ امر ہماری سمجھہ میں آیا کہ یہہ بات تو ہے ہی کہ ایک مامور نے دعوی کیا۔ خدا کا پیغام پہونچایا۔ عقل کے اندہوں اور کوتاہ اندیش نادانوں نے مخالفت کی استہزا کیا۔ اوسوقت اُس زمانہ کے مامور اور مجدد کے دل سے بے اختیار وبار کے لئے ہی ایک صدا نکلی یہہ صدا حمامۃ البشری کی آخیر نظم میں جہاں موجودہ زمانہ کی حالت پر یوں فرمایا ہے۔ عربی شعر میں اس طرح درج ہے۔

فلما طغى الفسق المبيد بسيله + تمنيت لو كان الوباء المتبّر
فان هلاك الناس عند اولى النهى + احب واولى من ضلال يدمّر

اس صدا کا نکلنا تہا کہ اوسی سال سے قریباً ایسے آثار ظاہر ہونے لگے۔ غرض جہانتک ہمارا خیال ہے چونکہ ایک صادق کے منہہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہوئی ہے اسلیئے اُسکی دعائیں ہی اُس عذاب اور بلا کے دور ہونے کا موجب ہونگی۔ اور ہمارے دل میں یہی یقین راسخ ہے کہ اس مرد خدا کی تضحیک اس عذاب کا باعث ہوئی ہے۔ اور اُسکے ساتہہ صلح ہی اُسکے دور ہونیکا موجب ہوگی۔ لہذا یہہ موقع ہے مخلصی چاہنے والی روحوں کیلئے۔

۱۸۹۷ء کی عالمگیر مصائب کی وجہ بیان کر چکنے کے بعد اب ہم اون واقعات پر بحث کرتے ہیں جو کہلے کہلے طور پر اس مشن کی عزت افزائی اور کامیابی کا موجب ہوئے ہیں اور یہہ کہ اوپر کہیں کہہ آئے ہیں مختلف عنوانوں کے تحت ہیں۔

نشانات یعنی پیشگوئی کا پورا ہونا

شروع سال مبارک زمانہ شروع ہوا اور وہ وقت آگیا کہ خدا زور آور حملوں سے اپنے نذیر کی سچائی کو ظاہر کرے

چنانچہ مارچ ۱۸۹۷ء کی ۶ تاریخ کو عید کے دوسرے روز لیکھرام پشاوری دردناک موت سے ہلاک ہوا۔ اور وہ پیشینگوئی جو براہین احمدیہ میں درج ہو کر ایک فتنہ عظیمہ کی خبر دے رہی تھی پوری ہوئی۔ اس پیشینگوئی کا ذکر متعدد کتب اور رسالجات میں اور اشتہاروں میں ہو چکا تھا اور ہر ایک قوم کے شریف کو اسکا علم تھا۔ غرض جو کچھ کہا گیا تھا۔ لفظاً لفظاً پورا ہوا والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اوس وقت سے پیشینگوئیوں کے پورا ہونے کا سلسلہ بڑے زور سے شروع ہوا۔ اس ہیبت ناک موت پر ہندو کمیونٹی میں ایک شور عظیم برپا ہوا اور ہر طرح سے کوشش کیگئی کہ کسی طرح پر اس راستباز کے پاک دامن کو ناپاک خون سے ملوث کریں مگر وہ دامن جس سے بادشاہ برکت ڈھونڈنے والے تھے کیونکر اس سے داغدار ہو سکتا تھا۔ آخر زبردست حملوں اور کوششوں کے بعد بھی راستباز راستباز ہی ثابت ہوا۔ اور کوتاہ اندیش مخالف خدا سے لڑنے والے ٹھہرے۔ اس امر کا تذکرہ فضول ہے کہ آریہ قوم اور نام کی مسلمانوں اور عیسائیوں نے اپنی متفقہ کوشش سے جو کچھ خلاف کارروائیاں کیں اوس سے وہ ذرا بھی فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ اس پیشینگوئی کے ضمن میں وہ پیشینگوئی بھی پوری ہوئی۔ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ و ۵۵۷ میں درج ہو چکی تھی اور چمکدار نشان کے لوازم پورے ہوئے یعنی ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو حضرت اقدس کے مکان کی تلاشی اسی چمکدار نشان کی متعلق ہوئی۔ اور نہ صرف یہی ہوا بلکہ مخالفین کی روسیاہی کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہہ ایک سامان پیدا کر دیا جو نیک دل اور پاک طبیعتوں کیلئے ایک اعلیٰ درجہ کا نشان اور تازگی یقین کا باعث ہوا وہ لوگ جو سفاہت اور جہالت سے اوس پیشینگوئی سے اعتراض کیا کرتے تھے جو امام الزماں کے مبارک لبوں پر فصاحت کے اجرا کے متعلق ہے اور جو عربی تصانیف کی صورت میں پوری ہوئی تھی۔ اور کہا کرتے تھے کہ عربی لکھنے والوں کی کمیٹی ہے اور پیشینگوئیوں کے لئے آلات نجوم و جفر رکھے ہوئے ہیں

آخر اس تلاشی نے بتلا دیا کہ ہمارے مخالف کہاں تک جھوٹ بولنے میں دلیر اور ہوشیار ہیں
اسی پیشینگوئی کے ضمن میں ایک اور ہیبت ناک مگر روشن اور بیّن نشان ظاہر
ہوا۔ وہ یہہ کہ ہمارے سید و امام جناب مرزا صاحب نے بذریعہ اعلان مشتہر کیا تھا کہ
اگر آریہ لوگ ہماری سازش سے لیکھرام کی خارق عادت موت قرار دیتے ہیں تو کوئی
دل گردے والا آریہ اسی پر قسم کھائے پھر اگر وہ ایک سال کے اندر ایسی موت سے ہلاک
نہ ہو جسمیں انسانی سازش اور ہاتھہ کا احتمال تک بھی نہ ہو تو مجھے قاتل سمجھا جاے ایک بیباک گو شوخ نوجوان
کو آمادہ کیا گیا جو اپنی شوخی اور بیباکی کی وجہ سے اپنے عہدہ سے برطرف ہوا اور آخر
رکیک اور بیجا حجتوں سے دم دبا کر بھاگ گیا۔ اسی پیشینگوئی کے ضمن میں بلاج اندر سنگھ
ایڈیٹر خالصہ بہادر کو دعوت کیگئی مگر مومن کا مقابلہ کرنے والا کون؟ آخر مقابلہ کو نہ
نکل سکتا تھا اور نہ نکلا! یہہ نشان چونکہ اس مامور من اللہ کی ہی تائید اور صداقت کیلئے
تھے اسلئے وہ نشان جو خارجی طور پر دوسروں کے ذریعہ ظاہر ہوئے اور ان سے بھی اسی
راستباز کی تصدیق ہوتی تھی ہم انکو ذیل میں اگر بیان کردیں تو کچھہ حرج نہ ہوگا چنانچہ
ایک شخص فقیر محمد ساکن سیالکوٹ اور ایک عفیفہ پارسا نے اپنی الہامی شہادتیں
پیش کیں جو شایع ہو چکی ہیں۔

چودہویں صدی کے بزرگ کے متعلق جو نشان ظاہر ہوا وہ بھی توجہ کرنے والوں
اور سمجھنے والوں کے لئے کچھہ کم نہ تھا۔ راولپنڈی کے چودہویں صدی نام اخبار میں حضرت
اقدس کے اشتہار متعلقہ سفیر روم کی بابت کچھہ استہزا کیا گیا تھا جس پر مرد خدا نے یکم جولائی سنہ ۱۸۹۷ء سے
جولائی سنہ ۱۸۹۸ء تک کی یکسالہ میعاد کا اشتہار جاری کیا جو رجوع سے مشروط تھا۔ آخر بزرگ
موصوف نے بذریعہ چودہویں صدی ہی ان آثار اور علامات کو دیکھہ کر اور محسوس
کر کے توبہ کی درخواست کی جو اس کریم النفس امام نے منظور کی۔ اوسکا رجوع کرنا اور پھر آثار
اور نشانات کو دیکھہ کر رجوع کرنا آسان امر نہ تھا۔ مگر یہہ خدا کے ہاتھہ کی چمکار تھی اور اسی علیم و خبیر

کی باتیں تہیں جو پوری ہوئیں۔

مخالفوں کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا مگر کسی کو حوصلہ اور سکت نہ ہوئی۔ آخر قصور والا مولوی ذرا آگے نکلا۔ اور بس ہاں کرنے ہی میں مارا گیا اور بہت جلد ہلاک ہوا۔ اس طرح پر یہہ سب نشانات ٹھیک اُسی طرح پورے ہوئے جس طرح خدا تعالےٰ کے برگزیدہ کے ہونٹھوں سے نکلے تھے۔ ان نشانات میں ایک عظیم الشان لیکن دل کو ہلا دینے والا اور روح کو تہہ و بالا کر دینے والا نشان یہی تہا جو الہام انی مھین من اراد اہانتک کی صورت میں ایک عرصہ سے ہو چکا تہا۔ اُس کا نظارہ نادان ملا مکفر کو ایک جم غفیر کے روبرو کرسی مانگ کے دیکھنا اور دکھانا پڑا۔ ان تمام نشانات پر پاک دل غور کر کے سبق سیکھہ سکتے ہیں اور صداقت کا کھوج لگا سکتے ہیں۔ لیکن جنکے دل ضد اور تعصب کے گھن سے ضایع ہو چکے ہیں وہ سمجھنے کی طاقت کہاں سے لائیں گے۔

تالیف کتب

اس سال میں پچھلے سالوں کی نسبت کتابیں بہت زیادہ تالیف کی گئیں۔ چنانچہ انجام آتھم۔ حجۃ اللہ۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ استفتا۔ سراج منیر اور کتاب البریت کی تالیف کا سلسلہ بھی اسی سال میں شروع ہوا جن میں سے انجام آتھم اور حجۃ اللہ عربی زبان میں لکھی گئیں۔ یہہ کتابیں صرف کثیر سے شایع ہوئیں جن پر دو ہزار روپیہ سے کیا کم لاگت آئی ہو گی۔ اب کیا کوئی دانشمند بتا سکتا ہے کہ ایک مصنوعی اور من گہڑت کارخانہ اس طرح پر چل سکتا ہے نہیں نہیں یہہ خدا کے ہاتھہ کا لگایا ہوا پودا ہے جو ضرور ضرور سرسبز ہوگا اور بڑہیگا۔

اشتہارات

اشتہارات کا صیغہ بھی اس سال نہایت ہی ترقی پر تہا چنانچہ قریباً ڈیڑھ لاکھ اشتہار عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی میں اندرونی اور بیرونی مخالفوں کے لئے شایع کئے گئے۔ کیا اس قدر تائید اور نصرت ایک عام انسان کی ہو سکتی ہے شاید کوئی کوتاہ اندیش اشتہارونکی اس تعداد پر حیرت ظاہر کرے مگر ہم اُسکو ثابت کر دینے کے لئے تیار ہیں ۲۵ اشتہار تعداد میں شایع ہوئے ہیں جنمیں سے

چار چار اور بعض آٹھ آٹھ صفحوں اور ورقوں کے ہیں یہہ اندازہ ہم نے ایک صفحہ کے اشتہار پر کیا ہے اور اس خرچ کو جو اُن اشتہارات کی روانگی اور تقسیم میں ہوا اگر سرسری طور پر بھی خیال میں لائیں اور کل خرچ چھپوائی وغیرہ بھی شامل کریں تو دو ہزار سے کسی صورت میں کم نہیں ہو سکتا۔ یہہ خدا کا فضل نہیں تو کیا ہے ایک انسان جو اپنے مخالفوں کی نظر میں ایک معمولی درجے کا آدمی سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر اُسکو مسلمان بھی نہیں سمجھا جاتا! حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ اُسکی اشاعت تو اس قدر کثرت سے ہو اور گویا وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ اُسکے لئے خصوصیت سے ہو جائے اور حق پرست اور حق پسند مومنوں کیلئے ذرا بھی تائید نہ ہو؟ کس قدر تعجب کی بات ہے اس قدر مصارف عظیمہ کا تحمل ہو سکنا انسان کا کام نہیں۔ اور پھر۔ اپنے لئے بلکہ بنی نوع انسان کی بھلائی اور ہمدردی کی خاطر۔ ان اشتہاروں کو اگر دیکھا جاوے تو وہ سب کے سب احیاء اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ہیں۔ نہ اپنی شہرت منظور اور نہ کوئی اور غرض مقصود۔

خطوط

کتابوں اشتہاروں پر ہی اکتفا نہیں اشاعت اسلام کا ایک اور طریق بھی ہے جو اس مامور نے باعلام الٰہی رکھا ہوا ہے۔ وہ کیا؟ خط وکتابت۔ اس سال میں جس قدر خطوط جناب کو پہونچے اور جنکا جواب لکھا گیا اُنکا اندازہ بہت مشکل ہے۔ قرینے سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ کم وبیش ۲ ہزار خطوط اپنے احباب اور مخالفوں کو لکھے گئے جو من اولہ الی آخرہ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کو قائم کرنے اور دُنیا کو روشنی اور نور کی طرف دعوت کے مضامین پر مشتمل تھے۔ یہہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس صیغہ میں ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب۔ مرزا خدا بخش صاحب اور حکیم فضل الدین نے بہت حصہ لیا ہے۔ خصوصیت سے یہی احباب خطوط کی روانگی کا انتظام کرتے رہے۔ اس قسم کے کام بغیر اخلاص ممکن نہیں اور کوئی شخص

اپنی طبیعت پر جبر کر کے اس قسم کے کاموں میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا مگر جس شوق سے میں نے مولانا مولوی عبد الکریم کو یہہ کام کرتے دیکھا ہے رشک اور حیرت آتی ہے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے اور ہم سب کو توفیق۔ چنانچہ ۱۹۰۰ء کے آخری حصہ میں خصوصیت سے مولوی صاحب ممدوح ہی کو یہہ فخر حاصل رہا کہ وہ ڈاک کا جواب دیں۔ اور خطوط کی تعمیل کریں۔ ان خطوط میں سے بہت سے رجسٹرڈ ہو کر جاتے ہیں اور علی العموم وہ آنہ کے لفافوں میں اس خرچ کا اندازہ بھی اگر تخمیناً کیا جاوے تو دو سو روپیہ سال سے کیا کم ہو سکتا ہے۔ یہہ نتائج بھی ان پنجگانہ شاخوں میں سے ہیں جنکا تذکرہ حضورؑ نے فتح اسلام میں فرمایا ہے۔

مہمانوں کی آمد و رفت

ایک سلسلہ مہمانوں کی آمد کا ہے جس ذریعہ سے اکثر لوگ آکر اپنے خیالات کی اصلاح کرتے ہیں اور وہ فیض اور فائدہ اٹھاتے ہیں جو جناب سیدنا مرزا صاحب ایدہ اللہ الاحد کے نزول سے اللہ تعالیٰ نے مقصود رکھا ہے پچھلے سالوں میں مہمانوں کی اس قدر کثرت نہیں تھی جس قدر لوگ اس سال میں آئے۔ یہہ تعداد بھی سال بھر میں ڈیڑھ ہزار سے کسی صورت میں کم نہیں رہی جنکی مہمانداری پر ایک کثیر رقم خرچ آتی ہے ہم کو بار بار حیرت آتی ہے کہ کیا مخالف بالکل اندھے اور بہرہ ہو گئے کہ وہ اس قدر کثرت کے ساتھ نشانات دیکھتے ہیں جو راستباز کی عظمت کو قائم کرتے ہیں لوگوں کی آمد و رفت کے سلسلہ کا اسقدر وسیع ہونا کیا منصوبہ باز کو میسر آسکتا ہے اور پھر ایسی حالت میں کہ وہ وسع مکانک یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی بھی کر چکا ہو۔ لاریب یہہ خدا کے کام ہیں جو کر رہا ہے اور یہی زبردست حملے اور چمکدار نشان ہیں جو صادقوں کی صداقت کی دلیل ٹھہرتے ہیں۔ پھر ان آنیوالے لوگوں میں معمولی کم حیثیت کے لوگ نہیں بلکہ مولوی۔ حافظ تاجر گورنمنٹ کے معزز اور معتمد عہدہ دار۔ بڑے بڑے اہل الرائے اصحاب اور تعلیم یافتہ گروہ ہے۔

حضرت اقدس کے سفر اسی سال میں حضرت اقدس کو دو مرتبہ سفر بھی کرنا پڑا۔ اور یہہ سفر عظیم الشان نشانوں کو عظمت اور جلال سے ظاہر کرنے کے لئے ہوا۔ اُن میں سے پہلا سفر تو اوس مقدمہ کے متعلق ہے جو آتھم والی پیشگوئی کا ایک ضمیمہ تھا جو ایک ابتلاءِ عظیم کے طور پر آیا۔ اِس مقدمہ کے پیشتر ہی حضرت اقدس نے اپنے احباب کو بذریعہ خطوط اطلاع دے دی تھی کہ کوئی ابتلاءِ عظیم آیا چاہتا ہے۔ پھر مقدمہ کا سارا نقشہ بھی بتلا دیا۔ آخر عزت و احترام سے بری ہونے کی بشارت بھی سنائی جسکے صدہا گواہ موجود ہیں۔ یہہ مقدمہ دراصل آتھم والے الہام کے ایک جزو کو پورا کرنے کے لئے اِس شکل میں ہوا۔ جس میں لکھا گیا تھا کہ اُنکا مکر کھول دیا جاویگا۔ پس عیسائیوں نے جب کوئی اور موقع اپنی جانبری کا نہ دیکھا تو ڈاکٹر مارٹن کلارک نے اقدام قتل عمد کا مقدمہ بنایا۔ آخر جس قدر نشانات کو پورا کرکے یہہ مقدمہ ختم ہوا اُنکا ذکر وضاحت کے ساتھہ کتاب البریت میں ہو چکا ہے۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں اِس مقدمہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھہ مماثلت بھی عجیب رنگ سے ثابت ہوئی۔ اِس سفر میں حضرت کے ساتھہ بہت سے مخلصین تھے اور خدا کا فضل تھا کہ ہم کو بھی اِس سفر میں لطف اُٹھانے اور الٰہی تائیدات کا نظارہ دیکھنے کی توفیق ملی۔ اور نہ صرف اِسی قدر بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے جنگ مقدس ثانی کے حالات کے مرتب کرنیکا فخر بھی ہم کو ہی ملا ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہہ سفر بٹالہ اور گورداسپور کا تھا۔

دوسرا سفر ملتان کا تھا اس سفر میں بھی ایک مقدمہ کی شہادت تھی۔ اِس شہادت کا نقشہ پیشتر ہی سے جناب نے بیان فرمایا تھا۔ جو ٹھیک اُسی طرح ظاہر ہوا۔ یہہ مقدمہ بھی ہمارے مشن کے ایک سخت مخالف پر تھا۔ اور خود اُس نے ہی حضور کو طلب کرایا تھا۔ اِس سفر میں بھی حضرت کے ہمراہ چند احباب تھے۔

جلسے اِس سال میں حضرت اقدس کو تین مختلف تقریبوں پر عظیم الشان جلسے کرنے کی

ضرورت ہوئی - ان جلسوں میں صدہا احباب شریک ہوکر روحانی برکات سے حصہ اٹھاتے
رہے - پہلا جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب پر ہوا - چونکہ ۱۸۹۷ء کی خوشی کی یادگاروں میں
سب سے عظیم ترین مسرت مجسم یادگار ڈائمنڈ جوبلی ہی تھی - اس لئے اس مبارک اور مقدس
انسان نے بھی اپنی جماعت کے ہمراہ اس تقریب پر خوشی منائی - اس جلسہ کے لئے پہلے
سے اعلان شایع کر دیا گیا تھا - اس جلسہ کی ضرورت اسلئے محسوس کیگئی کہ چونکہ گورنمنٹ
انگلشیہ کے پرامن عہد میں خدا تعالے نے اسکو بھیجا ہے جسکی وجہ سے اس کے دشمن اسکو
کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے - چونکہ یہہ خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ انگلشیہ کا ایک وفادار اور
اور فرماں پذیر خاندان مسلم ہوچکا ہے اور وقتاً فوقتاً ضروری امداد سے گورنمنٹ کا ہاتھ بٹاتا رہا
ہے - مگر سیدنا مرزا صاحب چونکہ دنیا سے بے تعلق ایک اور قسم کی زندگی بسر کر رہے ہیں
اس لئے اُسی زندگی کے حسب حال ضروری امداد سے گورنمنٹ کے احسانوں کا شکریہ ادا
کرتے رہتے ہیں چنانچہ عربی فارسی کی تصانیف میں اور اشتہاروں میں اُن خام خیالیوں
اور غلط فہمیوں کی اصلاح فرماکر بلاد شام وعرب افغانستان میں شایع کیا ہے جس میں
اکثر کوتاہ بین مبتلا تھے اور اپنے وجود باجود سے ثابت کردیا کہ وہ 'یضع الحرب' کیلئے آئے
ہیں اور دنیا میں امن اور سلامتی کا پھیلانا انکا مشن ہے - غرض کوئن وکٹوریہ کی شصت سالہ
جوبلی کی تقریب پر عظیم الشان جلسہ ہوا اور چھہ مختلف زبانوں میں ملکہ معظمہ کی درازی عمر اور
صحت اور اقبال کے لئے دعائیں مانگیں اور اُسکے ساتھ ہی ملکہ قیصرہ کو روحانی مراتب
کے عطا ہونے کی بھی دعا کیگئی - یہہ قاعدہ کی بات ہے اور سچے وفادار اور جانثار کا یہہ
فرض ہے کہ جو چیز وہ دنیا بھر میں اپنے لئے سب سے عزیز رکھتا ہے اپنے محسن کے لئے وہی چاہے
چونکہ سیدنا مرزا صاحب کو دنیا بھر میں ایک اسلام ہی عزیز ہے اس لئے وہی تحفہ قیصرہ
مبارک کے لئے خدا تعالے سے چاہا - اور سب سے بہتر اور مبارک ہدیہ اس تقریب پر
تحفہ قیصریہ کے نام سے ملکہ معظمہ کے پاس بھیجا جس سے بڑھکر کبھی کوئی لطیف اور

قابل عزت ہے یہ تبصرہ کو اپنے ایک مخلص رئیس کی طرف سے نہ پہونچا ہوگا۔ اِس جلسہ کی کارروائی جلسہ احباب کے نام سے ایک مختصر سی رپورٹ کی شکل میں شایع کیگئی۔

دوسرا جلسہ حضور کے لخت جگر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ کے ختم قرآن کی تقریب پر ہوا۔ اِس جلسہ پر بھی بہت سے احباب تشریف لائے۔ جو آمین حضور نے اِس موقع کے لئے تالیف فرمائی ہے اُسکو دیکھکر انسان کو پتہ لگ سکتا ہے کہ حقیقی خوشی کیا چیز ہے اور خدا کے بندونکی خوشیاں کیا رنگ رکھتی ہیں۔ اُن کی آرزوؤں اور تمناؤں کی حد کیا ہوتی ہے۔ بظاہر وہ آمین ایک آمین ہے لیکن حقیقت میں ایک ہدایت نامہ ہے جو انسان کی زندگی کے لئے بہت سے مراحل کو آسان کر دینے والا ہے بشرطیکہ اُس پر عمل ہو۔

تیسرا جلسہ وہ سالانہ جلسہ ہے جسکی یہہ رپورٹ ہے۔ یہہ جلسہ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء سے شروع ہوکر یکم جنوری ۱۸۹۸ء تک رہا۔ اِس جلسہ میں دور دراز کے احباب شریک تھے جنکی فہرست ہم آخیر کتاب پر شایع کرینگے جلسہ میں جو تقریریں ہوئی ہیں وہ بھی اپنے اپنے مقام پر درج کرتے ہیں۔ اِس جلسہ کے متعلق قابل ذکر دو امر ہیں کہ حضور مسیح الزمان کو ایک مجمع کثیر کے سامنے اپنی عملی زندگی سے اون نصایح اور ہدایت کے موثر بنانے کا موقع ملا جو آپ نے فرمائی تھیں۔ جلسہ بہت بارونق اور نرالی قسم کا تھا۔ بہت سے جلسے دیکھے گئے اور ناظرین نے بھی دیکھے ہونگے اِس جلسہ کی علت غائی اور غرض و غایت اگر کچھہ تھی تو اسلام اور اُسکا اصلی نمونہ۔ خدا پرستی اور خدا نمائی مقصود تھا۔ بجز اِسکے اور کوئی ذکر اور بات ہی نہ تھی۔ الغرض پوری کامیابی کے ساتھہ یہہ جلسہ بھی ختم ہوا۔ اور دوسری بات جسکا ہم ذکر کرنا چاہتے تھے خصوصیت سے قابل ذکر ہے وہ یہہ کہ اِسی جلسہ کی تقریب پر سالانہ جلسہ کی رویداد اور تقریروں کو شایع کرنے کی تجویز کیگئی جیساکہ ہم نے کسی موقع پر ظاہر کیا تھا۔ یہہ تجویز جناب مخدومنا مولانا مولوی عبدالکریم صاحب

سیالکوٹی نے پیش کی تھی۔ اور ایسی رپورٹ کا مرتب ہونا بھی حضرت اقدس کے مشن کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ مفتری اور منصوبہ بازوں کی باتوں کی اشاعت خدا کب چاہتا ہے۔ چنانچہ اسی تحریک کی وجہ سے یہہ رپورٹ مرتب ہوئی اور یہہ خدا کا خاص فضل اور احسان ہے کہ اس کام کی توفیق نیازمند کو دی۔ اور اس سے یہہ خدمت لینی چاہی۔ اب ہم سمجھتے ہیں کہ تمام ضروری مراتب اجمالی طور پر ہم بیان کر چکے ہیں۔ اب اس سے پیشتر کہ مخالف تقریروں کو پڑھ کے اوس نور اور روشنی سے بہرہ ور ہو جو اُنکے اندر ہے۔ اگر وہ ذرا غور اور ٹھنڈے دل سے ان واقعات پر غور کریگا۔ جو اس امور کے ساتھ اس عرصہ میں پیش آئے تو یہہ امر اوس پر روز روشن کی طرح کھل جائیگا۔ کہ منصوبہ باز انسان کبھی بھی اس طرح کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے نہ انسان کا۔

بالآخر ہم اس امر کا اعتراف کرنا چاہتے ہیں کہ رپورٹ کی اشاعت میں حد سے زیادہ توقف ہو گیا ہے جسکی وجہ سے ناظرین کو بہت کچھ اضطرار اور بیقراری ہوئی ہے۔ مگر اس توقف میں بھی انشاء اللہ بہت سی مصلحتیں ہی ثابت ہونگی۔ اس مقام پر اگر ہم اپنے مخدوم جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا شکریہ نہ ادا کریں تو ایک بڑی غلطی کرینگے۔ جناب مولانا صاحب ممدوح نے ہی اس رپورٹ کی ترتیب کی ضرورت محسوس کی اور خود مولانا صاحب ممدوح نے ہی باوجود اعلیٰ درجہ کی مصروفیت کے یعنی نماز پنجگانہ کی امامت اور خطوط آمدہ کے مضامین کا خلاصہ حضرت اقدس کو سنانے اور جواب کے لکھنے۔ طالب علموں کو مختلف سبق پڑھانے اور ایام الصلح کا ترجمہ کرنے۔ الحکم کے لئے خطبوں کے مضامین کی اصلاح کرنے اور کیا کیا اور کیا کیا بیسیوں کام کرنے کے باوجود بھی وہ تقریروں کے صاف کرنے میں نہایت تندہی سے باوجود اس قدر مصروفیت اور اس پر بیماری ہی معذوریوں کے ہمہ تن مصروف رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کو جو اس کا خیر کی جزا دیگا۔ ہماری تو یہہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب کا سا عزم اور شوق۔ اور استقلال ہر شخص کو نصیب کرے۔ اور ان کو روح الامین سے مدد دے۔ آمین۔ (اب ہم یہہ کہکر کہ انشاء اللہ بہت جلد مکمل رپورٹ شایع ہو جائیگی۔ اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں) — یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

تقریر اوّل

حضرت اقدس جناب امام الوقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد۔ مسیح موعود و مہدی مسعود دام برکاتہٗ

اپنی جماعت کی خیرخواہی کیلئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ تقوے کی بابت نصیحت کیجاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے۔ کہ بجز تقوے کے اور کسی بات سے اللہ تعالےٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ س ۱۴۔

ہماری جماعت کے لئے خاصکر تقوے کیضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکے سلسلہ بیعت میں ہیں جسکا دعوےٰ ماموریت کا ہے۔ تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں۔ کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے۔ یا کیسے ہی رو بہ دنیا تھے۔ ان تمام آفات سے نجات پاویں۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ اگر کوئی بیمار ہوجاوے خواہ اوس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی۔ اگر اس بیماری کیلئے دوا نکیجاوے۔ اور علاج کیلئے دکھ نہ اٹھایا جاوے۔ بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکلکر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے۔ کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کل منہ کو کالا نکردے۔ اسیطرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دلپر ہوتا ہے۔ صغائر سہل انگاری سے کبائر ہوجاتے ہیں۔ صغائر وہی داغ چھوٹا ہے۔ جو بڑھکر آخرکار کل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جیسے رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو جب دیکھتا ہے۔ کہ ان کا دعوے اور لاف و گزاف تو بہت ہے۔ اور انکی عملی حالت ایسی نہیں تو اسکا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے۔ پھر ایسی جماعت کی سرکوبی کیلئے وہ کفار کو ہی تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ کئے دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کئے گئے جیسے چنگیز خان اور ہلاکو خان نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ اس قسم کے واقعات بسا اوقات پیش آئے۔ اسکا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے کہ قوم لا الہ الا اللہ تو پکارتی ہے لیکن اسکا دل کسی اور طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل رو بدنیا ہے۔ تو پھر اسکا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اسکا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے پھر جب دیکھے کہ اسکا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو۔ وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔ بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کیجاوے جس

سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک شخص اندر غور کرے کہ اوس کا اندرونہ کیسا ہے اور اُسکی باطنی حالت کیسی ہے اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اُس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے محض زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پروا نہیں کرتا۔ بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔ ہر طرح فتح کی امید تھی۔ لیکن پھر بھی آنحضرت صلعم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورت الحاح کیا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔

پس ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقوےٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے اسکا معیار قرآن ہے اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہات دنیا سے آزاد کر کے اوسکے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے جیسے کہ فرمایا۔ و من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ ش۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اسکے لئے رستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اسکے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے علم و گمان میں نہ ہوں یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دوکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اسکا کام ہی نہیں چل سکتا اسلئے وہ دروغگوئی سے باز نہیں آتا۔ اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا اور اُسے ایسے موقع سے بچا لیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اُسے چھوڑ دیا۔ جب رحمان نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑیگا۔

یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے وہ بڑی طاقت والی ذات ہے جب اسپر کسی امر میں بھروسہ کرو گے۔ وہ ضرور تمہاری مدد کریگا۔ و من یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہ۔ ش۔ لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے اُنکی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں اور دنیوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُنکو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں غرض برکات تقوےٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو اُن مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے معارج ہوں۔

ایسا ہی اللہ تعالیٰ متقی کو خاص طور پر رزق دیتا ہے۔ یہاں میں معارف کے رزق کا ذکر کرونگا۔

آنحضرت کو باوجود اُمی ہونے کے تمام جہان کا مقابلہ کرنا تھا۔ جسمیں اہل کتاب۔ فلاسفر اعلےٰ درجہ کے علمی مذاق والے لوگ اور عالم فاضل شامل تھے لیکن آپکو روحانی رزق اسقدر ملا کہ آپ سب پر غالب آئے اور ان سب کی غلطیاں نکالیں۔

ہے یہ روحانی رزق تھا کہ جسکی نظیر نہیں متقی کی شان میں دوسری جگہہ یہ بھی آیا ہے۔ ان اولیاءہ الا المتقون سو۔ اللہ کے ولی وہ ہیں جو متقی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے دوست۔ پس یہ کیسی نعمت ہے کہ تھوڑی سی تکلیف سے خدا کا مقرب کہلاوے۔ آجکل زمانہ کسقدر پست ہمت ہے اگر کوئی حاکم یا افسر کسی کو یہ کہدے کہ تو میرا دوست ہے یا اسکو کرسی دے اور اوسکی عزت کرے تو وہ شیخی کرتا ہے۔ فخر کرتا پھرتا ہے۔ لیکن اوس انسان کا کسقدر افضل رتبہ ہوگا جسکو اللہ تعالیٰ اپنا ولی یا دوست کہکر پکارے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم کی زبان سے یہ وعدہ فرمایا ہے جیسے کہ ایک حدیث بخاری میں مروی ہے۔ لا یزال یتقرب عبدی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی[1] یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ولی ایسا قرب میرے ساتھ بذریعہ نوافل کے پیدا کرلیتا ہے الخ .... انسان جسقدر نیکیاں کرتا ہے اوسکے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک فرائض دوسرے نوافل۔ فرائض یعنے جو انسان پر فرض کیا گیا ہو۔ جیسے قرضہ کا اوتارنا۔ یا نیکی کے مقابل نیکی۔ ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کیساتھ نوافل ہوتے ہیں۔ یعنے ایسی نیکی جو اوسکے حق سے فاضل ہو جیسے احسان کے مقابل احسان علاوہ اور احسان کرنا یہ نوافل ہیں۔ یہ بطور تکملات اور متممات فرائض کے ہیں۔ اس حدیث میں بیان ہے کہ اولیاء اللہ کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہوتی ہے مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکا کفیل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسکی دوستی یہانتک ہوتی ہے کہ میں اوسکے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتی کہ اوسکی زبان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ بولتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اوسکا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے جہاں لوگ ابتلا میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ کے مطابق نہیں ہوتا خدا کی رضا اسکے برخلاف ہوتی ہے ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے مثلاً غصہ میں آ کر کوئی ایسا فعل اوس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جاتے ہیں فوجداریاں ہو جاتی ہیں۔ مگر اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اسکا حرکت و سکون نہ ہوگا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کریگا۔ تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دیگی۔ جیسے فرمایا ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہمکو ضرور مشورہ ملیگا۔ لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان میں ہی پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اسجگہ مواخذہ میں پڑیگا۔ سو اسکے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں۔ وہ گویا اوسی میں محو ہیں۔ سو جسقدر کوئی محویت میں کم ہے وہ اوتنا ہی خدا سے دور ہے لیکن اگر اوسکی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا۔ تو اوسکے ایمان کا اندازہ نہیں۔ اونکی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب الحدیث۔

[1] بقیہ حدیث و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا و لئن سألنی لاعطینہ و لئن استعاذنی لاعیذنہ۔

جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اب دیکھو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے۔ اور اُس کا پایہ کس قدر عالی ہے جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اُسکا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے۔ تو خدا اُسکا کس قدر معاون و مددگار ہوگا۔ لوگ بہت سی مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں۔ بلکہ اُنکے پاس جو آجاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر اسقدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اسکا کوئی اندازہ نہیں امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزارہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں۔ لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ اُن سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک ایسے جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ متقی کیلئے ایک اور بھی امن ہے۔ لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الاخرۃ - الآیہ - س ۱۱ - یعنے جو متقی ہوتے ہیں اُنکو اسی دنیا میں بشارتیں سچے خوابوں کے ذریعہ ملتی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر وہ صاحب مکاشفات و الہامات ہو جاتے ہیں۔ مکالمۃ اللہ کا شرف حاصل کرتے ہیں وہ بشریت کے لباس میں ہی ملائکہ کو دیکھ لیتے ہیں جیسے کہ فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الخ س ۲۴ - یعنے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور استقامت دکھلاتے ہیں الخ - یعنے ابتلا کے وقت ایسا شخص دکھلا دیتا ہے کہ جو منہ سے وعدہ کیا تھا وہ عملی طور سے پورا کرتا ہوں۔ کیونکہ ابتلا ضروری ہے۔ جیسے آیت اشارہ کرتی ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون - س ۲۰ - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور استقامت کی اُنپر فرشتے اُترتے ہیں۔ مفسرین کی غلطی ہے۔ کہ فرشتوں کا اُترنا نزع میں ہے۔ یہ غلط ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دلکو صاف کرتے ہیں اور نجاست اور گندگی سے جو اللہ سے دور رکھتی ہے اپنے نفس کو دور رکھتے ہیں۔ اُنمیں سلسلہ الہام کے لئے ایک مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے۔ پھر متقی کی شان میں ایک اور جگہ فرمایا۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون س ۱۱ - یعنے جو اللہ کے ولی ہیں اُنکو کوئی غم نہیں جسکا خدا متکفل ہو اُسکو کوئی تکلیف نہیں کوئی مقابلہ کرنیوالا ضرر نہیں دے سکتا۔ اگر خدا ولی ہو جاوے۔ پھر فرمایا۔ وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون - س ۲۴ - یعنے تم اس جنت کیلئے خوش ہو جسکا تمکو وعدہ ہے قرآن کی تعلیم سے پایا جاتا ہے کہ انسان کیلئے دو جنت ہیں۔ جو شخص خدا سے پیار کرتا ہے کیا وہ ایک جلنے والی زندگی میں رہ سکتا ہے۔ جب اسجگہ ایک حاکم کا دوست دنیوی تعلقات میں ایک قسم کی بہشتی زندگی میں ہوتا ہے تو کیوں اُنکے لئے دروازہ جنت کا نہ کھلیگا جو اُسکے دوست ہیں۔ اگرچہ دنیا پُر تکلیف مقام ہے لیکن کسی کو کیا خبر وہ کیسی لذت اُٹھاتے ہیں۔ اگر اُنکو رنج ہو تو آدھ گھنٹہ تکلیف اُٹھانا

بھی مشکل ہے حالانکہ وہ تو تمام عمر تکلیف میں رہتے ہیں۔ ایک زمانہ کی سلطنت اُنکو دیکر اگر اُنکو اپنے کام سے روکا جاوے تو وہ کب کسی سے رکتے ہیں۔ اسی طرح خواہ مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں وہ اپنے ارادہ کو نہیں چھوڑتے۔ ہمارے ہادی کامل کو یہ دونو باتیں دیکھنی پڑیں ایک وقت تو طائف میں پتھر برسائے گئے ایک کثیر جماعت نے سخت سے سخت جسمانی تکلیف دی۔ لیکن آنحضرتؐ کے استقلال میں فرق نہ آیا۔ جب قوم نے دیکھا کہ مصائب شدائد سے اُنپر کوئی اثر نہ پڑا تو اُنہوں نے جمع ہو کر بادشاہت کا وعدہ دیا۔ اپنا امیر بنانا چاہا۔ ہر ایک قسم کے سامان آسائش مہیا کر دینے کا وعدہ کیا۔ حتی کہ عمدہ سے عمدہ بی بی بھی بدیں شرط کہ حضرت بتوں کی مذمت چھوڑ دیں لیکن جیسے کہ طائف کی مصیبت کیوقت ویسی ہی اس تمام بادشاہت کیوقت حضرتؐ نے کچھ پروا نہ کی اور پتھر کھانیکو ترجیح دی۔ سو جبتک خاص لغت نہ ہو تو کیا ضرورت تھی۔ کہ آرام چھوڑ کر دکھوں میں پڑتے۔

یہ موقع سوا ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والتحیات کے کسی اور نبی کو نہ ملا۔ کہ اُن کو نبوت کا کام چھوڑنے کیلئے کوئی وعدہ دیا گیا ہو۔ مسیح کو بھی یہ امر نصیب نہوا۔ دُنیا کی تاریخ میں صرف آنحضرتؐ کیساتھ ہی یہ معاملہ ہوا کہ آپکو سلطنت کا وعدہ دیا گیا۔ اگر آپ اپنا کام چھوڑ دیں۔ سو یہ عزت ہمارے رسول مقبول کیساتھ ہی خاص ہے۔ اسی طرح ہمارے ہادی کامل کو دونو زمانہ تکلیف اور فتحمندی کے نصیب ہوئے تاکہ وہ دونو اوقات میں کامل نمونہ اخلاق کا دکھا سکیں۔

اللہ تعالی نے متقیوں کیلئے چاہا ہے کہ ہر دو لذتیں اُٹھائیں بعض وقت دنیوی لذات آرام اور طیبات کے رنگ میں بعض وقت عسرت اور مصائب میں۔ تاکہ وہ دونو اخلاق کا نمونہ دکھا سکیں بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کھلتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم کو یہ دونو باتیں میسر آئیں۔ سو جس قدر ہم آپکے اخلاق پیش کر سکینگے۔ کوئی اور قوم اپنے کسی نبی کے اخلاق پیش نہ کر سکیگی۔ جیسے مسیح کا صرف صبر ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ مار کھاتا رہا لیکن یہ کہاں سے نکلیگا۔ کہ اُنکو طاقت نصیب ہوئی۔ وہ نبی بیشک سچے ہیں لیکن اُنکے ہر قسم کے اخلاق ثابت نہیں۔ چونکہ اُنکا ذکر قرآن میں آگیا اس لئے ہم اُنکو نبی مانتے ہیں ورنہ انجیل میں تو اُنکا کوئی ایسا خلق ثابت نہیں جیسے اولوالعزم انبیا کی شان ہوتی ہے ویسا ہی ہمارے ہادی کامل بھی اگر ابتدائی تیرہ برس کی مصائب میں مرجاتے تو اُنکے بہت سے اور اخلاق کا فیصلہ مسیح کیطرح ثابت نہوتے لیکن جب زمانہ فتح کا آیا اور مجرم آپکے سامنے پیش کئے گئے تب آپ کی صفت رحم اور عفو کا کامل ثبوت ملا۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپکے کام کوئی جبر پر منحصر نہ تھے نہ زبردستی تھی بلکہ ہر ایک امر اپنے طبعی رنگ میں ہوا۔ اسی طرح آپکے اور بہت سے اخلاق بھی ثابت ہیں۔ سو اللہ تعالی نے یہ جو فرمایا۔ کہ نحن اولیاؤکم فی الحیوٰۃ وفی الآخرۃ۔ اس

کہ ہم اس دنیا میں بھی اور آئندہ بھی متقی کے ولی ہیں۔ سو یہ آیت بھی تکذیب میں اون نادانوں کی ہے جنھوں نے اس زندگی میں نزول ملائکہ سے انکار کیا۔ اگر نزع میں نزول ملائکہ تھا۔ تو حیات الدنیا میں خدا تعالی کیسے ولی ہوا۔

سو یہ ایک نعمت ہے کہ دیدوں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں۔ آئندہ کی زندگی محض ایمانی ہے لیکن ایک متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے۔ اور نہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے نظر آتا ہے اون سے باتیں کرتا ہے۔ سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اسکا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہایت خراب ہے ایک ولی کا قول ہے کہ جسکو ایک خواب سچا عمر میں نصیب نہیں ہوا اسکا خاتمہ خطرناک ہے جیسے کہ قرآن مومن کے یہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سو جسمیں یہ نشان نہیں اسمیں تقوے نہیں۔ سو ہم سب کی یہہ دعا چاہیے کہ یہ شرط ہم میں رہے۔ الله تعالے کی طرف سے الہام۔ خواب۔ مکاشفات۔ کا فیضان ہو کیونکہ یہ مومن کا خاصہ ہے سو یہ ہونا چاہیے۔ بہت سی اور بھی آیتیں ہیں جو متقی کو ملتی ہیں۔ مثلاً سورہ فاتحہ میں جو قرآن کے شروع پر ہی ہے۔ الله تعالے مومن کو ہدایت کرتا ہے۔ کہ وہ دعا مانگیں۔ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔ س ل۔ یعنے ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا اون لوگوں کی جن پر تیرا انعام و فضل ہے۔ یہ اسلیے سکھائی گئی ہے کہ انسان عالی ہمت ہو کر اپنے خالق کا منشاء سمجھے اور وہ یہ ہے کہ یہ امت بہائم کی طرح زندگی بسر نہ کرے۔ بلکہ اُسکے تمام پردے کھل جاویں۔ جیسے کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولایت بارہ اماموں کے بعد ختم ہو گئی۔ برخلاف اسکے اس دعا سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے کہ جو متقی ہو اور خدا کی منشاء کے مطابق ہو تو وہ اُن مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیا کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ انسان کو بہت سے قوے ملے ہیں۔ جنھوں نے نشو و نما پایا ہے۔ اور بہت ترقی کرتا ہے۔ ہاں ایک بکرا چونکہ انسان نہیں اُسکے قوے ترقی نہیں کر سکتے۔ عالی ہمت انسان جب رسولوں اور اولیا کے حالات سنتا ہے تو چاہتا ہے کہ وہ انعامات جو ہر ایک جماعت کو حاصل ہوئے اسپر نہ صرف ایمان ہی ہو۔ بلکہ اُسے بتدریج اُن انعامات کا علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین ہو جاوے۔

علم کے تین مدارج ہیں علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ مثلاً ایک جگہ سے دھواں نکلتا دیکھ کر آگ کا یقین کر لینا علم الیقین ہے۔ لیکن خود آنکھ سے آگ کا دیکھنا عین الیقین ہے۔ اس سے بڑھ کر درجہ حق الیقین کا ہے یعنے آگ میں ہاتھ ڈال کر جلن اور حرارت سے یقین کر لینا۔ کہ آگ موجود ہے۔ پس کیسا وہ شخص بد قسمت ہے جسکو تینوں میں سے کوئی درجہ حاصل نہیں۔ اس آیت کے مطابق جسپر الله کا فضل نہیں وہ کورانہ تقلید میں پھنسا ہوا ہے۔ الله تعالے فرماتا ہے۔ والذين جاهدوا

فینا لنہدینہم سبلنا - س ۲۱ - جو ہمارے راہ میں مجاہدہ کریگا - ہم اُسکو اپنی راہیں دکھلا دینگے - یہ وعدہ ہی اور موعود
دعا ہی - کہ اہدنا الصراط المستقیم - سو انسان کو چاہیئے کہ اسکو مد نظر رکھکر نمازیں بالحاح دعا کرے اور تمنا رکھے
کہ وہ بھی اُن لوگوں میں سے ہو جائے جو تقوی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں - ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اٹھایا جاوے چنانچہ
فرمایا - من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی - الآیہ س ۱۵ - کہ جو اس جہان میں اندھا ہی - وہ اُس جہان میں
بھی اندھا ہی - جسکی منشا یہ ہی کہ اُس جہان کے مشاہدہ کیلئے اسی جہان سے ہمکو آنکھیں لیجانی ہیں - آئندہ جہان کو محسوس کرنے
کیلئے حواس کی طیاری اسی جہان میں ہوگی - پس کیا یہ گمان ہو سکتا ہی کہ اللہ تعالی وعدہ کرے اور پورا نکرے - اندھے
سے مراد وہ ہی جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہی - ایک شخص کورانہ تقلید سے مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گیا مسلمان
کہلاتا ہے - دوسری طرف اسیطرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہوکر عیسائی ہو گیا - یہی وجہ ہی کہ ایسے شخص کو خدا رسول
اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی - اُسکی دین سے محبت بھی قابل اعتراض ہی خدا اور رسول کی ہتک ہوا کریں اُسکا
کچھ نہیں ہوتا ہی اسکی وجہ صرف یہ ہی کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں - اُسمیں محبت دینی نہیں - ورنہ محبت والا اپنے محبوب
کے برخلاف کیا کچھ پسند کرتا ہی - غرض اللہ تعالے نے سکھلایا ہی کہ میں دینے کو طیار ہوں تو لینے کو طیار ہو - پس یہ دعا کرنا ہی اس
جماعت کو متقی کی طیاری ہی اس دعا کے بعد سورہ بقرہ کے شروع میں ہی ہے ہدی للمتقین کہا گیا - تو گویا خدا تعالے نے دینے
کی طیاری کی - یعنے یہ کتاب متقی کو کمال تک پہونچانے کا وعدہ کرتی ہی - سو اسکے معنے یہ ہیں کہ یہ کتاب انکے لئے نافع
ہے - جو پرہیز کرنے اور نصیحت سننے کو طیار ہوں - اس وجہ کا متقی وہ ہی جو مخلصاً بالطبع ہو کر حق کی بات سننے کو طیار ہو
جیسے جب کوئی مسلمان ہوتا ہی تو وہ متقی بنتا ہی - جب کسی غیر مذہب کے اچھے دن آئے تو اسمیں اتقا پیدا ہوا - عجب و
پندار دور ہوا - یہ تمام روکیں جو تھیں دور ہو گئیں - انکے دور ہونے سے تاریک گھر کی کھڑکی کھل گئی - اور شعاعیں اندر داخل
ہو گئیں - یہ جو فرمایا کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت ہی - یعنے ہدی للمتقین - تو اتقا جو افتعال کے باب پر ہی اور
یہ باب تکلف کے لئے آیا کرتا ہی یعنے اسمیں اشارہ ہی کہ جسقدر یہاں ہم تقوے چاہتے ہیں - وہ تکلف سے خالی
نہیں جسکی حفاظت کے لئے اس کتاب میں ہدایات ہیں - گویا متقی کو نیکی کرنے میں تکلیف سے کام لینا پڑتا ہی جب
یہ درجہ گذر جاتا ہی تو سالک عبد صالح ہو جاتا ہی گویا تکلیف کا رنگ دور ہوا - اور صالح نے طبعًا و فطرتًا نیکی شروع
کی وہ ایک قسم کے دار الامان میں ہی جسکو کوئی خطرہ نہیں - اب کل جنگ اپنے نفسانی جذبات کے برخلاف ختم ہو چکے اور

وہ امن میں آ گیا۔ اور ہر ایک قسم کے خطرات سے پاک ہو گیا۔ اسی امر کی طرف ہمارے ہادی کامل نے اشارہ کیا ہے فرمایا کہ
ہر ایک کے ساتھ شیطان ہوتا ہے لیکن میرا شیطان مسلم ہو گیا ہے۔ سو متقی کو ہمیشہ شیطان کے مقابل جنگ ہے لیکن جب وہ صالح
ہو جاتا ہے تو کل جنگیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ایک سپاہی ہو جس کو آٹھوں پہر جنگ ہے۔ متقی ایک ایسے میدان میں
ہے جہاں ہر وقت لڑائی ہے۔ اللہ کے فضل کا ہاتھ اسکے ساتھ ہو۔ تو اسے فتح ہو۔ جیسے ریا جسکی چال ایک چیونٹی کی طرح
ہے۔ بعض وقت انسان بے سمجھے لیکن موقعہ پر ریا کو دل میں پیدا ہونیکا موقعہ دیدیتا ہے۔ مثلاً ایک کا چاقو گم ہو جاوے
اور وہ دوسرے سے دریافت کرے۔ تو اس موقعہ پر ایک متقی کا جنگ شیطان سے شروع ہو جاتا ہے۔ جو اسے سکھاتا ہے۔ کہ
مالک چاقو کا اسطرح دریافت کرنا ایک قسم کی بے عزتی ہے جس سے اسکی افروختہ ہونیکا احتمال ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ آپسمیں لڑائی
بھی ہو جاوے۔ اس موقعہ پر ایک متقی کو اپنے نفس کی بدخواہش سے جنگ ہے۔ اگر اس شخص میں محض دیانت موجود
ہو۔ تو غصہ کرنے کی اسمیں ضرورت ہی کیا ہے۔ کیونکہ دیانت جس قدر مخفی رکھی جاوے اسی قدر بہتر ہو۔ مثلاً ایک جوہری کو راستہ
میں چند چور مل جاویں اور چور آپسمیں اسکے متعلق مشورہ کریں۔ بعض اسے دولتمند بتلاویں اور بعض کہیں کہ وہ کنگال ہے۔
اب مقابلتاً یہ جوہری انہیں کو پسند کریگا۔ جو اسے کنگال ظاہر کریں گے۔ اسی طرح یہ دنیا کیا ہے۔ ایک قسم کی دار الابتلا
ہے۔ وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر خفیہ رکھے اور ریا سے بچے۔ وہ لوگ جن کے اعمال للّٰہی ہوتے ہیں۔ وہ کسی پر اپنے
اعمال کو ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ یہی لوگ متقی ہیں۔ میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے۔ کہ ایک مجمع میں ایک بزرگ نے سوال
کیا۔ کہ اسکو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ کوئی اوس کی مدد کرے۔ ایک نے صالح سمجھ کر اسکو ایک ہزار روپیہ دیا۔ انہوں
نے روپیہ لیکر اسکی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔ اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا۔ کہ جب یہاں ہی تعریف ہو گئی تو
شائد ثواب آخرت سے محرومیت ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا۔ اور کہا کہ وہ روپیہ اسکی والدہ کا تھا جو دینا نہیں
چاہتی۔ چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا جسپر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے اصل میں یہ روپیہ دینا نہیں چاہتا جب
شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا۔ تو وہ شخص ہزار روپیہ اسکے پاس لایا۔ اور کہا کہ آپنے سر عام میری تعریف کرکے مجھے محروم
ثواب آخرت کیا۔ اس لئے میں نے یہ بہانہ کیا۔ اب یہ روپیہ آپکا ہے۔ لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں۔ بزرگ رو پڑا اور
کہا کہ اب تو قیامت تک مورد لعن طعن ہوا۔ کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔ اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ
ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کرکے اپنی خیال کو چھپاتا ہے۔ اور خفیہ رکھتا ہے لیکن اللہ تعالے

اُس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے ۔۔۔۔ جیسا ایک بد معاش کسی بد چلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے ۔ اُسی طرح ایک متقی چھپکر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے ۔ کہ کوئی اُسکو نہ دیکھ لے ۔ سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے تقوے کے مراتب بہت ہیں لیکن بہرحال تقوے کیلئے تکلف ہے ۔ اور متقی حالت جنگ میں ہے ۔ اور صالح اُس جنگ سے باہر ہے جیسے کہ مثال کے طور پر اوپر ریا کا ذکر کیا ۔ جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے ۔

بسا اوقات ریا اور علم کا جنگ ہو جاتا ہے ۔ کبھی انسان کا غصہ کتاب اللہ کے برخلاف ہوتا ہے ۔ گالی سنکر اُسکا نفس جوش مارتا ہے ۔ تقوے تو اُسکو سکھلاتا ہے ۔ کہ وہ غصہ ہونے سے باز رہے جیسے قرآن کہتا ہے ۔ واذا مروا باللغو مروا کراماً ۔ س ۱۹ ۔ ایسا ہی بےصبری کیساتھ اُسے اکثر جنگ کرنا پڑتا ہے ۔ بےصبری سے مراد یہ ہے ۔ کہ اُسکو راہ تقوے میں اس قدر دقتوں کا مقابلہ ہے ۔ کہ مشکل سے وہ منزل مقصود پر پہونچتا ہے ۔ اسلئے بےصبر ہو جاتا ہے ۔ مثلاً ایک کنواں پچاس ہاتھ تک کھودنا ہے ۔ اگر دو چار ہاتھ کے بعد کھودنا چھوڑ دیا جاوے ۔ تو محض یہ ایک بدظنی ہے ۔ اب تقوی کی شرط یہ ہے ۔ کہ جو اللہ تعالے نے احکام دیئے اُسکو اخیر تک پہونچاوے اور بےصبر نہ ہو جاوے ۔

راہ سلوک میں مبارک قدم دو گروہ ہیں ۔ ایک دین العجائز والے جو موٹی موٹی باتوں پر قدم مارتے ہیں مثلاً احکام شریعت کے پابند ہو گئے ۔ اور نجات پا گئے ۔ دوسرے وہ جنہوں نے آگے قدم مارا ۔ ہرگز نہ تھکے اور چلتے گئے ۔ حتی کہ منزل مقصود تک پہنچ گئے ۔ لیکن نامراد ۔ وہ فرقہ ہے کہ دین العجائز سے تو قدم آگے رکھا ۔ لیکن منزل سلوک کو طے نہ کیا ۔ وہ ضرور دہریہ ہو جاتے ہیں ۔ جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو نمازیں بھی پڑھتے رہے ۔ چلہ کشیاں بھی کیں لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا ۔ جیسے ایک شخص متعلق مسیح نے بیان کیا ۔ کہ اُسکی عیسائیت کا باعث یہی تھا ۔ کہ وہ مرشدوں کے پاس گیا ۔ چلہ کشی کرتا رہا ۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ بدظن ہو کر عیسائی ہو گیا ۔ سو جو لوگ بےصبری کرتے ہیں ۔ وہ شیطان کے قبضہ میں آ جاتے ہیں ۔ سو متقی کو بےصبری کیساتھ بھی جنگ ہے ۔ بوستان میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے ۔ کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا ۔ تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ تو مردود و مخذول ہے ۔ ایکدفعہ ایک مرید نے یہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا ۔ اب ٹکریں مارنے سے کیا فائدہ ہوگا ۔ وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اُس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں اگر ملعون ہوں تو ملعون ہی سہی ۔ غنیمت ہے کہ مجھ کو ملعون تو کہا جاتا ہے ۔ ابھی یہ باتیں مرید سے ہو ہی رہی تھیں ۔ کہ آواز آئی کہ تو مقبول ہے ۔ سو یہ سب صدق و صبر کا نتیجہ تھا ۔ جو متقی میں ہونا

شرط ہے۔ یہ جو فرمایا کہ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا۔ س ۲۱۔ یعنے ہمارے راہ کے مجاہد رستہ پاویں گے۔
اسکے معنے یہ ہیں کہ اس راہ میں ہمیں ہر کے ساتھ جدوجہد کرنا ہوگا۔ ایک دو گھنٹہ کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں
بلکہ جان دینے کیلئے طیار رہنا۔ یہ کام جو متقی کی نشانی استقامت ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا
اللہ ثم استقاموا الخ۔ یعنے جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے۔ اور استقامت دکھلائی اور ہر طرف سے منہ پھیر کر اللہ کو
ڈھونڈھا۔ مطلب یہ کہ کامیابی استقامت پر موقوف ہے اور وہ اللہ کو پہچاننا اور کسی ابتلا اور زلازل اور امتحان سے نہ ڈرنا ہے
ضرور اسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مورد مخاطبہ و مکالمہ الٰہی - انبیاء کی طرح ہوگا - بہت سے لوگ یہاں آتے
ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہونچا دے۔ اور واصلین سے ہو جاویں۔ ایسے لوگ ٹھٹھہ کرتے ہیں وہ انبیاء کے
حالات کو دیکھیں۔ یہ غلطی ہے۔ جو کہا جاتا ہے۔ کہ کسی ولی کے پاس جا کر صدہا ولی فی الفور بن گئے۔ اللہ تعالےٰ
تو یہ فرماتا ہے۔ کہ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون۔ س ۲۰۔ جب تک انسان
آزمایا نہ جاوے۔ فتن میں نہ ڈالا جاوے۔ وہ کب ولی بن سکتا ہے۔ ایک مجلس میں بایزید وعظ فرما رہے تھے۔
وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا۔ جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اسکو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا
یہ خاصہ ہے۔ کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا۔
کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے تھے۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس۔ س ۴۔
سو اس شیخ زادے کو خیال آیا۔ کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحب خوارق آگیا۔ لوگ
اس طرف جھکتے ہیں۔ اور ہماری طرف نہیں آتے۔ یہ باتیں خدا تعالےٰ نے بایزید پر ظاہر کیں۔ انہوں نے ایک قصہ
کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا۔ کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لمپ میں جل رہا تھا۔ تیل اور پانی
میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے۔ اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا
چیز ہوں۔ اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں۔ لیکن نیچے ہوں اسکا باعث کیا ہے۔ تیل نے کہا کہ جس
قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں۔ تو نے کہاں اٹھائی ہیں۔ جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا۔
جب میں بویا گیا۔ زمین میں مخفی رہا۔ خاکسار ہوا۔ پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا۔ کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح
طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولھو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا۔ اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے

جو بھی میں بلندی حاصل نہ کرتا۔ یہہ ایک مثال ہے۔ کہ اہل اللہ مصائب شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہہ خیال خام ہے۔ کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جاکر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا۔ قرآن کو دیکھو کہ خدا کس طرح تم پر راضی ہو۔ جب تک نبیوں کی طرح تم پر مصائب و زلازل نہ آویں۔ جنہوں نے بعض وقت تنگ آکر یہ بھی کہدیا۔ حتیٰ یقول الرسول والذین آمنوا معہٗ متیٰ نصر اللّٰہ۔ الا ان نصر اللّٰہ قریب۔ س ۲۔ اللّٰہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے۔ پھر خدا نے اُن کو قبول کیا۔

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں۔ ایک سلوک۔ دوسرا جذب۔ سلوک۔ وہ ہے۔ جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچ کر اللہ و رسول کا راہ اختیار کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ س ۳۔ یعنے اگر تم اللہ کے پیارے بننے چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو۔ وہ ہادی کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اُٹھائی کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی ایک دن بھی آرام نہ پایا۔ اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہوں گے۔ جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی پورے جد و جہد سے کریں۔ متبع وہی ہے۔ جو سب طرح پیروی کریگا۔

سہل انگار اور سخت گنہگار کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالےٰ کے غضب میں آوے گا۔ یہاں جو اللہ تعالےٰ نے رسول اکرم کی پیروی کا حکم دیا۔ تو سالک کا کام یہہ ہوگا کہ اول رسول اکرمؐ کی کل تاریخ دیکھے۔ اور پھر پیروی کرے۔ اسی کا نام سلوک ہے۔ اس راہ میں بہت مصائب شدائد ہوتے ہیں۔ ان سب کو اٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہوتا ہے۔

اہل جذب کا درجہ سالکوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلوک ہی نہیں رکھتا۔ بلکہ خود انکو مصائب میں ڈالتا اور جذب بڑھاتا ہے کل انبیاء جذب ہی تھے۔ جو قوت انسانی روح کو مصائب کے مقابلہ سے ہوتی ہے۔ اُن سے فرشتہ کار اور تجربہ کار ہو کر روح چمک اُٹھتی ہے۔ جیسے کہ لوہا یا شیشہ اگرچہ چمک کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ لیکن صیقلوں کے بعد ہی مجلّا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اُسمیں منہ دیکھنے والے کا نظر آجاتا ہے۔ مجاہدات بھی صیقل کا ہی کام کرتے ہیں۔ دل کا صیقل یہاں تک ہوتا ہے کہ اُسمیں سے بھی مُنہ نظر آجاوے منہ کا نظر آنا کیا ہے۔ تخلقوا باخلاق اللّٰہ کا مصداق ہونا۔ سالک کا دل آئینہ ہے جسکو مصائب شدائد اسقدر صیقل دیتے ہیں کہ اخلاق الٰہی اُسمیں منعکس ہوتے ہیں اور ایسا تب ہوتا ہے جب بہت مجاہدات اور تزکیوں کے بعد اُسکے اندر کسی قسم کی کدورت یا کثافت نہ رہے۔ تب یہ درجہ نصیب ہوتا ہے ہر ایک مومن کو ایک حد تک ایسی

صفائی کی ضرورت ہے - کوئی مومن بلا آئینہ ہونیکے نجات نہ پاویگا - سلوک والا خود یہ صیقل کرتا ہے - اپنے کام سے مصائب اٹھاتا ہے - لیکن جذبہ والا مصائب میں ڈالا جاتا ہے خدا خود اُس کا مصقل بنتا ہے - اور طرح طرح کے مصائب شدیدہ سے صیقل کرکے اُس کو آئینہ کا درجہ عطا کر دیتا ہے - دراصل سالک مجذوب دونو کا ایک ہی نتیجہ ہے - سو متقی کے دو حصے ہیں سلوک وجذبہ تقوے جیسے کہ میں بیان کر آیا ہوں - کسی قدر تکلف کو چاہتا ہے - اسی لئے تو فرمایا - کہ ہدیً للمتقین الذین یومنون بالغیب الخ - اس میں ایک تکلف ہے - مشاہدہ کے مقابل ایمان بالغیب لانا ایک قسم کے تکلف کو چاہتا ہے - سو متقی کے لئے ایک حد تک تکلف ہے - کیونکہ جب وہ صالح کا درجہ حاصل کرتا ہے - تو پھر غیب اُس کے لئے غیب نہیں رہتا - کیونکہ صالح کے اندر سے ایک نہر نکلتی ہے جو اس میں سے نکلکر خدا تک پہونچتی ہے - وہ خدا اور اُس کی محبت کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے - کہ من کان فی ہذہ اعمیٰ فھو فی الاخرت اعمیٰ - اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک انسان پوری روشنی اسی جہان میں نہ حاصل کرے وہ کبھی خدا کا مونہہ نہ دیکھیگا سو متقی کا کام یہی ہے - کہ وہ ہمیشہ ایسے سرمے طیار کرتا ہے - جس سے اُس کا روحانی نزول الماء دور ہو جاوے - اب اس سے ظاہر ہے - کہ متقی شروع میں اندھا تو ہے - مختلف کوششوں اور تزکیوں سے وہ نور حاصل کرتا ہے - سو جب سوچا کھا ہو گیا - اور صالح بن گیا - پھر ایمان بالغیب نہ رہا - اور تکلف بھی ختم ہو گیا - جیسے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو برائے العین اسی عالم میں ---- بہشت دوزخ وغیرہ سب کچھ مشاہدہ کرایا گیا - جو متقی کو ایک ایمان بالغیب کے رنگ میں ماننا پڑتا ہے - وہ تمام آپ کے مشاہدہ میں آگیا - سو اس آیت میں اشارہ ہے کہ متقی اگرچہ اندھا ہے - اور تکلف کی تکلیف میں ہے لیکن صالح ایک دار الامان میں آگیا ہے - اور اُس کا نفس نفس مطمئنہ ہو گیا ہے - متقی اپنے اندر ایمان بالغیب کی کیفیت رکھتا ہے - وہ اندھا دھند طریق سے چلتا ہے اُس کو کچھ خبر نہیں ہر ایک بات پر اُس کا ایمان بالغیب ہے - یہی اُسکا صدق ہے - اور اس صدق کے مقابل خدا کا وعدہ ہے - کہ وہ فلاح پاوے گا - اُولٰئک ہم المفلحون -

اس کے بعد متقی کی شان میں آیا ہے - ویقیمون الصلوٰۃ یعنے وہ نماز کو کھڑی کرتا ہے - یہاں لفظ کھڑی کرنے کا آیا ہے - یہ بھی اُس تکلف کی طرف اشارہ کرتا ہے - جو متقی کا خاصہ ہے - یعنے جب وہ نماز شروع کرتا ہے - تو طرح طرح کے وساوس کا اُسے مقابلہ ہے - جن کے باعث اُس کی نماز گویا بار بار گرتی پڑتی ہے - جس کو وہ اُسے کھڑا کرتا ہے - جب اُس نے اللہ اکبر کہا - تو ایک ہجوم وساوس ہے - جو اُس کے حضور قلب میں تفرق

ڈال رکھا ہے - وہ اسے کہیں کا کہیں پہونچ جاتا ہے - پریشان ہوتا ہے - ہر چند حضور و ذوق کے لیے لڑتا مرتا ہے - لیکن نماز جو گری پڑتی ہے - بڑی جانکنی اوسے کھڑا کرنے کے فکر میں ہے - بار بار ایاک نعبد و ایاک نستعین کہہ کر نماز کے قائم کرنے کے لئے دعا مانگتا ہے - اور اہدنا الصراط المستقیم کی ہدایت چاہتا ہے جس سے اس کی نماز کھڑی ہو جاوے - ان وساوس کے مقابل میں متقی ایک بچہ کی طرح ہے جو خدا کے آگے گر گراتا ہے - روتا ہے - اور کہتا ہے - کہ میں اخلد الی الارض ہو رہا ہوں - سو یہی وہ جنگ ہے جو متقی کو نماز میں نفس کے ساتھ کرنا ہے - اور اسی پر ثواب مترتب ہوگا -

بعض لوگ ایسے سمجھتے ہیں جو نماز میں وساوس کو فی الفور دور کرنا چاہتے ہیں - حالانکہ ویقیمون الصلوٰة کی منشاء پر کچھ اور ہے کیا خدا نہیں جانتا - حضرت شیخ عبد القادر گیلانی کا قول ہے کہ ثواب اسوقت تک ہے - جبتک مجاہدات ہیں - اور جب مجاہدات ختم ہوئے - تو ثواب ساقط ہو جاتا ہے - گویا صوم و صلوٰة اس وقت تک اعمال ہیں جب تک ایک جد و جہد سے وساوس کا مقابلہ ہے - لیکن جب اُن میں ایک اعلےٰ درجہ پیدا ہو گیا اور صاحب صوم و صلوٰة تقوے کے تکلف سے بچکر صلاحیت سے رنگین ہو گیا - تو اب صوم و صلوٰة اعمال نہیں رہے - اسی طرح پر انہوں نے سوال کیا ہے - کہ کیا اب نماز معاف ہو جاتی ہے - کیونکہ ثواب تو اسوقت تک تھا - جسوقت تک تکلف کرنا پڑتا تھا - سو بات یہ ہے کہ نماز اب عمل نہیں بلکہ ایک انعام ہے -

یہ نماز اسکی ایک غذا ہے - اسکے لئے قرة العین ہے - یہ گویا نقد بہشت ہے -

مقابل میں وہ لوگ جو مجاہدات میں ہیں - وہ کشتی کر رہے ہیں اور یہ نجات پا چکا ہے - سو اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان کا سلوک جب ختم ہوا - تو اس کے مصائب بھی ختم ہو گئے - مثلاً ایک مخنث اگر کہے کہ وہ کبھی کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا - تو وہ کونسی نعمت یا ثواب کا مستحق ہے اوسمیں تو صفت بد نظری ہے ہی نہیں - لیکن ایک مرد صاحب جوانی اگر ایسا کرے تو ثواب پاوے گا - اسی طرح انسان کو ہزاروں مقامات طے کرنے پڑتے ہیں بعض بعض امور میں اسکی مشاقی اُسکو قادر کر دیتی ہے - نفس کے ساتھ اسکی مصالحت ہو گئی - اب وہ ایک بہشت میں ہے - لیکن وہ پہلا سا ثواب نہیں رہیگا - وہ ایک تجارت کر چکا ہے - جس کا اب نفع اٹھا رہا ہے - لیکن پہلا رنگ نہ رہیگا - انسان میں ایک فعل تکلف سے کرتے کرتے اسمیں طبیعت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے - ایک شخص جو طبعی طور سے لذت پاتا ہے وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اسکام سے ہٹایا جاوے - وہ طبعاً ہٹانے سے ہٹ نہیں سکتا - سو تقا اور تقوے کی حد تک پورا انکشاف نہیں ہوتا -

وہ ایک قسم کا دعوے ہے۔

اس کے بعد متقی کی شان میں وممارزقنٰہم ینفقون آیا ہے۔ یہاں متقی کے لیے مِمَّا کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ اسوقت وہ ایک اعمیٰ کی حالت میں ہے۔ سلئے کہ جو کچھ خدا نے اُسکو دیا اُسمیں سے کچھ خدا کے نام کا دیا حق یہ ہے کہ اگر وہ آنکھ رکھتا۔ تو دیکھ لیتا کہ اوس کا کچھ بھی نہیں۔ سب خدا کا ہی ہے۔ یہ ایک حجاب تھا۔ جو تقا میں لازمی ہے۔ اسحالت اتقا کے تقاضے نے متقی سے خدا کے دینے میں سے کچھ دلوایا۔ رسول اکرمؐ نے حضرت عائشہؓ سے ایام وفات میں دریافت فرمایا کہ گھر میں کچھ ہے؟ معلوم ہوا کہ ایک دینار تھا۔ فرمایا کہ یہہ سیرت یگانگت سے بعید ہے۔ کہ ایک چیز بھی اپنے پاس رکھی جاوے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اتقا کے درجہ سے گذر کر صلاحیت تک پہنچ چکے تھے۔ اس لئے مما ان کی شان میں نہ آیا۔ کیونکہ وہ اندھا ہے جسنے کچھ اپنے پاس رکھا اور کچھ خدا کو دیا لیکن یہ لازمۂ متقی تھا۔ کیونکہ خدا کے راہ دینے میں بھی اُسے نفس کیساتھ جنگ تھا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کچھ دیا اور کچھ رکھا۔ وہاں رسول اکرم نے سب خدا کو دیا۔ اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔

جیسے ہم حصہ تصوف کے مضمون میں انسان کی تین حالتیں ذکر کی گئی ہیں۔ جو انسان پر ابتدا سے انتہا تک وارد ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی قرآن نے جو انسان کو تمام مراحل ترقی کے طے کرانے آیا۔ اتقا سے شروع کیا۔ یہ ایک تکلف کا رستہ ہے۔ یہہ ایک خطرناک میدان ہے اُس کے ہاتھ میں تلوار ہے اور مقابل بھی تلوار ہے۔ اگر بچ گیا۔ تو نجات پا گیا۔ والا اسفل السافلین میں پڑ گیا۔ چنانچہ یہاں متقی کی صفات میں یہہ نہیں فرمایا۔ کہ جو کچھ ہم دیتے ہیں اُسی سب کا سب خرچ کر دیتا ہے۔ متقی ابھی اس قدر ایمانی طاقت نہیں رکھتا جو نبی کی شان ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمارے ہادی کامل کی طرح کل کا کل دیا ہوا خدا کا خدا کو دیدے۔ اسی لئے پہلے مختصر سا ٹیکس لگایا گیا۔ تاکہ چاشنی چکھ کر زیادہ کے لئے طیار ہو جاوے۔ وممارزقنٰہم ینفقون۔ رزق سے مراد صرف مال نہیں۔ بلکہ جو کچھ اُن کو عطا ہوا۔ علم۔ حکمت۔ طبابت یہ کچھ رزق میں ہی شامل ہے۔ اُسکو اسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ کرتا ہے۔ انسان نے اُس راہ میں بتدریج اور زینہ بہ زینہ ترقی کرنا ہے۔ اگر انجیل کی طرح یہہ تعلیم ہوتی۔ کہ گال پر ایک طمانچہ کھا کر دوسرے طمانچہ کے لئے گال آگے رکھدی جاوے۔ یا سب کچھ دے دیا جاوے۔ تو اُس کا نتیجہ یہہ ہوتا۔ کہ مسلمان بھی عیسائیوں کی طرح تعلیم کے ناممکن التعمیل ہونے

کے باعث ثواب سے محروم رہتے۔ لیکن قرآن تو حسب فطرت انسانی آہستہ آہستہ ترقی کراتا ہوا انجیل کی مثال تو اُس لڑکے کی ہے۔ جو مکتب میں داخل ہوتے ہی بڑی مشکل کتب کی کتاب پڑھنے کے لیئے مجبور کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ حکیم ہے۔ اُسکی حکمت کا بھی تقاضا ہونا چاہیئے تھا۔ کہ تدریج کے ساتھ تعلیم کی تکمیل ہو۔

اس کے بعد متقی کے لیئے فرمایا۔ والذین یومنون بما اُنزل الیک وما اُنزل من قبلک و بالآخرۃ ہم یوقنون۔ یعنے متقی وہ ہوتے ہیں جو پہلے نازل شدہ کتب پر اور تجھ پر جو کتاب نازل ہوئی اُس پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ امر بھی تکلف سے خالی نہیں۔ یہاں ایک عجوبہ ہے یکہ رنگ میں ہے۔ متقی کی آنکھیں معرفت اور بصیرت کی نہیں۔ اُس نے تقوے سے شیطان کا مقابلہ کرکے ابھی ایک بات کو مان لیا ہے یہی حال اسوقت ہماری جماعت کا ہے۔ اُنہوں نے بھی تقوے سے مانا تو ہے۔ اور ابھی وہ نہیں جانتے۔ کہ یہ جماعت کہاں تک نشو ونما اِنکی ہاتھوں سے پانے والی ہے۔ سو یہ ایک ایمان ہے۔ جو بالآخر فائدہ رساں ہوگا۔

یقین کا لفظ عام طور پر جب استعمال ہو۔ تو اس سے مراد اسکا اونٹے درجہ ہوتا ہے۔ یعنے علم کے تین مدارج میں سے ادنیٰ درجہ کا علم یعنے علم الیقین اس درجہ پر اتقا والا ہوتا ہے۔ مگر بعد اس کے عین الیقین اور حق الیقین کا مرتبہ بھی تقوے کے مراحل طے کرنے کے بعد حاصل کر لیتا ہے۔

تقوے کوئی چھوٹی چیز نہیں۔ اس کے ذریعہ اُن تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ جو انسان کے ہر ایک اندرونی طاقت و قوت پر غلبہ پائی ہوئی ہیں۔ یہ تمام قوتیں نفس امّارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں۔ اگر اصلاح نہ پائیں گے تو انسان کو غلام کر لیں گے۔ علم و عقل ہی بُرے طور پر استعمال کر شیطان ہو جاتے ہیں۔ متقی کا کام انکی اور ایسا ہی اور کل قوے کی تعدیل کرنا ہے۔ ایسا ہی جو لوگ انتقام۔ غضب یا نکاح کو ہر حال میں بُرا جانتے ہیں۔ وہ بھی صحیفۂ قدرت کے مخالف ہیں اور قوے انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ سچا مذہب وہی ہے۔ جو انسانی قوے کا مربی ہو نہ کہ اُن کا استیصال کرے۔ رجولیت یا غضب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے فطرت انسانی میں رکھے گئے ہیں۔ اُن کو چھوڑنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے۔ جیسے ترک دنیا ہو یا راہب بنجانا۔ یہ تمام حق العباد کو تلف کرنیوالے ہیں۔ اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا۔ تو گویا اُس خدا پر اعتراض ہے۔ جس نے یہ قوے ہم میں پیدا کیئے۔ سو ایسی تعلیمیں جو انجیل میں ہیں۔ اور جن سے قوے کا استیصال لازم آتا ہے۔ ضلالت تک پہونچاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ تو

اس کی تعدیل کا حکم دیتا ہے - ضائع کرنا پسند نہیں کرتا - جیسے فرمایا - ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان الخ عدل ایک ایسی چیز ہے - جس سے سب کو فائدہ اٹھانا چاہیے مسیح کا یہہ تعلیم دینا کہ اگر تو بُری آنکھ سے دیکھے - تو آنکھ نکال ڈال اس میں اور قوے کا استعمال ہے - کیوں تعلیم ایسی نہ کی کہ تو غیر محرم عورت کو ہرگز نہ دیکھ - اجازت ہوتی کہ دیکھ تو ضرور - لیکن زنا کی آنکھ سے نہ دیکھ - دیکھنے سے تو ممانعت ہی نہیں - دیکھے گا تو ضرور بعد دیکھنے کے دیکھنا چاہیے کہ اُس کے قوے پر کیا اثر ہوگا - کیوں نہ قرآن کی طرح آنکھ کو ٹھوکر والی چیز کے دیکھنے سے روکا - اور آنکھ جیسی مفید اور قیمتی چیز کو ضائع کر دینے کا افسوس لگایا -

آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں - لیکن یہ لوگ جانتے نہیں کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں - بلکہ ایک قسم کی روک ہے - کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے - جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے - ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے - کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابا مل سکیں - سیریں کریں - کیوں کر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے - بسا اوقات سننے دیکھنے میں آیا ہے - کہ ایسی قومیں غیر مرد و عورت کو ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتے - یہ گویا تہذیب ہے - اِن ہی بد نتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے ہی کی اجازت نہ دی - جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں - ایسے موقع میں یہہ کہدیا کہ جہاں اس طرح دو غیر محرم مرد و عورت جمع ہوں تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے - اون ناپاک نتائج پر غور کرو - جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے - بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے - یہہ انہیں تعلیموں کا نتیجہ ہے اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو - تو حفاظت کرو - لیکن اگر حفاظت نہ کرو - اور یہہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں - تو یاد رکھو کہ وہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی - اسلامی تعلیم کیا پاک تعلیم ہے - کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس سے یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں - بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا - ایک عملی نتیجہ اُس اجازت کا ہے - جو غیر عورت کو دیکھنے کے لیے دیگئی

اللہ تعالے نے جسقدر قوے عطا فرمائے - وہ ضائع کرنیکے لئے نہیں دیئے گئے - اُن کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی اُن کی نشو و نما ہے - اس واسطے اسلام نے قوے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں

دی۔ بلکہ اُن کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کیا۔ جیسے فرمایا۔ قد افلح المومنون اور ایسے یہاں بھی کہا متقی کی زندگی کا
نقشہ کھینچکر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا۔ اولئک ہم المفلحون۔ یعنے وہ لوگ جو تقوے پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان
بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے۔ پھر اُسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے سے دیتے ہیں۔ باوجود
خطرات نفس بلا سوچے گذشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں
۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جو ہدایت کے سر پر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں۔ جو برابر آگے کو جا رہی ہے۔
اور جس سے آدمی فلاح تک پہونچتا ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں۔ جو منزل مقصود تک پہونچ جاویں گے۔
اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالے نے ہمکو تقوے کی تعلیم
کرکے ایک ایسی کتاب ہمکو عنایت کی جسمیں تقوے کے وصایا بھی دیئے۔

سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھکر اپنی جان پر لگاویں۔ کہ اُن میں تقوے ہے یا نہیں
اہل تقوے کے لئے یہ شرط تھی کہ وہ غربت اور مسکینی میں اپنی زندگی بسر کرے۔ یہ ایک تقوے کی شاخ ہے جسکے
ذریعہ ہمیں غضب ناجائز کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل
غضب سے ہی بچنا ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب
و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اُس وقت ہوگا۔ جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔
میں نہیں چاہتا۔ کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا
ایک دوسرے پر غرور کریں۔ یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے۔ کہ بڑا کون ہے۔ یا چھوٹا کون
ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ اور جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے۔ کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے۔
اور اُسکی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن
بڑا وہ ہے۔ جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اُسکی دلجوئی کرے۔ اُس کی بات کی عزت
کرے۔ کوئی چڑ کی بات مُنہ پر نہ لاوے۔ کہ جس سے دُکھ پہونچے۔ خدا تعالے فرماتا ہے۔ ولا تنابزوا
بالالقاب۔ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان۔ ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون۔ س۲۶
تم ایک دوسرے کی چڑ کے نام نہ ڈالو یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے۔ وہ نہ مرے گا۔

جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو جب کل ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے
ہو۔ تو کون جانتا ہے۔ کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں
ہو سکتا۔ خدا کے نزدیک بڑا وہ ہے۔ جو متقی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر۔ س ۱۔
یہ جو مختلف ذاتیں ہیں۔ یہ کوئی وجہ شرافت نہیں خدا تعالے نے محض عرف کیلئے یہ ذاتیں بنائیں۔
اور آجکل تو صرف پنچا پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں۔ کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے
جب اللہ تعالے نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث
فقط تقوے ہے۔ خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں۔ جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔
وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ انکی گفتگو ایسی ہوتی ہے۔ جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہمکو ہر حال
میں وہ کرنا چاہئے۔ جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالے کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خالص تقوے کو چاہتا
ہے۔ جو تقوے کرے گا۔ وہ مقام اعلے کو پہونچیگا۔ آنحضرتؐ یا حضرت ابراہیمؑ نے کسی وراثت سے تو
عزت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے والد ماجد عبد اللہ مشرک نہ تھے۔ لیکن اُس نے
نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا۔ اُن صدقوں کے باعث جو اُن کی فطرت میں تھی یہی فضل کے
محرک تھے۔ حضرت ابراہیم جو ابو الانبیاء تھے۔ انہوں نے اپنی صدق و تقوے سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں
دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق
و وفا دیکھئے۔ آپنے ہر ایک قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اُٹھائے۔ لیکن
پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا۔ جس کے باعث اللہ تعالے نے فضل کیا۔ اس لئے تو اللہ تعالے نے
فرمایا۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علے النبی۔ یا ایہا الذین آمنو صلو علیہ وسلمو تسلیماً۔
س ۲۲۔ ترجمہ۔ اللہ تعالے اور اُس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو
تم درود و سلام بھیجو نبی پر + اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے۔ کہ اللہ تعالے
نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کیلئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن
خود استعمال نہ کئے۔ یعنے آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیروں تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور

نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و صفا تھا۔ اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالے نے ہمیشہ کے لئے یہہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گذاری کے طور پر درود بھیجیں۔ اُن کی ہمت و صدق وہ تھا۔ کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں۔ تو اُس کی نظیر نہیں ملتی۔ خود مسیح کے وقت کو دیکھ لیا جائے۔ کہ اُن کی ہمت یا روحانی صدق و صفا کا کہاں تک اثر اُن کے پیروں پر ہوا۔ ہر ایک سمجھ سکتا ہے۔ کہ ایک بد روش کو درست کرنا کس قدر مشکل ہے۔ عادات راسخہ کا گنوانا۔ کیسا محالات سے ہے۔ لیکن ہمارے مقدس نبی نے تو ہزاروں انسانوں کو درست کیا۔ جو حیوانوں سے بدتر تھے بعض ماؤں اور بہنوں بھتیجیات کو طرح خوق نکاح کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے۔ مردوں کا مال کھاتے۔ بعض ستارہ پرست بعض دہریہ بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرہ عرب کیا تھا۔ ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس سے بڑا فائدہ یہہ ہوا۔ کہ قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہر ایک غلط عقیدہ یا بری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے۔ اُس کی استیصال کے لئے کافی تعلیم اسمیں موجود ہے۔ یہہ اللہ تعالے کی عمیق حکمت و تصرف ہے۔

چونکہ کامل کتاب نے آکر کامل اصلاح کرنی تھی۔ ضرور تھا۔ کہ اُس کے نزول کے وقت اُس کی جای نزول میں بیماری بھی کامل طور پر ہو۔ تاکہ ہر ایک بیماری کا کامل علاج مہیا کیا جاوے۔ سو اس جزیرہ میں کامل طور سے بیمار تھے اور جنمیں وہ تمام بیماریاں روحانی موجود تھیں۔ جو اس وقت یا اوس سے بعد آئندہ نسلوں کو لاحق ہونے والی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن نے کل شریعت کی تکمیل کی اور کتابوں کے نازل ہونے کے وقت نہ یہہ ضرورت تھی نہ اُن میں ایسی کامل تعلیم ہے۔

ہمارے نبی اکمل کی برکات جس قدر ظہور میں آئے۔ اگر تمام خوارق کو الگ کر دیا جاوے تو آپ کی اصلاح ہی ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ اگر کوئی اُس حالت پر غور کرے جب آپ آئے۔ پھر اُس حالت کو دیکھے۔ جو آپ چھوڑ گئے۔ تو اُس کو ماننا پڑے گا۔ کہ یہہ اثر بہ ذات خود ایک اعجاز تھا۔ اگرچہ کل انبیاء عزت کے قابل ہیں۔ لیکن ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اگر آنحضرت تشریف نہ لاتے تو نبوت تو در کنار۔ خدائی کا ثبوت بھی اس طرح نہ ملتا۔ آپ کی تعلیم سے پتہ قل ہو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد و لم یولد۔ و لم یکن لہ کفواً احد۔ کا لگا۔ اگر توریت

میں کوئی ایسی تعلیم ہوتی۔ اور قرآن صرف اُس کی تصریح ہی کرتا تو نصاریٰ کا وجود ہی کیوں ہوتا۔
غرض قرآن نے جس قدر تقوےٰ کی راہیں اختیار کیں۔ اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف عقل والوں کی پرورش کرنے کے طریق سکھلائے۔ ایک جاہل۔ عالم۔ اور فلسفی کی پرورش کے واسطے ہر طبقے کے سوالات کا جواب غرضیکہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا جس کی اصلاح کے طریق نہ بتائے۔ یہ ایک دقیقہ وقت تھا۔ جیسے کہ فرمایا۔ فیہا کتب قیمۃ۔ پ ۳۰۔ یعنے یہہ وہ صحیفہ ہیں۔ جسمیں کل سچائیاں ہیں۔ سو یہ کیسی کتاب مبارک ہے۔ کہ اسمیں سب سامان اعلےٰ درجہ تک پہونچنے کے موجود ہیں لیکن افسوس ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ایک درمیانی زمانہ آوے گا۔ جو فیج اعوج ہے۔
یعنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ ایک میرا زمانہ برکت والا ہے ایک آنے والا مسیح ومہدی کا۔
مسیح ومہدی کوئی دو الگ اشخاص نہیں۔ اُن سے مراد ایک ہی ہے۔ مہدی ہدایت یافتہ سے مراد ہے۔ کوئی یہہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مسیح مہدی نہیں۔ مہدی مسیح ہو یا نہو۔ لیکن مسیح کے مہدی ہونے سے انکار کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ اصل میں اللہ تعالےٰ نے یہہ دو الفاظ سب وشتم کے مقابل بطور ذب کے رکھے ہیں۔ کہ وہ کافر ضال مضل نہیں بلکہ مہدی ہے۔
چونکہ اُس کے علم میں تھا۔ کہ آنیوالے مسیح ومہدی کو دجال وگمراہ کہا جائے گا۔ اس لئے اُسے مسیح ومہدی کہا گیا۔
دجال کا تعلق اخلد الی الارض سے تھا۔ اور مسیح کو رفع آسمانی ہونا تھا۔ سو جو کچھ اللہ تعالےٰ چاہتا تھا۔ اُس کی تکمیل دو ہی زمانوں میں ہونی تھی۔ ایک آپ کا زمانہ اور ایک آخری مسیح ومہدی کا زمانہ یعنے ایک زمانہ میں تو قرآن اور سچی تعلیم نازل ہوئی۔ لیکن اُس تعلیم پر فیج اعوج کے زمانہ نے پردہ ڈال دیا۔ جس پردہ کا اُٹھایا جانا مسیح کے زمانہ میں مقدر تھا۔ جیسے کہ فرمایا۔ کہ رسول اکرم نے ایک تو موجودہ جماعت یعنے جماعت صحابہ کرام کا تزکیہ کیا۔ اور ایک آنے والی جماعت کا جسکی شان میں لما یلحقوا بہم آیا ہے۔ سو یہ ظاہر ہے۔ کہ خدا نے بشارت دی۔ کہ ضلالت کے وقت اللہ تعالےٰ اس دین کو ضائع نہ کرے گا۔ بلکہ آنے والے زمانہ میں خدا حقائق قرآنیہ کو کھولدے گا۔ آثار میں ہے۔ کہ آنے والے مسیح کی ایک یہہ فضیلت ہوگی۔ کہ وہ قرآنی فہم اور معارف کا صاحب ہوگا۔ اور صرف قرآن

سے استنباط کر کے لوگوں کو اون غلطیوں سے متنبہ کرے گا۔ جو حقائق قرآن کی ناواقفیت سے لوگوں میں پیدا ہو گئی ہوں۔

قرآن میں رسول اکرم کو مثیل موسےٰ قرار دے کر فرمایا۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم۔ کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ س ۲۹۔ یعنے ہمنے ایک رسول بھیجا۔ جیسے موسےٰ کو فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ ہمارا رسول مثیل موسےٰ ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الخ س ۱۸۔ اس مثیل موسے کے خلفا بھی اُسی سلسلہ سے ہوں گے۔ جیسے کہ موسیٰ کے خلفا سلسلہ وار آئے۔ اُس سلسلہ کی میعاد چودہ سو برس تک رہی۔ برابر خلفا آتے رہے۔ یہہ ایک اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیش گوئی تھی۔ کہ جس طرح سے پہلے سلسلہ کا آغاز ہوا۔ ویسے ہی اس سلسلہ کا آغاز ہوگا۔ یعنے جس طرح موسیٰؑ نے ابتدا میں جلالی نشان دکھلائے۔ اور فرعون سے چھڑایا۔ اس طرح آنے والا نبی بھی موسےٰؑ کی طرح ہوگا۔ فکیف تتقون ان کفرتم یوماً یجعل الولدان شیبا۔ السماء منفطر بہ۔ کان وعدہ مفعولاً۔ س ۲۹۔ یعنے جس طرح ہمنے موسے کو بھیجا تھا۔ سو رسول اکرم کے وقت کفار عرب بھی فرعونیت سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ بھی فرعون کی طرح باز نہ آئے۔ جب تک اُنہوں نے جلالی نشان نہ دیکھ لیا۔ سو آنحضرت کے کل موسے کے کام کے سے تھے۔ اُس موسے کے کام قابل پذیرائی نہ تھے۔ لیکن قرآن نے منوایا۔ موسیٰؑ کے زمانہ میں گو فرعون کے ہاتھ سے نجات اسرائیل کو ملی۔ لیکن گناہوں سے نجات نہ پائی۔ وہ لڑے۔ اور بچھڑا بھی اور موسےؑ پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پوری پوری نجات دی۔ رسول اکرم صلعم اگر طاقت شوکت سلطنت اسلام کو نہ دیتے۔ تو مسلمان مظلوم رہتے۔ اور نجات کفار کے ہاتھ سے نہ پاتے۔ سو اللہ تعالےٰ نے ایک تو یہہ نجات دی کہ مستقل اسلامی سلطنت قائم ہو گئی۔ دوسرا یہہ کہ گناہوں سے اُن کو نجات ملی۔ خداوند تعالےٰ نے خود ہر دو نقشے کھینچے ہیں۔ کہ عرب پہلے کیا تھے۔ اور پھر کیا ہوئے۔ اگر دونو نقشے اکٹھے کئے جاویں۔ تو اُن کی پہلی حالت کا اندازہ لگ جاویگا۔ سو اللہ تعالےٰ نے دونو نجاتیں دیں۔ شیطان سے بھی نجات دی۔ اور طاغوت سے بھی۔

جو صدق وصفا آپ نے یا آپ کے صحابہ کرام نے دکھایا۔ اس کی نظیر کہیں نہیں۔ جان دینے تک دریغ نہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کو کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اور نہ مفید ہی کوئی الہام تھا۔ چند برادری کے لوگوں کو سمجھانا کونسا بڑا کام ہے۔ یہودی تو توریت پڑھے ہی ہوئے تھے۔ ایمان لانے والے تھے۔ خدا کو وحدہ لاشریک جانتے ہی تھے۔ تو بعض وقت یہہ خیال آجاتا ہے۔ کہ مسیح کرنے ہی کیا آئے تھے۔ یہودیوں میں توحید کے لیے اب بھی غیرت پائی جاتی ہے۔ نہائت کار یہہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ شائد اخلاقی نقص تھے۔ لیکن تعلیم تو توریت میں موجود ہی تھی۔ باوجود اس سہولت کے کہ قوم اُس کتاب کو مانتی تھی۔ مسیح نے وہ کتاب سبقاً سبقاً ایک استاد سے پڑھی تھی۔ اسکے مقابل ہمارے سید و مولےٰ ہادی کامل اُمی تھے۔ اُن کا کوئی اُستاد بھی نہ تھا۔ اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے۔ کہ مخالف بھی اس امر سے انکار نہ کر سکے۔ سو حضرت عیسیٰؑ کے لئے دو آسانیاں تھیں۔ ایک تو برادری کے لوگ تھے۔ جو بھاری بات منوانی تھی۔ وہ پہلے ہی مان چکے تھے۔ ہاں کچھ اخلاقی نقص تھے۔ لیکن باوجود اتنی سہولت کے حواری درست نہ ہوسکے۔ لالچی رہے۔ حضرت عیسیٰ اپنے پاس روپیہ رکھتے تھے بعض چوریاں بھی کرتے رہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مجھے سر رکھنے کی جگہہ نہیں۔ لیکن ہم حیران ہیں۔ کہ اس کے کیا معنے ہیں۔ جب گھر بھی ہو۔ اور مکان بھی ہو۔ اور مال میں گنجائش اس قدر ہو۔ کہ چوری کیا وے۔ تو پتہ بھی نہ لگے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ دکھانا یہ منظور ہے۔ کہ باوجود ان تمام سہولتوں کے کوئی اصلاح نہ ہو سکے۔

پطرس کو بہشت کی کنجیاں تو مل جاویں۔ لیکن اپنے استاد کو لعنت دینے سے نہ رک سکے۔

اب مقابلہ میں انصافاً دیکھا جاوے۔ کہ ہمارے ہادی اکمل کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسول کے لئے کیا کیا۔ جان نثاریاں کیں۔ جلاوطن ہوئے۔ ظلم اوٹھائے۔ طرح طرح کے مصائب اُٹھائے جانیں دیدیں۔ لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے۔ پس وہ کیا بات تھی۔ کہ جس نے اُنہیں ایسا جان نثار بنا دیا۔ وہ سچی الٰہی محبت کا جوش تھا۔ جس کی شعاع اُن کے دل میں پڑ چکی تھی۔ سو خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کر لیا جاوے۔ آپ کی تعلیم۔ تزکیہ نفس۔ پیروں کو دُنیا سے متنفر کرا دینا۔ شجاعت کے ساتھ صداقت کے لئے خون بہا دینا۔ اس کی نظیر کہیں نہ ملیگی

سو یہ مقام حضرت کے صحابہ کا ہے۔ اُن میں جو آپس میں تالیف و محبت تھی۔ اس کا نقشہ دو فقروں میں بیان کیا ہے۔ والف بین قلوبہم لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبہم الآیہ س ۱۰ یعنے جو تالیف اُن میں ہے۔ وہ ہرگز پیدا نہ ہوتی۔ خواہ سونے کا پہاڑ بھی دیا جاتا۔ اب ایک اور جماعت مسیح موعود کی ہے۔ جس نے اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرنا ہے۔ صحابہ کی تو وہ پاک جماعت تھی۔ جس کی تعریف میں قرآن بھرا پڑا ہے۔ کیا آپ لوگ ایسے ہیں۔ جب خدا کہتا ہے۔ کہ مسیح کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے۔ جو صحابہ کے دوش بدوش ہوں گے۔ صحابہ تو وہ تھے۔ جنہوں نے اپنا مال اپنا وطن راہ حق میں دیا۔ اور سب کچھ چھوڑا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا معاملہ اکثر سُنا ہوگا۔

ایک دفعہ جب راہ خدا میں مال دینے کا حکم ہوا۔ تو کل گھر کا اثاثہ لے آئے۔ جب رسول اکرمؐ نے دریافت کیا۔ کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو فرمایا۔ کہ خدا اور رسول کو گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ رئیس مکہ ہو اور کمبل پوش ہو۔ غربا کا لباس پہنے۔ سو یہ سمجھ لو۔ کہ وہ لوگ تو خدا کے راہ میں شہید ہو گئے۔ اُن کے لیے تو یہی تھا ہے۔ کہ سیفوں کے نیچے بہشت ہے۔ لیکن ہمارے لئے تو اتنی سختی نہیں کیونکہ یضع الحرب ہمارے لئے آیا ہے۔ یعنے مہدی کے وقت لڑائی نہ ہوگی۔

اللہ تعالے بعض مصالح کے رو سے ایک فعل کرتا ہے۔ اور آئندہ جب وہ فعل معرض اعتراض ٹھہرتا ہے۔ تو پھر وہ فعل نہیں کرتا۔ دیکھو ہمارے رسول نے کوئی تلوار نہ اوٹھائی۔ مگر اُن کو سخت سے سخت تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ تیرہ سال کا عرصہ ایک بچہ کو بالغ کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اور مسیح کی میعاد تو اگر اس میعاد میں سے دس نکال دیں۔ تو تو بھی کافی ہوتی ہے۔ غرض اس لمبے عرصہ میں کوئی یا کسی رنگ کی تکلیف نہ تھی۔ جو اوٹھائی نہ پڑے۔ آخر کار وطن سے نکلے۔ تو تعاقب ہوا۔ دوسری جگہ پناہ لی۔ تو دشمن نے وہاں بھی نہ چھوڑا۔ جب یہ حالت ہوئی۔ تو مظلوموں کی ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لئے حکم ہوا۔ اُذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا و ان اللہ علے نصرہم لقدیر ن الذین اُخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ۔ جن لوگوں کے ساتھ لڑائیاں خواہ مخواہ کی گئیں۔ اور گھروں سے ناحق نکالے گئے۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

سو یہہ ضرورت تھی کہ تلوار اوٹھائی گئی۔ ورنہ حضرت کبھی تلوار نہ اوٹھاتے۔ ہاں ہمارے زمانہ میں ہمارے برخلاف قلم اوٹھائی گئی۔ قلم سے ہم کو اذیت دی گئی۔ اور سخت ستایا گیا۔ اُن کے مقابل قلم ہی ہمارا حربہ بھی ہے۔

میں بار بار کہہ چکا ہوں۔ کہ جس قدر کوئی قرب حاصل کرتا ہے۔ اُسی قدر مواخذہ کے قابل ہے۔ اہل بیت زیادہ قابل مواخذہ تھی۔ وہ لوگ جو دور ہیں۔ وہ قابل مواخذہ نہیں۔ لیکن تم ہو۔ اگر تم میں اور غیر کوئی امتیازی زیادتی نہیں تو تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں کے زیر نظر ہو۔ وہ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات وسکنات کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ سچے ہیں جب مسیح کے ساتھی صحابہ کے ہمدوش ہونے لگے ہیں۔ تو کیا آپ ویسے ہیں۔ جب آپ ویسے نہیں تو آپ قابل گرفت ہیں۔ گو یہہ انتہائی حالت ہے۔ لیکن موت کا کیا اعتبار ہے۔ موت ایک ایسا ناگزیر امر ہے۔ جو ہر ایک کو پیش آتا ہے۔ جب یہہ حالت ہے تو پھر آپ کیوں غافل ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا۔ تو امر دوسرا ہے۔ لیکن جب آپ میرے پاس آئے۔ میرا دعوے قبول کیا۔ اور مجھے مسیح مانا۔ تو گویا من وجہہ آپ نے صحابہ کرام کے ہمدوش ہونے کا دعوے کر دیا۔ تو کیا صحابہ نے کبھی صدق ووفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا۔ اون میں کوئی کسل تھا۔ کیا وہ دل آزار تھے۔ کیا اون کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا۔ وہ منکسر المزاج نہ تھے۔ اُن میں بڑے درجہ کا انکسار تھا۔ سو دعا کرو۔ کہ خدا تمکو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے۔ کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی اختیار نہیں کر سکتا۔ جب تک اللہ تعالیٰ اسکی مدد نکرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو۔ اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ۔ تو گھبراؤ نہیں۔ اهدنا الصراط المستقیم کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اُٹھو اور دعا کرو۔ کہ خدا تمکو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ وہ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت نے آبپاشی کی۔ آپ نے اُن کے لئے دعائیں کیں بیج صحیح تھا۔ اور زمین عمدہ۔ تو اس آب پاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام چلتے اُسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تو آپ لوگ سچے دل سے توبہ کرو۔ تہجد میں اُٹھو۔ دعا کرو۔ دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور خدا تعالےٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل بناؤ۔ یقین رکھو۔ کہ جو اس نصیحت

کو ورد بنالیوے گا۔ اور عملی طور سے دعا کرے۔ اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائے۔ اللہ تعالےٰ اُس پر فضل کرے گا اور اُس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔ خدا سے نا امید مت ہو۔ ع باکریماں کارہا دشوار نیست۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم کیا کوئی ولی بنتا ہے؟ افسوس انہوں نے کچھ قدر نہ کی۔ بے شک انسان ولی بنتا ہے۔ اگر وہ صراط مستقیم پر چلے گا۔ تو خدا بھی اُس کی طرف چلے گا۔ اور پھر ایک جگہہ پر اُس کی ملاقات ہوگی۔ اُس کی اس طرف سے حرکت خواہ آہستہ ہوگی۔ لیکن اُس کے مقابل خدا تعالیٰ کی حرکت بہت جلد ہوگی۔ چنانچہ یہ آیت اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا الخ س ۲۱ ۔ سو جو باتیں میں نے آج وصیت کی ہیں۔ اون کو یاد رکھو۔ کہ انہیں پہ مدار نجات ہے۔ تمہارے معاملات خدا اور خلق کے ساتھہ ایسے ہونے چاہئیں۔ جس میں رضا الٰہی مطلق ہی ہو۔ پس اس سے تم نے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم الخ ش ۲۸۔ کے مصداق بننا ہے۔ ہاں جیسے کہ آگے بیان ہو چکا ہے۔ خدا کی حکمت بالغہ نے یہی پسند کیا۔ کہ اسرائیلی اور اسماعیلی دو سلسلے دنیا میں قائم کرے۔ پہلا سلسلہ حضرت موسیٰؑ سے شروع ہو کر حضرت مسیح تک ختم ہوا۔ اور پھر چودہ سو برس تک رہا۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج چودہ سو برس پر ایک مسیح کے آنے کا اشارہ ہے۔ عدد چودہ کو خاص نسبت ایک یہ بھی کہ انسان چودہ برس پر بلوغ پالیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کو خبر ملی تھی۔ کہ مسیح اُس وقت آوے گا۔ جب یہودیوں میں بہت فرقے ہوں گے۔ اُن کے عقائد میں سخت اختلاف ہوگا۔ بعض کو فرشتوں کے وجود سے انکار بعض کو قیامت و حشر اجساد سے انکار۔ غرض جب طرح طرح کی عملی بد اعتقادی پھیل جاویگی۔ تب بطور حکم کے مسیح اُن میں آوے گا۔ اسی طرح ہمارے ہادی کامل نے ہمکو اطلاع دی۔ کہ جب تم میں بھی یہودیوں کی طرح کثرت سے فرقے ہو جاویں گے۔ اُن کی طرح مختلف قسم کی بد اعتقادیاں اور بدعملیاں شروع ہوں گی۔ علماء یہود کی طرح بعض بعض کے مکفر ہوں گے۔ اس وقت اس امت محمد کا مسیح بھی بطور حکم کے آوے گا۔ جو قرآن سے ہر امر کا فیصلہ کرے گا۔ وہ مسیح کی طرح قوم کے ہاتھ سے ستایا جاوے گا۔ اور کافر قرار دیا جاوے گا۔ اگر ان لوگوں نے کم بھی سے اس شخص کو دجال اور کافر کہا تو ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا۔ کیونکہ حدیث میں لکھا تھا۔ کہ آنے والا مسیح کافر اور دجال ٹھہرایا جاویگا۔

لیکن جو عقیدہ آپ کو سکھلایا جاتا ہے۔ وہ بالکل صاف اور اُجلی ہے اور محتاج دلائل بھی نہیں براہان قاطع اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

پہلا جھگڑا وفات مسیح کا ہی ہے۔ کھلی کھلی آیات اس کی حمایت میں ہیں۔ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ۔ الآیہ س۳۔ پھر فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم الآیہ۔ س۷۔ یہہ عذر بالکل جھوٹا ہے۔ کہ توفی کے معنے کچھ اور ہیں۔ ابن عباس اور خود ہادی کامل نے اس کے معنے امانت کے کر دیئے ہیں۔ یہہ لوگ بھی جہاں کہیں لفظ توفے استعمال کرتے ہیں۔ تو معنے امانت اور قبض روح سے مراد لیتے ہیں۔ قرآن نے بھی ہر ایک جگہہ اس لفظ کے یہی معنے بیان کئے ہیں۔ سو اس کا ہاتھ تو کہیں نہ پڑا۔ اور جب مسیح ناصری کی وفات ثابت ہے۔ تو آنے والا ضرور ہے۔ کہ اُمت میں سے کوئی ہو۔ جیسے کہ امامکم منکم الحدیث۔ اس کی تصریح کرتا ہے۔ وہ لوگ جو نیچری ہیں۔ اُن کی خوش قسمتی ہے۔ کہ وہ اس ابتلا سے بچ گئے۔ کیونکہ وفات مسیح کے تو وہ قائل ہی ہیں۔ اور مسیح موعود کا ذکر اس قدر تواتر رکھتا ہے۔ کہ جس تواتر سے انکار محال ہے علاوہ ازیں اشارات قرآنی بھی آنے کے شاہد ہیں۔ تو عقل مند اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ مسیح آوے گا۔ ہاں بعض کا حق ہے۔ کہ یہہ اعتراض کریں۔ کہ مسیح کو اس زمانہ سے کیا خصوصیت ہے۔ قرآن شریف نے اسرائیلی اور اسماعیلی سلسلوں میں خلافت کی مماثلت کا کھلا کھلا اشارہ کیا ہے۔ جیسے اس آیت سے ظاہر ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم الآیہ۔ س۱۸۔ اسرائیلی سلسلہ کا آخری خلیفہ جو چودھویں صدی پر بعد از موسےٰ علیہ السلام آیا۔ وہ مسیح ناصری تھا۔ مقابل میں ضرور تھا۔ کہ اس امت کا مسیح بھی چودھویں صدی کے سر پر آوے۔ علاوہ ازیں اہل کشف نے اسی صدی کو بعثت مسیح کا زمانہ قرار دیا۔ جیسے شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ اہل حدیث کا اتفاق ہو چکا ہے۔ کہ علامات صغرے کل اور علامات کبرے ایک حد تک پوری ہو چکی ہیں۔ لیکن اس میں کسی قدر اُن کی غلطی ہے۔

...... علامات کل پوری ہو چکیں۔ بڑی بھاری علامت یہ نشان

جو آنے والے کا ہے۔ وہ بخاری ہیں۔ یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر الخ لکھا ہے۔ یعنے نزول مسیح کا وقت غلبہ نصارے اور صلیبی پرستش کا زور ہے۔ سو کیا یہہ وہ وقت نہیں۔ کیا جو کچھ پادریوں سے پہونچ چکا ہے۔ اس کی نظیر آدمؑ سے لے کر آج تک کہیں ہے۔ ہر ملک میں تفرقہ پڑ گیا کوئی ایسا خاندان اسلامی نہیں۔ کہ جس میں سے ایک آدھ ان کے ہاتھ نہ چلا گیا ہو۔ سو آنے والے کا وقت صلیب پرستی کا غلبہ ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا غلبہ ہوگا۔ کس طرح درندوں کی طرح اسلام پر کینہ وری سے حملہ کئے گئے۔ کوئی گروہ ہے۔ کہ جس نے حضرت رسول اکرم صلعم کو نہائت وحشیانہ الفاظ اور گالیوں سے یاد نہ کیا۔ اب اگر آنے والے کا یہ وقت نہیں۔ تو بہت جلدی وہ آیا ہی تو سو سال کو آوے گا۔ کیونکہ وہ وقت کا مجدد ہے۔ جس کی بعثت کا زمانہ صدی کا سر ہوتا ہے۔ تو کیا اسلام میں اور طاقت ہے۔ کہ ایک صدی تک پادریوں کے روز افزوں غلبہ کا مقابلہ کر سکے۔ غلبہ حد تک پہونچ گیا۔ اور آنے والا آگیا۔ اب ہاں وہ ہلاک دجال کو اتمام حجت سے کرے گا۔ کیونکہ حدیثوں میں آچکا ہے۔ کہ اُس کے ہاتھ پر ملتوں کی ہلاکت مقدر ہے۔ نہ وجود کی یا اہل ملل کی۔ تو ویسا ہی پورا ہوا۔

ایک یہہ بھی نشان آنے والے کا ہے۔ کہ اُس زمانہ میں رمضان میں کسوف خسوف ہوگا۔ خدا کے نشان سے ٹھٹھا کرنے والا خدا سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ کسوف خسوف کا اُس کے دعوے کے بعد ہونا یہہ ایک ایسا امر تھا۔ جو افترا اور بناوٹ سے بعید تر ہے۔ اس سے پہلے کوئی کسوف خسوف ایسا نہ ہوا۔ یہہ ایک ایسا نشان تھا۔ کہ جس سے اللہ تعالے کو کُل دنیا میں آنے والے کی منادی کرنی تھی۔ چنانچہ اہل عرب نے بھی اس نشان کو دیکھ کر اپنی مذاق کے مطابق درست کہا۔ ہمارے اشتہار بطور منادی جہاں جہاں نہ پہونچ سکتے تھے۔ وہاں وہاں اُس کسوف خسوف نے آنے والے کے وقت کی منادی کردی۔ یہہ خدا کا نشان تھا۔ جو انسانی منصوبوں سے بالکل پاک تھا۔ خواہ کوئی کیسا ہی فلسفی ہو۔ وہ غور کرے اور سوچے کہ جب مقرر کردہ نشان ہوگیا۔ تو ضرور ہے۔ کہ اُس کا مصداق بھی کہیں ہو۔ یہہ امر ایسا نہ تھا۔ جو کسی حساب کی ماتحت ہو۔ جیسے کہ فرمایا تھا۔ کہ یہہ

اوس وقت ہوگا۔ جب کوئی مدعی مہدویت ہو چکے گا۔ رسول اکرم نے یہہ بھی فرمایا۔ کہ آدم سے لیکر اوس مہدی تک کوئی ایسا واقع نہیں۔ اگر کوئی تاریخ سے ایسا ثابت کر سکے تو ہم مان لیں گے۔

ایک نشان یہہ بھی تھا۔ کہ اُس وقت ذوالسنین ستارہ طلوع کرے گا۔ یعنے اون برسوں کا ستارہ جو پہلے گذر چکے ہیں۔ یعنے وہ ستارہ جو مسیح ناصری کے ایام (برسوں) میں طلوع ہوا تھا۔ اب وہ ستارہ بھی چڑھ گیا جس نے یہودیوں کے مسیح کی اطلاع آسمانی طور سے دی تھی۔ اسی طرح قرآن کے دیکھنے سے بھی پتا لگتا ہے۔ واذا العشار عطلت۔ واذا الوحوش حشرت۔ واذا البحار سجرت۔ واذا النفوس زوجت۔ واذا الموءودۃ سئلت بای ذنب قتلت۔ واذا الصحف نشرت۔ پ۳۰۔ یعنے اُس زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہوجاویں گے۔ اعلیٰ درجہ کی سواری اور بار برداری جن سے ایام سابقہ میں ہوا کرتی تھی۔ یعنے اوس زمانہ میں سواری کا انتظام کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ کہ یہہ سواریاں بیکار ہوجاویں گی۔ اس [redacted]ریل کا زمانہ مراد تھا۔ وہ لوگ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ ان آیات کو تعلق قیامت سے ہے۔ وہ نہیں سوچتے کہ قیامت میں اونٹنیاں حمل دار کیسے رہ سکتی ہیں۔ کیونکہ عشار سے مراد حمل دار اونٹنیاں ہیں۔ پھر لکھا کہ اُس زمانہ میں چاروں طرف نہریں پھیل جاویں گی۔ اور کتابیں کثرت سے اشاعت پاویں گی۔ غرضکہ یہہ سب نشان اسی زمانہ کے متعلق تھے۔ اب رہا مکان کے متعلق سو یاد رہے۔ کہ دجال کا خروج مشرق میں بتلایا گیا۔ جس سے ہمارا ملک مراد ہے۔ چنانچہ صاحب حجج الکرامہ نے لکھا ہے۔ کہ فتن دجال کا ظہور ہندوستان میں ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ظہور مسیح اُسی جگہ ہو جہاں دجال ہو۔ پھر اُس گاؤں کا نام قدعہ قرار دیا ہے۔ جو قادیاں کا مخفف ہے۔ یہہ ممکن ہے۔ کہ یمن کے علاقہ میں بھی اس نام کا کوئی گاؤں ہو۔ لیکن یاد رہے۔ کہ یمن حجاز سے مشرق میں نہیں۔ بلکہ جنوب میں ہے۔ آخر اسی پنجاب میں ایک اور قادیاں بھی لودھیانہ کے قریب ہے۔

اس کے علاوہ خود قضاوقدر نے اس عاجز کا نام جو رکھوایا ہے۔ تو وہ بھی ایک لطیف اشارہ

۱۳۰۰

اسم اشرف رکھتا ہے۔ کیونکہ غلام احمد قادیانی کے عدد بحساب جمل پورے تیرہ سو نکلتے ہیں۔ یعنی اس نام کا امام چودھویں صدی کے آغاز پر ہوگا۔ غرض آں حضرت کا اشارہ اسی طرف تھا۔

حوادث بھی ایک علامت تھی۔ حوادث سماوی نے قحط طاعون اور ہیضہ کی صورت پکڑی۔ طاعون وہ خطرناک عذاب ہے۔ کہ اس نے گورنمنٹ تک کو زلزلہ ڈال دیا۔ اگر اس کا قدم بڑھ گیا تو ملک صاف ہوجاوے گا۔ ارضی حوادث لڑائیاں۔ زلازل تھے۔ جنہوں نے ملک کو تباہ کیا۔ مامور من اللہ کے لئے یہ بھی ضرور ہے۔ کہ وہ اپنے ثبوت میں آسمانی نشان دکھاوے۔ ایک لیکھرام کا نشان کیا کچھ کم نشان تھا۔ ایک کشتی کے طور پر کئی سال تک ایک شرط بدھی رہی۔ پانچ سال برابر جنگ ہوتو رہا۔ طرفین نے اشتہار دیئے۔ عام شہرت ہوگئی۔ ایسی شہرت کہ جسکی مثال بھی محال ہو۔ پھر ایسا ہی واقعہ ہوا۔ جیسے کہ کہا گیا۔ کیا اس واقعہ کی کوئی اور نظیر ہے۔ دھرم مہوتسو کے متعلق بھی کئی دن پہلے اعلان کیا۔ کہ ہم کو اللہ تعالے نے اطلاع دی ہے۔ کہ ہمارا مضمون سب پر غالب رہیگا۔ جن لوگوں نے اس عظیم الشان اور پر رعب جلسہ کو دیکھا ہے۔ وہ خود غور کر سکتے ہیں۔ کہ ایسے جلسہ میں غلبہ پانے کی خبر پیش از وقت دیدینی۔ کوئی اٹکل یا قیاس نہ تھا۔ پھر آخر کار وہی ہوا۔ جیسے کہا گیا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تمام شد

دوسری تقریر

حضرت اقدس حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

۲۸ دسمبر ۱۸۹۷ء بعد نماز ظہر

اسوقت میری غرض بیان کرنیسے یہ ہے کہ چونکہ انسانی زندگی کا کچھ بھی اعتبار نہیں اس لئے جسقدر احباب اسوقت میرے پاس جمع ہیں میں خیال کرتا ہوں شاید آئندہ سال سب جمع نہ ہو سکیں اور یہی دو تین مینے کشف میں دیکھا ہے کہ اگلے سال بعض احباب دنیا میں نہونگے گو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اوس کشف کا مصداق کون کون احباب ہونگے اور میں جانتا ہوں کہ یہ اس لئے ہے تا ہر ایک شخص بجائے خود سفر آخرت کی طیاری رکھے جیسا مینے ابھی کہا ہے کسی کا نام نہیں بتلایا گیا لیکن یہ میں اللہ تعالیٰ کے اعلام سے خوب جانتا ہوں کہ قضا و قدر کا ایک وقت ہے اور ضرور ایک وقت اس فانی دنیا کو چھوڑنا ہے اس لئے یہ کہنا بہت ضروری پڑا ہوا ہے کہ ہر شخص اور ہر دوست جو اسوقت موجود ہے وہ میری باتوں کو **قصہ گو کی داستان** کیطرح نہ سمجھے بلکہ یہ ایک **واعظ من جانب اللہ** اور **مامور من اللہ** ہے جو نہایت **خیر خواہی** اور **سچی بھلائی** اور پدری **دلسوزی** سے باتیں کرتا ہے پس میں اپنے دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ خوب یاد رکھو میں پھر کہتا ہوں کہ دل سے سنو اور دل میں جگہ دو کہ **اللہ** جیسا اوس نے اپنی کتاب قرآن کریم میں اپنے **وجود** اور **توحید** کو پُر زور اور آسان دلایل سے ثابت کیا ہے ایک **برتر ہستی** اور **نور** ہے۔ وہ لوگ جو اس زبردست ہستی کی **قدرتوں** اور **عجائبات** کو دیکھتے ہوئے بھی اوس کے وجود میں شکوک ظاہر کرتے اور شبہ کرتے ہیں سچ جانو بڑے ہی **بدقسمت** ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست ہستی اور مقتدر وجود کے اثبات کے متعلق ہی فرمایا ہے **افی اللہ شک فاطر السموات والارض** کیا اللہ کے وجود میں بھی شک ہو سکتا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ دیکھو یہ تو بڑی سیدھی اور صاف بات ہے کہ ایک مصنوع کو دیکھ کر صانع کو ماننا پڑتا ہے۔ ایک عمدہ جوتے یا صندوق کو دیکھ کر اوس کے بنانے والے کی ضرورت کا معاً اعتراف کرنا پڑتا ہے پھر تعجب پر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی میں کیونکر انکار کی گنجایش ہو سکتی ہے۔ ایسے صانع کے وجود کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے جسکے ہزارہا عجائبات سے زمین اور آسمان پُر ہیں۔

فٹ نوٹ

یہ ایک مسلم بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے جو مختلف اوقات میں مختلف ناموں سے موسوم ہو کر اپنی دنیا کی اصلاح کی خاطر آتے ہیں۔ اور **روحانی معراج** پانے والوں کی فہرست میں نذیر۔ بشیر۔ نبی۔ رسول۔ مجدد۔ حکیم۔ خلیفہ وغیرہ کہلاتے ہیں اور معاد کے

پس یقیناً سمجھ لو کہ ان قدرت کے عجائبات اور صنعتوں کو دیکھ کر بھی جنہیں انسانی ہاتھ۔ انسانی عقل و دماغ کا کام نہیں اگر کوئی **بیوقوف** خدا کی ہستی اور وجود میں شک لائے تو وہ بدقسمت انسان شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے اور [...] کو استغفار کرنا چاہیے۔ خدا کی ہستی کا انکار دلیل اور رویت کی بنا پر نہیں بلکہ اللہ جلشانہ کا انکار [...] وجود مشاہدہ کرنے اوسکی **قدرتوں** اور **عجائبات مخلوقات** اور **مصنو[عات]** [...] کے جو زمین و آسمان میں بھرے پڑے ہیں بڑی ہی **نابینائی** [...] دو قسمیں ہیں۔ ایک آنکھوں کی نابینائی ہے اور دوسری دل کی۔ آنکھوں کی [...] اثر ایمان پر کچھ نہیں ہوتا۔ مگر دل کی نابینائی کا اثر ایمان پر پڑتا ہے۔ اس لئے یہ **ضروری** اور بہت **ضروری** ہے کہ ہر ایک شخص اللہ تعالےٰ سے پورے تذلل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دعا مانگتا رہے کہ وہ اوسے سچی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے اور شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھے۔

[illegible]

متعلق جسقدر باتیں بتلاتے ہیں اون میں اختلاف نہیں پایا جاتا۔ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا پس خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والوں کی تع[...]ہیں ہوتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں "کہ بیوقوف نے اپنے دل میں کہا کہ کوئی خدا نہیں" یہ ابن مریم کے نام سے آنے والا مسیح موعود جسکو اللہ تعالےٰ نے براہین میں داؤد کہہ کر بھی پکارا ہے اس مضمون کو اونہیں الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

فتدبر (ایڈیٹر)

شیطان کے وساوس بہت ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ
جو انسانی دل میں پیدا کر کے اوسے خسر الدنیا والآخرۃ کر دیتا ہے آخرت کے متعلق ہے۔ کیونکہ
تمام نیکیوں اور [illegible] یوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسایل کے آخرت
پر ایمان بھی ہے [illegible] جب انسان آخرت اور اوسکی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھ
تو سمجھو [illegible] کا مصداق [illegible] گیا اور دونوں جہان سے گیا گذرا ہوا۔
[illegible] تیاری رکھے جیسے آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترسان بناکر اوسکو معرفت کے سچے
[illegible] سے خوب جانتا ہوا [illegible] ن لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خداترسی کے حاصل نہیں
ہو سکتی ہے۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے اور
خاتمہ بالخیر میں فتور آجاتا ہے جسقدر ابرار۔ اخیار اور راستباز انسان دنیا میں ہو گذرے ہیں
جو رات کو اٹھ کر قیام اور سجدہ ہی میں صبح کر دیتے تھے کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ وہ جسمانی
قوتیں بہت رکھتے تھے بڑے بڑے قوی ہیکل جوان اور تنومند پہلوان تھے؟ نہیں!!
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی قوت اور توانائی سے وہ کام ہرگز نہیں ہو سکتے جو روحانی قوت
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت سے انسان آپ لوگوں نے دیکھے ہونگے جو تین چار بار دن میں
کھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی اغذیہ پلاؤ وغیرہ کھاتے ہیں مگر اوسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے
صبح تک خراٹے [illegible] لیتے ہیں اور نیند اونپر غلبہ رکھتی ہے اور یہاں تک نیند اور سستی
کے مغلوب ہو جاتے ہیں کہ اونکو عشاء کی نماز بھی دوبھر اور مشکل عظیم معلوم دیتی ہے
چہ جائیکہ وہ تہجد گذار ہوں۔

دیکھو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین
کیا تنعم پسند اور خورد و نوش کے دلدادہ تھے؟ جو کفار پر غالب تھے نہیں یہ بات تو
نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی اُن کی نسبت آیا ہے کہ وہ قائم اللیل اور صائم الدہر ہونگے
اون کی راتیں ذکر اور فکر میں گذرتی تھیں۔

اور اُن کی زندگی کیونکر بسر ہوتی تھی - قرآن کریم کی یہہ آیہ شریفہ اُن کی طرز زندگی کا پورا نقشہ کھینچکر
دکھاتی ہے ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم - اور یا ایھا الذین امنوا اصبروا
وصابروا ورابطوا الآیہ اور سرحد پر اپنے گھوڑے باندھے رکھ [illegible] دشمن
اس تمہاری تیاری اور سرحد اوسے ڈرتے رہیں - اے مومنو اصبرو [illegible]
رباط اُن گھوڑوں کو کہتے ہیں جو دشمن کی سرحد پر باندھے جاتے [illegible] مقابلہ
کے لیے مستعد رہنے کا حکم دیتا ہے اور اس رباط کے لفظ سے اُنہیں [illegible]
اُنکے سپرد دو کام تھے - ایک ظاہری دشمنوں کا مقابلہ - اور ایک وہ روحانی [illegible]
لغت میں نفس اور انسانی دل کو بھی کہتے ہیں - اور یہہ ایک لطیف بات ہے [illegible]
جو سدھائے ہوئے اور تعلیم یافتہ ہوں - آجکل گھوڑوں کی تعلیم و تربیت کا اُسی [illegible]
اور اسیطرح اُنکو سدھایا سکھایا جاتا ہے جسطرح بچوں کو سکولوں میں خاص احتیاط اور اہتمام [illegible]
اگر اُن کو تعلیم نہ دیجائے اور وہ سدھائے نہ جائیں تو وہ بالکل نکمے ہوں اور [illegible]
ثابت ہوں -

یہہ اشارہ اس امر کی طرف بھی ہے کہ انسانوں کے نفوس یعنے [illegible] الدین [illegible]
ایسی ہونی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کے نیچے نیچے چلیں - [illegible]
نہ دیسکینگے - جو انسان اور اُسکے خوفناک دشمن یعنے شیطان کے [illegible]
ہے - جیسا کہ لڑائی اور میدان جنگ میں علاوہ قوائے بدنی کے تعلیمیافتہ ہونا بھی ضروری [illegible]
وہ جہاد کے لئے نفوس انسانی کی تربیت اور مناسب تعلیم مطلوب ہے - اور اگر ایسا نہو [illegible]
آجائیگا اور وہ بہت بُری طرح ذلیل اور رسوا ہوگا - مثلاً اگر ایک شخص توپ و تفنگ [illegible] حرب بندوق وغیرہ
رکھتا ہو لیکن اُسکے استعمال اور چلانے سے ناواقف شخص ہو تو وہ دشمن کے مقابلہ میں کبھی عہدہ برا نہیں ہوسکتا -
اور تیر و تفنگ اور سامان حرب بھی ایک شخص رکھتا ہو اور اُن کا استعمال بھی جانتا ہو لیکن اُسکے بازو میں طاقت نہو
تو بھی وہ کامیاب نہیں ہوسکتا - اس سے معلوم ہوا کہ صرف طریق اور طرز استعمال کا سیکھ لینا بھی کارآمد اور مفید نہیں ہوسکتا -

جب تک کہ ورزش اور مشق کر کر بازو میں توانائی اور قوت پیدا نہ کی جاوے۔ اب اگر ایک شخص جو تلوار چلانا تو جانتا ہے
لیکن ورزش اور مشق نہیں رکھتا۔ تو میدان حرب میں جا کر جونہی تین چار دفعہ تلوار کو حرکت دیگا اور دو ایک ہاتھ
ماریگا اسکے [illegible] ہاتھ تھک کر بالکل بیکار ہو جائیگا۔ اور خود ہی آخر دشمن کا شکار ہو جائیگا۔ پس
پھیپھڑوں اور [illegible]
سمجھ لو القرآن بھی [illegible] جب [illegible] تعلیم ہی کچھ کام نہیں دے سکتی۔ جب تک کہ عمل اور مجاہدہ اور ریاضت نہ
دیکھو تو سمجھ [illegible] گیا اور وہ [illegible] بیکار نہیں رہنے دیتی۔ عین امن و آرام کے دنوں میں ہی مضبوطی
[illegible] تیاری رکھے جیسے [illegible] آخرت کا [illegible] دیتی۔ اور معمولی طور پر چاند ماری اور پریڈ وغیرہ تو ہوتی ہی رہتی ہے
سے خوب جانتا ہو [illegible] میدان کارزار میں کامیاب ہونے کے لئے جہاں ایک طرف طریق استعمال اسلحہ
[illegible] ہو سکتی ہے۔ پس یاد [illegible] ہے۔ وہاں دوسری طرف ورزش اور محل استعمال کی بھی بڑی بھاری ضرورت ہے
خاتمہ بالخیر میں فتح یافتہ گھوڑے چاہئیں۔ یعنے ایسے گھوڑے جو توپوں اور بندوقوں کی آواز سے نہ ڈریں۔
جرات کو ماندہ ہو کر پیچھے نہ ہٹیں بلکہ آگے ہی بڑھیں۔ اسی طرح نفوس انسانی کامل ورزش اور پوری
قوتیں بہت [illegible] کے بغیر اعداء اللہ کے مقابل میدان کارزار میں کامیاب نہیں ہو سکتے
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی بھی اسی پر ختم ہے۔ رباط کا لفظ جو آیہ مذکورہ میں آیا ہے۔ جہاں
[illegible] طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] مشتمل ہے وہاں روحانی طور پر اندرونی جنگ اور مجاہدہ
کہانے میں اور خوب لذیذ اور معقول عجیب سلسلہ ہے اسی لئے عربی زبان ام الالسنہ ہے۔ اس سے
صحیح تک [illegible] نہیں۔ اور انشاء اللہ یہ معارف نہایت وضاحت اور لطافت سے
اسکے متعلق
کے منسوب ہو جاتے [illegible] ہوں گے جو میں نے آجکل عربی زبان کی فضیلت اور اس کو ام الالسنہ
[illegible] وہ [illegible] گذار رہے۔ معلوم ہو جائیگا کہ یورپین لوگوں کی تحقیقاتیں بالکل ناکمل اور ادھوری
ہیں۔ اور ان کو [illegible] زبانوں کی گم گشتہ کڑیاں بھی اسی زمانہ میں جہاں اور گمشدہ دینی صداقتیں
مل گئی ہیں۔ مل گئی ہے۔ اور وہ عربی ہی ہے۔ الغرض عربی زبان کی لغت جسمانی سلسلہ میں روحانی سلسلہ بھی کھاتی
جاتی ہے۔ اسلئے کہ جسمانی امور اور جسمانی باتیں خارجی طور پر ہمارے مشاہدہ میں آتی ہیں۔ اور ہم انکی ماہیت
نہایت سہولت اور آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ پس انپر قیاس کر کے روحانی سلسلہ اور روحانی امور کی

فلاسفی سمجھ میں آنی مشکل نہیں ہوتی - اور یہہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل اور برکت ہی جو اُسنے اس تاریکی اور ضلالت کے زمانہ میں معرفت کا نور آسمان سے اُتارا - تاکہ بھولے بھٹکوں کو رستہ دکھلاوے اور [illegible] ظاہر کیا جو اب تک راز کے طور پر تھا وہ کیا ہی یہی لغت عرب کی فلاس[illegible] رکھتی ہیں وہ لوگ! جو اللہ تعالےٰ کے فضل کی قدر کریں اور اُسکے لینے کو طیار ہوجا[illegible]

اب دیکھو کہ یہی رباط کا لفظ جو ان گھوڑوں پر بولا جاتا ہے [illegible] باندھے جاتے ہیں - ایسا ہی یہہ لفظ اُن نفوس پر بھی بولا جاتا ہے جو اس جنگ [illegible] انسان کے اندر ہی اندر شیطان سے ہر وقت جاری ہے۔

یہہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ اسلام کو دو قوتیں جنگ کی دی گئی تھیں [illegible] صدر اول میں بطور مدافعت و انتقام کے ہوا - یعنے مشرکین عرب نے جب ستایا اور [illegible] لاکھ کفار کا مقابلہ کرکے شجاعت کا جوہر دکھایا اور ہر امتحان میں اُس پاک قوت [illegible] گذر گیا - اور رباط کے لفظ میں جو فلاسفی ظاہر ہے - قوت جنگ اور فنون جنگ [illegible] اس زمانہ میں جسمیں ہم ہیں جنگ ظاہری کی مطلق ضرورت اور [illegible] باطنی کے نمونے دکھلانے مطلوب تھے - اور روحانی مقابلہ زیر نظر تھ[illegible] کے لئے بڑے بڑے سامان اور اسلحہ بنائے گئے - اسلئے اُن [illegible] ضروری ہے۔ کیونکہ آجکل امن و امان کا زمانہ ہے - اور ہم کو ہر طرح کی آسائ[illegible] اپنے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ اور احکام کی بجا آوری کر سکتا ہے [illegible] جاتی ہے بلکہ حقیقتاً امن اور سلم اور آشتی کا اشاعت کنندہ وہی اسلام ہے [illegible] اس پہلے نمونہ کو دکھانا پسند کر سکتا تھا - پس آجکل وہی دوسرا نمونہ یعنے روحانی [illegible]ہے - کیونکہ ع

کہ حلوا چو یکبار خوردند و بس

ایک اور بات بھی ہے کہ اُس پہلے نمونہ کو دکھلانے میں ایک اور امر بھی ملحوظ تھا - یعنے اُس وقت ظہور شجاعت بھی مقصود تھا - جو اُسوقت کی دنیا میں سب سے زیادہ محمود اور محبوب وصف سمجھی جاتی تھی۔

اور ہو وقت تو حرب ایک فن ہو گیا ہے کہ دور بیٹھے ہوئے بھی ایک آدمی توپ اور بندوق چلا سکتا ہے - اُن دنوں میں
سچا بہادر وہ تھا جو تلواروں کے سامنے سینہ سپر ہوتا - اور آجکل کا فن حرب تو بزدلوں کا پردہ پوش ہے اب
شجاعت [illegible] اور [illegible] حرب جدید اور نئی توپیں وغیرہ رکھتا اور چلا سکتا ہے وہ کامیاب ہو سکتا ہے
اُس [illegible] پہلوان بھی [illegible] جب [illegible] مادۂ شجاعت کا اظہار تھا - اور خدا تعالےٰ نے جیسا چاہا خوب طرح اُسے
دیکھ [illegible] گیا اور [illegible] - اسلئے کہ اب جنگ فن اور مکیدۃ اور خدیعۃ کی صورت اختیار
[illegible] تیاری رکھے جیسے [illegible] آخرت [illegible] فن نے اس قیمتی اور قابل فخر جوہر کو خاک میں ملا دیا ہے - ابتدائے اسلام میں
[illegible] خوب جانتا ہوں کہ [illegible] اسلئے یہی ضرورت پڑی تھی کہ دعوت اسلام کرنیوالے کا جواب اُن دنوں
ہو سکتی ہے - پس [illegible] تلوار سے دیا جاتا تھا اسلئے لاچار جواب الجواب میں تلوار سے کام لینا پڑا - لیکن اب
خاتمہ بالخیر میں [illegible] بلکہ قلم اور دلایل سے اسلام پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں
جورات کو [illegible] سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جاوے - اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو
قومیں بہت [illegible] کے بغیر [illegible] نہیں کہ قلم کا جواب تلوار سے دینے کی کوشش کرے -

یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ [illegible] زندیقی

[illegible] طاقت کر سکتی ہے - بہت [illegible] کی نہیں بلکہ قلم کی ہے - ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات
وارد کئے ہیں اور خوب لذیذ اور معقول [illegible] کی رو سے اللہ تعالےٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اُنسے
مجھ [illegible] تک [illegible] سائینس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اُترو اور اسلام کی
[illegible] مغلوب ہو جائے [illegible] یہی کہاؤں - میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا؟ یہہ تو
صرف [illegible] وہ ہیچمدان [illegible] اور اُسکی بیحد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ کو
[illegible] لکھوا [illegible] ہے - میں نے ایک وقت اُن اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر
ہمارے مخالفین نے کئے ہیں - اُن کی تعداد اُسوقت میرے خیال اور اندازہ میں تین ہزار ہوئی تھی - اور میں
سمجھتا ہوں کہ اب تو اور بھی تعداد بڑھ گئی ہوگی - کوئی یہہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اُسپر
تین ہزار اعتراض وارد ہو سکتا ہے - نہیں ایسا ہرگز نہیں - یہہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور ناواقفوں کی نظر

اعتراض ہیں۔ مگر میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا۔ وہاں یہ بھی غور کیا ہے
کہ ان اعتراضات کی تہ میں دراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں جو عدم بصیرت کی وجہ سے ان کو دکھائی نہیں
دیں۔ اور حقیقت میں یہ خدا تعالےٰ کی حکمت ہے کہ جہاں جہاں معترض اٹکا ہے وہیں [illegible] ف کا مخفی خزانہ
رکھا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں ان خزائن [illegible] اعتراضات
کا کیچڑ جو ان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اسے پاک صاف کروں [illegible] جوش
میں ہے کہ قرآن کریم کی ساحت عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ [illegible]

الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے [illegible]
ہو گی ہے کہ ہم اُنکے لئے قلم تھامنے کو تیار ہو جائیں۔ میں تمہیں کھول کر بتلاتا ہوں [illegible]
نام لیکر جنگ و جدال کا طریق جواب میں اختیار کرے تو وہ اسلام کا بدنام کرنے [illegible]
منشاء نہ بتا کر بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اٹھائی جاوے۔ اب لڑائیوں کی
فن کی شکل میں آکر دینی نہیں رہیں بلکہ دنیوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا [illegible]
کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے سب [illegible]
ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں۔ اور نفوس [illegible]
خدا تعالےٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک [illegible]
صرف قیل و قال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا [illegible]
لفظوں کو نہیں چاہتا۔ وہ تو حقیقی تقوے کو چاہتا اور سچی طہارت [illegible]
ان اللہ مع الذین التقوا والذین ہم محسنون ۝

ہم کو عقل سے بھی کام لینا چاہیے کیونکہ انسان عقل کی وجہ [illegible]
باتوں کے ماننے پر مجبور نہیں ہو سکتا۔ قوے کی برداشت اور حوصلہ سے بڑھکر کسی [illegible] تکلیف نہیں
اٹھوائی گئی۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ اس آیت سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام
ایسے نہیں جنکی بجا آوری کوئی کر ہی نہ سکے۔ اور نہ شرایع و احکام خدا تعالےٰ نے دنیا میں اسلئے نازل کیے کہ

اپنی بڑی فصاحت و بلاغت اور ایجادی قانونی طاقت اور چیستاں طرازی کا فخر انسان پر ظاہر کرے - اور یوں
پہلے ہی [illegible] لوگ گمان رکھا تھا کہ کہاں یہ ہو ضعیف انسان ہے اور کہاں کا ان حکموں پر عملدرآمد ہے؟ خدا جانے
اس [illegible] ہیلیوں اور [illegible] نباہ کرے - ہاں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں کوئی آدمی شریعت
کی [illegible] اطاعت بھی [illegible] بجز [illegible] نہیں سکتا - نادان اتنا نہیں جانتے کہ پھر خدا کو شریعت کے بھیجنے کی
[illegible] تو بھیجنے [illegible] خدا [illegible] گیا اور دو [illegible] اعتقاد میں گویا اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) پہلے نبیوں پر شریعت
[illegible] بھاری رکھے [illegible] آخرت کلا [illegible] ختم کیا - اصل میں خدا کی ذات پاک پر اس قسم کی عیب تراشی کی ضرورت
اسے خوب جانتا ہو [illegible] کی مہربت کے لیئے پیش آئی - مجھے حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے
ہو سکتی ہے - پس [illegible] بنیاد قائم کرنیکے لیئے اس بات کی بھی پروا نہیں کی کہ خدا کی ذات پر کس قسم کا
خاتمہ بالخیر میں [illegible]

جرات کو [illegible] ہو کر [illegible] تعلیم میں ہے کہ اسکا ہر ایک حکم معلل باغراض و مصالح ہے اور اسلئے جا بجا
قوتیں بہت [illegible] بغیر [illegible]
[illegible] خطاب - اور ایمان سے کام لیا جائے - اور قرآن اور دوسری
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] کتاب نے اپنی تعلیم کو عقل اور تدبر کی دقیق اور آزاد نکتہ چینی کی
اور طاقت کر سکتی ہے - بہت [illegible] خاموش کر چالاک اور گویا حامیوں نے اس شعور سے کہ انجیل کی تعلیم
وارد کیا [illegible] نے ہیں اور خوب لذیذ اور معقول [illegible] سے اپنے عقاید میں اس امر کو داخل کر لیا کہ تثلیث اور
مجھ [illegible] مسیح تک [illegible] بڑے [illegible] تہہ تک نہیں پہنچ سکتی - برخلاف اسکے فرقان حمید کی یہ تعلیم ہے -
روحانی [illegible] مغلوب ہو جا [illegible] ض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب
صرف سمجھا [illegible] وہ تہجد گذار [illegible] آیت یعنے آسمانوں کی بناوٹ اور زمین کی بناوٹ اور رات اور دن کا
آگے [illegible] دیکھو [illegible] اس اللہ کا صاف پتا دیتے ہیں جس کی طرف مذہب اسلام دعوت کرتا ہے
اس آیت میں کسقدر صاف حکم ہے کہ دانشمند اپنی دانشوں اور مغزوں سے بھی کام لیں اور جان لیں کہ اسلام کا
کا خدا ایسا گورکھ دھندہ نہیں کہ اسے عقل پر پتھر مار کر جبر منوایا جائے - اور صحیفہ فطرت میں کوئی بھی ثبوت
اسکے لیئے نہ ہو - بلکہ فطرت کے وسیع اوراق میں اسکے اسقدر نشانات ہیں جو صاف بتلانے میں کہ وہ ہے -

ایک ایک چیز اس کائنات میں اُس نشان اور تختہ کی طرح ہے جو ہر سڑک یا گلی کے سرے اُس سڑک یا محلہ یا
شہر کا نام معلوم کرنے کے لئے لگائے جاتے ہیں۔ خدا کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اور اس موجود ہستی کا پتہ ہی
نہیں۔ بلکہ مطمئن کر دینے والا ثبوت دیتی ہے۔ زمین و آسمان کی شہادت
ہستی کا ثبوت نہیں دیتیں۔ بلکہ اس خدائے احد الصمد لم یلد ولم یولد
خدا ہے۔ اور جسے اسلام پیش کرتا ہے۔ چنانچہ پادری فانڈر جس
مناظروں میں قدم رکھا اور اسلام پر نکتہ چینیاں کیں۔ اپنی کتاب
لکھتا ہے کہ "اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو جہاں تثلیث کی تعلیم نہ دی گئی ہو تو
مواخذہ تثلیث کے عقیدہ کی بناء پر ہوگا؟ پھر خود ہی جواب دیتا ہے کہ ان سے
سمجھ لو کہ اگر توحید کا نقش ہر ایک شئے میں نہ پایا جاتا۔ اور تثلیث ایک بناوٹی او
توحید کی بناء پر مواخذہ کیوں ہوتا؟ بات اصل میں یہ ہے کہ انسان کی فطرت
قالوا بلی نقش کیا گیا ہے۔ اور تثلیث سے کوئی مناسبت جبلت انسانی اور تما
قطرہ پانی کا دیکھو تو وہ گول لٹکتا ہے مثلث کی شکل میں نہیں لٹک
توحید کا نقش قدرت کی ہر چیز میں رکھا ہوا ہے۔ خوب غور سے
شکل میں توحید ہی ہوتی ہے۔ اسلئے کہ وہ جہت کو نہیں چاہتی
چنانچہ آگ کو دیکھو شکل ہی مخروطی ہے۔ اور وہ بھی کرویت اختیار
چمکتا ہے۔ زمین کو لو اور انگریزوں ہی سے پوچھو کہ اسکی شکل کیسی
طبعی تحقیقاتیں جہانتک ہوتی چلی جائینگی وہاں توحید ہی توحید نکلتی چلی
ان فی خلق السموات والارض الآیہ میں بتلاتا ہے کہ جس خدا
زمین آسمان دلائل سے بھرے پڑے ہیں۔ مجھے ایک حکیم کا مقولہ بہت ہی پسند آتا ہے کہ اگر کل کتابیں
دریا بُرد کر دیجاویں تو پھر بھی اسلام کا خدا باقی رہجائیگا۔ اسلئے کہ وہ مثلث اور کہانی نہیں۔ اصل میں
سچی بات وہی ہے جس کی صداقت کسی خاص چیز پر منحصر ہو کہ اگر وہ نہ ہو تو اسکا پتہ ہی نہ لگ سکے۔ قصہ کہانی کا

نفس نہ دل میں ہوتا ہے نہ صحیفۂ فطرت میں جب تک کسی پنڈت یا ندہے یا پادری نے یاد رکھا انکا
کوئی وجود ... دل حرف غلط کی طرح مٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون
پنڈتوں اور ... یہ سارا صحیفۂ قدرت کے مضبوط صندوق میں محفوظ ہے۔ کیا مطلب کہ
... انسان بھی ... جب ...
... میں ہے۔ اسکا وجود کاغذ دل تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ وہ ایک
... فطرت کہتے ہیں یعنے قرآن کی ساری تعلیم کی شہادت قانون قدرت کے
... اسکی تعلیم اور اسکی برکات کتھا کہانی نہیں جو مٹ جائیں۔
... مدارج یقین پر نہیں پہنچ سکتا۔ اسلئے الہام کی ضرورت پڑتی ہے جو تاریکی
ہو سکتی ہے۔ پس ... بن چراغ ہو کر مدد دیتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فلاسفر بھی محض
خاتمہ بالخیر میں ... خدا کو نہ پاسکے چنانچہ افلاطون جیسا فلاسفر بھی مرتے وقت کہنے لگا کہ میں
جو رات کو ... ایک مرغا ذبح کرو۔ اس سے بڑھکر اور کیا بات ہوگی۔ فلاطوں کی علاقی
قوتیں بہت ... اور اطمینان نہیں دے سکی جو مومنوں کو حاصل ہے۔ یہ خوب
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ...
... اور دلی استقامت کے لئے اشد ضروری ہے۔ میرے کہنے کا
... اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت ...
... یاد رکھو کہ جو عقل سے کام لیگا۔ اسلام کا خدا اسے ضرور ہی نظر
وار کھائے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی ...
... ان کے اجرام پر اسکا نام بڑے جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔
... بڑے ...
مجھ صبح تک ...
... کہ الہام الٰہی کی وقعت کو کھو بیٹھو جسکے بغیر نہ حقیقی تسلی اور نہ اخلاق
روحانی ... مسلوب ہو جاتے ...
... ہی نتائج اور سچا نور نجات کا حاصل نہیں کر سکتے۔ اسلئے کہ وہ
... سمجھا نیکہ وہ بچہ گزار ...
... ایسے لوگ جو عقل کے بندے ہو کر الہام کو فضول قرار دیتے ہیں۔ میں
... عقل سے ہی کام نہیں لیتے۔ قرآن کریم میں ان لوگوں کو جو عقل سے کام لیتے
ہیں اولو الالباب فرمایا ہے۔ پھر اسکے آگے فرماتا ہے۔ الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی
جنوبہم الایہ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے کہ اولو الالباب اور عقل سلیم
ہی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جلشانہ کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔ بدگمان نکرنا چاہیئے کہ عقل و دانش

ایسی چیزیں ہیں جو یونہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع
کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسیواسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے
صحیح فراست اور حقیقی دانش جیسا میں نے ابھی کہا کبھی نصیب نہیں ہو سکتی ... کامیاب
ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو۔ سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن ...
کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہا...
عقل سلیم سے کام لوگے اور تقوے کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پھر ا...
ہو جائیگی کہ ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا سبحانک فقنا عذاب ا...
اُسوقت سمجھ میں آجائیگا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور ...
طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔ خدا تعالےٰ نے مسلما...
مشرف نہیں فرمایا۔ بلکہ الہام کی روشنی اور نور بھی اُسکے ساتھ مرحمت فرمایا ...
نہیں چلنا چاہیے جو خشک منطقی اور فلاسفر چلانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ ...
روحانی قوا بہت ضعیف ہوتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف میں خدا ...
اولی الایدی و الابصار فرماتا ہے۔ کہیں اولی الال...
وہی لوگ پسند ہیں جو بصر اور بصیرۃ سے خدا کے کام اور کلام کو د...
باتیں بجز تزکیۂ نفس اور تطہیر قوائے باطنیہ کے ہرگز حاصل نہیں ...
حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو ہمتی پاکیزگی اختیار کرو عقل ...
خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھا...
کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم ...
اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی ... کچھ
فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنیوالے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلاکر ممبروں پر
چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دیکر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر نکرو

بدکاریوں سے بچو - مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں - اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں اُن کا اندازہ اس سے
کرلو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دلوں پر کیا نیک ہوتا ہے - اگر اس قسم کے لوگ علمی طاقت ہی رکھتے اور کہنے سے پہلے
خود کر [illegible] نیکیوں اور [illegible] لا تفعلون کہنے کی کیا ضرورت پڑتی ؟ - یہہ آیت ہی تبلاتی ہے کہ
ایک زمان بھی [illegible] جب [illegible] جو تم ہو اور ہیں - اور ہوں گے

تو سمجھ [illegible] گیا اور [illegible] یاد کرلو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے ہو اور علمی طاقت اُس میں نہ
[illegible] بھاری رکھے [illegible] آخرت کلام [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت ثابت ہوتی ہے
اسے خوب جانتا ہوں کہ [illegible] جو حصہ میں آئی اُسکی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں - اور یہہ سب اسلیے
ہو سکتی ہے - پس [illegible] کی مطابقت تھی -

خاتمہ بالخیر میں [illegible] اگر تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میری عصا ہو گئے ہو
جرات کو [illegible] ہو کر [illegible] الہام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم
قوتیں بہت [illegible] کے [illegible] کا وسیلہ ہو - اسلیے کہ آجکل عموماً جو نکی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کی
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ [illegible] آگاہی حاصل کریں تا کہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت
[illegible] طاقت کر سکتی ہے - بہت [illegible] ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے خلاف ہیں - وہ دراصل اپنی
[illegible] مارو کھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی [illegible] ہیں - اُن کے ذہن میں یہہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ
[illegible] صبح تک [illegible] اور وہ یہہ قرار دئیے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائینس اسلام سے
روحانی [illegible] مسلوب ہو جاتے [illegible] کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اسلیے اپنی اس
[illegible] سمجھا ہے کہ وہ [illegible] ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں - اُن کی روح فلسفہ [illegible]
[illegible] دیکھ [illegible] جاتی ہے - مگر وہ سچا فلسفہ اُن کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو
قرآن شریف [illegible] کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے - وہ اُن کو اور صرف اُن کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے
اپنے تئیں اللہ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں - جنکے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے
اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں

پس ضرور ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور علماء سے کام لینے کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو۔ اور بڑے
جد و جہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہہ بھی تجربہ ہے بطور اشتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ علوم ہی پر
یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل اللہ کی صحبت [illegible]
الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ بھی محو ہو کر کہیں کے ہو گئے۔ اور اسلام سے دور جا پڑے [illegible]
کی تابع کرتے۔ اہل اسلام کو علوم کے تحت لانے کی بے سود کوشش [illegible]
کے متکفل نہ تھے۔ مگر یاد رکھو کہ یہہ کام وہی کر سکتا ہے۔ یعنے دینی [illegible]
اپنے اندر رکھتا ہے۔ بات یہہ ہے کہ ان علوم کی تعلیمیں مادیت اور [illegible]
یہہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز تو حسن ظن کیوجہ سے جو اسکو [illegible]
پابند رہتا ہے۔ لیکن جوں جوں ادہر قدم بڑہاتا چلا جاتا ہے اسلام کو دور چھوڑتا جا[تا]
ہیں۔ اور حقیقت میں کچھ تعلق نہیں رہتا۔ یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہو [illegible]
میں منہمک ہونے کا۔ بہت سے قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو نہیں سمجھ [illegible]
مفید ہو سکتی ہے۔ جب محض دینی خدمت کی نیت ہو۔ اور کسی اہل دل [illegible]
صحبت سے فائدہ اٹھایا جاوے۔ میرا ایمان یہی کہتا ہے کہ اس ہر [illegible]
حملے الحاد کی زہر سے بھرے ہوئے علوم طبعی۔ فلسفی یا ہیئت دا[ن] [illegible]
کرنے کے لئے یا ان کا جواب دینے کے لئے اسلام اور آسمانی [illegible]
قیاسی دلایل کو کام میں لایا جاتا ہے جسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ ایسے [illegible]
کہیں دور جا پڑتے ہیں اور ایک چھپا ہوا الحاد کا پردہ لپیٹے ہوئے یہہ وا[ن] [illegible]
اپنا فضل نہ کرے وہ ہیئت کا جامہ پہن لیتا ہے اور وہی رنگ دل کو دیدیتا ہے

آجکل کے تعلیمیافتوں پر ایک اور بڑی آفت جو آکر ٹوٹ پڑی ہے وہ یہہ ہے کہ ان کو دینی [علم]
ہی نہیں ہوتا۔ پھر جب وہ کسی ہیئت دان یا فلسفہ دان کے اعتراض پڑہتے ہیں تو اسلام کی نسبت شکوک اور
وسواس ان کو پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ عیسائی یا دہریہ بنجاتے ہیں۔ ایسی حالت میں انکے والدین بھی انہیں

بڑا ظلم کرتے ہیں۔ کہ وہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے ذرا سا وقت بھی انکو نہیں دیتے۔ اور ابتدا ہی سے ایسے
دھندوں اور جھگڑوں میں ڈالتے ہیں جو انہیں پاک دین سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہ بات بھی غور کرنیکے
قابل [illegible] اسکے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے جب داڑھی نکل آئی
[illegible] پہیلیوں اور [illegible]
[illegible] جب [illegible] جاک ہوگا؟ طفولیت کا حافظہ بہت تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے دوسرے
[illegible] انسان بھی [illegible]
[illegible] تو سمجھ [illegible] صداق [illegible] گیا اور دو [illegible] مجھے خوب یاد ہے کہ بعض طفولیت کی باتیں تو ابتک یاد ہیں۔ لیکن
[illegible] کیاری رکھے [illegible] آخرت کا [illegible] ۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ
اسے خوب جانتا ہوں [illegible] یہی عمر ہونیکے باعث ایسے دلنشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے
[illegible]
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible]

خاتمہ بالخیر میں [illegible] اور [illegible] میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہیے کہ دینی تعلیم ابتدا ہی ہو۔ میری
جورات کو سندہ ہوکر [illegible] اب بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ اسکو پورا کرے۔ دیکھو تمہاری ہمسایہ قوموں یعنے
قومیں بہت [illegible] کے لئے [illegible] ثانی۔ کئی لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کر لیا۔ کالج کی عالیشان عمارت اور سامان
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ مسلمانوں [illegible] اگر ابھی حاصل [illegible] توجہ نہ کریں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت
[illegible] طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] ہے۔ "تخم تاثیر صحبت کا اثر" اسکے اول جزو پر کلام ہو تو ہو۔
[illegible] کھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی [illegible] اسپر زیادہ [illegible] تعلیم کو ضرورت نہیں۔ ہر ایک شریف
سمجھو صبح تک [illegible] بڑے [illegible] جانا۔ اور مسلمانوں جنکے کہ غوث و قطب کہلانے والوں کی اولاد کو
روحانیکہ مسلوب ہو جاتا [illegible] متعلق [illegible] علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے دیکھ چکے ہو۔ ان صحیح النسب
صرف [illegible] سمجھائیکہ وہ سجدہ گذار [illegible] حسنین رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں ہم نے کرسچن دیکھے ہیں۔ اور
[illegible] دیکھو [illegible] قسم قسم کے الزام (نعوذ باللہ) لگاتے ہیں۔ ایسی حالت میں بھی اگر کوئی
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور غیرت نہیں رکھتا تو اس سے بڑھکر ظالم اور کون ہوگا؟
اگر تم اپنے بچوں کو عیسائیوں۔ آریوں۔ اور دوسروں کی صحبت سے نہیں بچاتے یا کم از کم نہیں بچانا چاہتے تو یاد رکھو
نہ صرف اپنے اوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظلم کرتے ہو۔ اور بڑا بھاری ظلم کرتے ہو۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ

گویا تمہیں اسلام کی کچھ غیرت نہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت تمہارے دل میں نہیں۔ ذرا سمجھو اور سوچو۔ خدا کیواسطے عقل سے کام لو۔ اور اسلئے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو۔ راستباز اور متقی بنو۔ پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نور لاتی ہے۔ لیکن وہ جوہر قابل [illegible] کا قانون وہی قانون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان [illegible] گلزار بنتی ہے اور کہیں کلّر شورہ جھاڑیاں ہی اگتی ہیں۔ اور کہیں [illegible] گوہر شاہوار بنتا ہے۔ بقول کسے ؏ در باغ لاله روید و در شوره بوم خس [illegible] کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ اکثر ضرر اور نقصان ہوتا ہے۔ اسلئے آسمان [illegible] کیا جاتا ہے۔ اُسکے قبول کرنے اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کو تیار ہو جاؤ تاکہ الہیٰ [illegible] نہیں سکتی وہ اُسکو ضایع کر دیتی ہے تم بھی باوجود نور کے ہوتے تاریکی میں [illegible] گر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ ماں مہربان سے بھی بڑھکر مہربان ہے۔ وہ نہ [illegible] وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے۔ مگر تم اُن پر قدم نہ رکھنے [illegible] جب تک ہل چلا کر طیار نہیں کیجاتی تخم ریزی اُسمیں نہیں ہوتی [illegible] نہیں ہوتا۔ پاک عقل آسمان سے اُتر نہیں سکتی۔ اس زمانہ میں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کہا کر ایک انسان کو جو تم [illegible] اُن کو بلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہوتا اور دین کے [illegible] ہیں نہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا۔ مگر اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف میں [illegible] تو نیں لگی ہوئی ہیں۔ مجھے یاد ہے اور **براہین احمدیہ** میں بھی میں [illegible] چھ کروڑ کتابیں تصنیف اور تالیف ہو کر شایع کی گئی ہیں عجیب بات ہے کہ ہندو [illegible] اور اسلام کے خلاف کتابوں کا شمار بھی اُسیقدر۔ اگر اُس زیادہ تعداد کو جواب تک ان تصنیفات میں [illegible] چھوڑ بھی دیا جائے۔ تو بھی ہماری مخالف ایک ایک کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں دیکھتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت نہوتا۔ اور انا له لحافظون اُسکا وعدہ صادق نہوتا تو یقیناً سمجھو کہ اسلام آج دنیا سے اُٹھ جاتا۔

اور اسکا نام ونشان تک مٹ جاتا۔ مگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا کا پوشیدہ ہاتھ اسکی حفاظت کر رہا ہے۔ مجھے
افسوس اور رنج اسبات کا ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان کہلاکر نڈلے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کا فکر نہیں کرتے۔ اور جبکہ گز[illegible]
بازیچہ پنچیلیوں اور [illegible] ایک مرتے وقت لکھو کھا روپیہ عیسائی دین کی ترویج اور اشاعت کیلئے
دیجاتا [illegible] بھی [illegible] ہم کو عیسایت کی اشاعت میں صرف کرنا تو ہم روز دیکھتے ہیں ہزارہا
ہوتا تو ہم [illegible] گیا اور دو [illegible] طرح بن پڑے نقد ایمان چھینتی پھرتی ہیں۔ مسلمانوں میں سے
[illegible] تیاری رکھے [illegible] آخرت [illegible] بھی اشاعت اسلام کے لئے وصیت کر مرا ہو۔ ہاں شادیوں اور نیاز
اسے خوب جانتا ہوں کہ [illegible] لیکر بھی دل کھول کے فضولخرچیاں کی جاتی ہیں۔ مگر خرچ کرنیکے لئے
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] افسوس!! افسوس!!۔ اس سے بڑھکر اور مسلمانوں کی حالت قابل رحم کیا ہوگی؟
خاتمہ بالخیر میں فتنہ [illegible] نتیجہ بداعمال ہوتا ہے۔ اسلام کے لئے خدا تعالےٰ کا قانون قدرت ہے کہ ایک
جو رات کو سندہ ہوکر [illegible] ہے۔ مجھے یاد آیا **تذکرة الاولیا** میں مینے پڑھا تھا کہ ایک آتش پرست بڈھا
قوتیں بہت [illegible] جو آگ لگی تو وہ اس جھڑی میں کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] تو کیا کرتا ہے۔ اسنے جواب دیا کہ بھائی! چھ سات روز
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] اسنے کہا کہ تو عبث حرکت کرتا ہے۔ تو کافر ہے۔ تجھے اجر
وار دکھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی [illegible] صاحب فرماتے ہیں کہ میں حج کو گیا تو دور سے کیا دیکھتا
مجھے صبح تک خوا[illegible] مجھے تعجب ہوا۔ اور جب میں آگے بڑھا تو پہلے وہی بولا۔ کیا میرا
روحانیکے متعلق [illegible] مغلوب ہو جاتی [illegible] خیال کرنا چاہئیے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک کافر کی نیکی کا اجر بھی
صرف [illegible] مسجائیکہ وہ تہجد گذار [illegible] اجر ضایع کر دیگا۔ مجھے ایک صحابی کا ذکر یاد آیا کہ اسنے کہا یا رسول اللہ
[illegible] دیکھو [illegible] جو کفر کے زمانہ میں بہت سے صدقات کیئے ہیں کیا انکا اجر مجھے ملیگا آپنے فرمایا کہ
وہی صدقات تو تیرے اسلام کا موجب ہو گئے ہیں۔ نیکی ایک زینہ ہے اسلام اور خدا کی طرف چڑہنے کا۔ لیکن
یاد رکھو کہ نیکی کیا چیز ہے۔ شیطان ہر ایک راہ میں لوگوں کی راہزنی کرتا اور ان کو راہ حق سے بہکاتا ہے۔ مثلاً
برات گھوڑی نیار [illegible] گئی۔ اور مجکو باسی بچ رہی۔ مین کھانے کے وقت کہ اسکے سامنے اپنے اپنے بانو رکھی ہیں

ابھی لقمہ نہیں اٹھایا کہ دروازہ پرآ کر فقیر نے صدا کی اور روٹی مانگی۔ کہا کہ باسی روٹی سائل کو دیدو۔ کیا

یہ نیکی ہوگی؟ باسی روٹی تو پڑی ہی رہتی تھی تم پسند سے کیوں کہانے لگے ہو [illegible] ماتا ہے۔

[illegible] ولیطعمون الطعام علے حبہ مسکیناً و [illegible]

[illegible] یہ بھی معلوم رہے کہ طعام کہتے ہی پسندیدہ طعام کو ہیں۔ سڑا ہوا باسی [illegible]

[illegible] میں سے جسمیں ابھی تازہ کہانا اور لذیذ اور پسندیدہ رکہا ہوا [illegible]

[illegible] پر لکال کردے تو یہ تو نیکی ہے۔ بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ [illegible]

[illegible] کر سکتا نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہہ امر ذہن نشین کرلو کہ نکمی [illegible]

[illegible] داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نص صریح ہے۔ لن تنالوا البر حتے تنفقو [illegible]

[illegible] عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نکروگے اسوقت تک [illegible]

[illegible] مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں [illegible]

[illegible] ہو سکتے ہو؟ کیا صحابہ کرام مفت میں اُس درجہ تک پہنچ گئے جو [illegible]

[illegible] کرنے کے لئے کسقدر فاقہ اجا اور تکلیفیں برداشت کرنی [illegible]

[illegible] جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی ملتا۔

[illegible] جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولا کریم کی رضامندی [illegible]

[illegible] بات یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا [illegible]

[illegible] عارضی تکلیفیں برداشت کی جاویں خدا ٹھگا نہیں جاتا۔ مبارک [illegible]

[illegible] لئے تکلیف کی پروا نکریں۔ کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی [illegible]

ملتی ہے۔

میں کہول کر کہتا ہوں کہ جب تک ہر بات پر اللہ تعالیٰ مقدم نہو جاوے اور دل پر نظر ڈالکر دیکھ [illegible]

سکے کہ یہہ میرا ہی ہے۔ اُس وقت تک کوئی آدمی سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایسا آدمی تو آل دعرفِ عام کر

طور پر مومن یا مسلمان ہے۔ جیسے چوہڑے کو بھی مصلی یا مومن کہہ دیتے ہیں۔ مسلمان وہی ہے جو اسلم وجہہ للّٰہ [illegible]

مصداق ہوگیا ہو۔ وجہ مونہہ کو کہتے ہیں۔ مگر اسکا اطلاق ذات اور وجود پر بھی ہوتا ہے۔ پس جس نے سدی طاقتیں [illegible] کر جسمیں رکھدی ہوں وہی سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ مجھے یاد آیا کہ ایک مسلمان نے [illegible] کسی [illegible] پہلیوں اور [illegible] [illegible] ہوجا۔ مسلمان خود فسق و فجور میں مبتلا تھا۔ یہودی نے اُس فاسق [illegible] تمہاں بھی [illegible] اور تو اس بات پر مغرور نہو کہ تو مسلمان کہلاتا ہے۔ خدا تعالے [illegible] تو سمجھ [illegible] مصداق [illegible] گیا اور دو [illegible] یہودی نے ایک قصہ بیان کیا کہ میں نے اپنے لڑکے کا نام خالد [illegible] بیماری رکھے جب [illegible] آخرت کو [illegible] گاڑنا پڑا۔ اگر صرف نام ہی میں برکت ہوتی تو وہ کیوں مرتا ہے؟ [illegible] اسے خوب جانتا ہوں [illegible] [illegible] مسلمان ہے تو وہ جواب دیتا ہے الحمد للہ۔ پس یاد رکھو کہ صرف لفظی [illegible] ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] تک کہ عمل نہو۔ اور باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں چنانچہ خاتمہ بالخیر میں [illegible] کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔

جرات کو [illegible] ہو کر [illegible] اپنے مقصد کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ یعنے صابروا و رابطوا۔ قوتیں بہت [illegible] ضروری ہے تاکہ وہ حد سے نہ نکلنے پاوے۔ اسیطرح تم بھی تیار رہو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] پہنچائے۔ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اگر تم اسلام [illegible] طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] اور طہارت اختیار کرو۔ جس سے خود تم خدا تعالی کی پناہ [illegible] مار دیکھائے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی [illegible] کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی [illegible] ہجو [illegible] تک خوار [illegible] انکو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری روحانی [illegible] مغلوب ہو جائے [illegible] ہو گئی۔ تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو [illegible] ہوجائیکہ وہ بہجد گذار [illegible] اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔

[illegible] اور امتیازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جس سے اسلام کو داغ لگجاوے۔ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نکرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔ کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے موریوں اور گندے نالوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اسپر ہنستے ہیں۔

اب اُسکا ایسا خلاف شرع فعل اُسکی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ در پردہ اُسکا اثر نفس اسلام تک
پہنچتا ہے۔ مجھو ایسی خبریں یا جیلخانوں کی رپورٹیں پڑھکر سخت رنج ہوتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ اسقدر
مسلمان بدعملیوں کی وجہ سے مورد عتاب ہوئے۔ دل بیقرار ہو جاتا ہے کہ یہہ لوگ جو صراط مستقیم پر کہتے ہیں۔ اپنی
بدعملیوں سے اپنے آپ کو ہی نقصان نہیں پہنچاتے۔ بلکہ اسلام پر بھی [illegible]
گذشتہ مردم شماری کے وقت مسٹر ایبٹسن صاحب نے اپنی رپورٹ [illegible]
اسکی یہہ ہے کہ مسلمان لوگ مسلمان کہلاکر اُن ممنوعات اور منہیات [illegible]
بلکہ باعث اسلام کو مشکوک کردیتے ہیں۔ پس اپنے چال چلن اور اطوار [illegible]
اسلام پر ہوتی ہے انکتہ چینی کرنے کا موقع نہ ملے۔

تمہارا اصل شکر تقوے اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان پیدا ہونے پر الحمد للہ کہہ [illegible]
اگر تمنے حقیقی سپاس گذاری یعنے طہارت اور تقوے کی راہیں اختیار کرلیں [illegible]
کہ تم سرحد پر کہڑے ہو کوئی غیر غالب نہیں آسکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک [illegible]
تہا۔ اور جو ایک متعصب ہندو تہا۔ بتلایا کہ امرتسر اکسی جگہ [illegible]
نماز پڑہا کرتا تہا۔ اور بظاہر ہندو تہا۔ میں اور دیگر ساری ہندو [illegible]
نے ملکر ارادہ کرلیا کہ اسکو موقوف کرائیں۔ اور سب سے زیادہ [illegible]
کی کہ اُسنے یہہ غلطی کی ہے اور یہہ خلاف ورزی کی ہے۔ [illegible]
کرلیا ہوا تہا کہ اسکو ضرور موقوف کرائینگے۔ اور اپنے اس ارادہ [illegible]
بہی جمع کر لی تہیں۔ اور میں وقتاً فوقتاً ان نکتہ چینیوں کو صاحب [illegible]
اگر بہت ہی غصہ ہوکر اسکو بلا بہی لیتا تہا تو جب وہ سامنے آجاتا گویا آگ [illegible]
نرمی سے فہمایش کر دیتا۔ گویا اس سے کوئی قصور سرزد ہی نہیں ہوا۔
دوسرے طرح پر بہی پڑتا ہے۔ اور خدا تعالے متقیوں کو ضایع نہیں کرتا۔ میں نے ایک [illegible]
سید عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں۔ اُن کا نفس بڑا مطہر تہا

ایکبار اُنہوں نے والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے بہت برداشتہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی پیشوا تلاش کروں
جو مجھے حقیقت اور الطمینان کی راہیں دکھلائے۔ والدہ نے جب یہ کہا کہ بیٹا اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔ اسکی بات کو مان لیا
اور کہا [illegible] اچھا یہ کہکر اندر گئی اور اسی مہریں جو اُسنے جمع کی ہوئی تھیں اُٹھا لائی اور
[illegible] تھیلیوں اور [illegible]
کہا [illegible] عثمان بھی [illegible] جب [illegible] ان چالیس مہریں تیری ہیں۔ اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی۔
ہوتا تو سمجھ [illegible] گیا اور دو [illegible] ہوں۔ یہہ کہکر چالیس مہریں لے کر اُنکی بغل کے نیچے پیرہن میں
تمہاری رکھے جیب [illegible] آخرت کا [illegible]۔ اور عند الضرورت اپنے صرف میں لانا۔ سید عبد القادر نے
اسے خوب جانتا ہوں [illegible] نے کہا بیٹا جھوٹ نہ بولنا۔ اس سے بڑی برکت ہوگی۔ اتنا سنکر آپ
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] جنگل میں سے ہوکر آپ چلے اُس میں چند قزاق راہزن رہتے تھے
خاتمہ بالخیر میں فتح [illegible] جب آپ دور سے اُنپر بھی اُنکی نظر پڑی۔ قریب آئے تو اُنہوں نے ایک
جرات کو سندہ ہوکر [illegible] سے کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ یہہ ابھی تازہ نصیحت سنکر آئے تھے
تو میں بہت [illegible] چالیس مہریں میری بغل کے نیچے ہیں جو میری ماں نے کیسہ کیطرح
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] نے جب پوچھا اُنکو یہی جوابدیا۔ الغرض ہر ایک چور کو
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] کہ بابا یہی کہتا ہے امیر نے کہا اچھا اسکا کپڑا دیکھو تو سہی
وار دکھانے میں اور خوب لذیذ اور مقو[illegible] ہوئے کہ یہہ عجیب آدمی ہے۔ ہم نے کبھی ایسا آدمی نہیں
مجھو صبح تک خراب [illegible] ہے مال کا پتا دیدیا؟ آپ نے کہا کہ میں خدا کے دین کی
روحانیت کے منسوب ہو جاتے [illegible] کہ جھوٹ نہ بولنا۔ یہہ پہلا امتحان تھا۔ جھوٹ کیونکر بولتا۔
صرف سمجھایگا وہ تہجد گذار [illegible] اسبار بھی خدا کا کہنا نہ مانا۔ چوروں نے کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص
[illegible] تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اور توبہ کرتا ہوں۔ امیر جب [illegible] نے بھی
[illegible] پایا" اس واقعہ کو سمجھتا ہوں۔ الغرض سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ

پہلے بیعت کرنیوالے چور ہی تھے۔ اسی لیئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اصبروا
صبر ایک نقطہ کیطرح پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر دائرہ کی شکل اختیار کر کے سب پر محیط ہو جاتا ہے۔ آخر مدعا تو یہی

اُسکا اثر پڑتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ انسان تقوے کو ہاتھہ سے نہ دے۔ اور تقوے کی راہوں پر مضبوط قدم
مارے کیونکہ متقی کا اثر ضرور پڑتا ہے اور اُس کا رعب مخالفوں کے [illegible] ہے۔ تقوے
کے بہت سے اجزا ہیں۔ عجب۔ خود پسندی۔ مال حرام سے پرہیز [illegible] جو
شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اسکے دشمن بھی دوست ہو جاتے [illegible]
ھے احسن۔

اب خیال فرمائیے! یہہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس [illegible]
گالی دے تو اُسکا جواب گالی سے نہ دو بلکہ صبر کرو۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ وہ [illegible]
اور شرمندہ ہوگا۔ اور یہہ سزا اُس سزا سے کہیں بڑھکر ہوگی جو انتقا[م] [illegible]
ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے۔ لیکن انسانیت [illegible]
خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی [illegible]

ع لطف کن لطف کہ بیگانہ شود [illegible]

فاسق آدمی جو انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ پر [illegible]
پر تھے۔ اُن کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا۔ اور نہ [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو ہی دیکھکر اُن کی [illegible]
ہیں جو ہزاروں معجزات نہیں کر سکتے الاستقامت فو[ق الکرامت] [illegible]
خود دیکھہ لو کہ استقامت کیا کرشمہ دکھاتی ہے۔ بلکہ کرامت کی [illegible]
آجکل کے زمانہ میں۔ لیکن اگر یہہ لگجاوے کہ کوئی با اخلاق [illegible]
وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ اخلاق حمیدہ کی زد اُن لوگوں پر بھی پڑتی ہے [illegible]
اور تسلی نہیں پا سکتے۔ یہہ بات بھی ہے کہ بعض لوگ ظاہری معجزات اور خوارق دیکھکر ایمان لاتے ہیں
اور بعض حقایق اور معارف کو دیکھکر۔ اور اکثر وہ ہیں جنکی ہدایت اور تسلی کا موجب یہی اخلاق فاضلہ اور التفات
ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی لئے ہر ایک قسم کے خوارق اور معجزات حاصل تھے ہم انکی شان میں بیان

کرتے ہیں [illegible] انھیں بجملہ خود معجزات ملینگے ہر سہ اقسام کے معجزات مجموعی طور پر آپ ہی کا حصہ ہے - ظاہری خوارق
[illegible] کی تعداد تین ہزار سے بھی زیادہ ہے اور معارف اور حقایق کے معجزات سو تو
[illegible] بھی [illegible] تازہ اور نئے ہیں - بلحاظ خلاقی معجزات کے خود اس مقدس نبی علیہ الصلوۃ
[illegible] تو سمجھ [illegible] گیا اور دو [illegible] م کا مصداق ہے - قرآن کریم اپنے اعجاز کے ثبوت میں ان کنتم فی ریب
[illegible] من مثلہ کہتا ہے - یہہ معجزات روحانی ہیں جس طرح وحدانیت کے دلائل
[illegible] فصاحت - بلاغت بھی انسان اُسکی مثل بنانے پر قادر نہیں - دوسرے مقام پر
ہو سکتی ہے - پس [illegible] الانس لا یاتون بمثل ہذا القرآن
خاتمہ بالخیر میں فتح [illegible] کوئی یہہ خیال نکرے کہ یہہ مسلمانوں کا زعم اور خیال ہے - آجکل کے نیچری نہیں بلکہ
جرات کو [illegible] ہو کر [illegible] القرآن کا معجزہ ہے - سید احمد نے بھی ٹھوکر کہائی ہے - اور وہ اُسکی فصاحت و بلاغت کو
قوتیں بہت [illegible] نہیں تو ہم کو افسوس ہوتا ہے کہ سید احمد نے معجزات سے انکار کیا ہے سید صاحب
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] سمجھتے ہیں کہ ایک معمولی درجہ کا آدمی یا اعلیٰ درجہ کا آدمی بھی نظیر
اور طاقت کر سکتی ہے - بہت [illegible] نہیں جانتے کہ قرآن لانے والا وہ شان رکھتا ہے کہ [illegible]
وار دکھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقو[illegible] اب جس میں سینکڑوں کتابیں اور ساری [illegible] موجود ہیں - کتاب ہے
مجموع تک [illegible] ج انسان قابل تقلید سمجھتا ہے - قرآن شریف ایسی حکمتوں اور معارف کا
روحانی کہ مسلوب ہو جاتے [illegible] اسکے اندر نہیں - ہر ایک چیز کی تفسیر وہ خود کرتا ہے - اور ہر ایک قسم کی
صرف سمجھا یگا وہ تہجد گذار [illegible] موجود ہے - وہ ہر پہلو سے نشان اور آیت ہے - اگر کوئی انکار کرے تو ہم ہر پہلو پر
[illegible] دکھلانے کو تیار ہیں - آجکل توحید اور ہستی الٰہی پر بہت زور آور حملے ہو رہے ہیں -
عیسائیوں نے بھی بہت کچھ زور مارا اور لکھا - لیکن جو کچھ کہا اور لکھا وہ اسلام کے خدا کی بابت ہی لکھا -
نہ کہ ایک مردہ مصلوب اور عاجز خدا کی بابت - ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وجود پر
قلم اٹھائیگا اسکو آخرکار اُسی خدا کی طرف آنا پڑیگا جو اسلام نے پیش کیا ہے - کیونکہ صحیفہ فطرت کے ایک ایک
پتہ میں اسکا پتا ملتا ہے - اور بالطبع انسان اُسی خدا کا نقش اپنے اندر رکھتا ہے - غرض عیسائیوں کا قدم

جب اٹھیگا وہ اسلام ہی کے میدان کیطرف اٹھیگا - یہہ بہی تو ایک عظیم الشان اعجاز ہے - اگر کوئی قرآن کریم کے
اس معجزہ کا انکار کرے تو ایک ہی پہلو میں ہم لوگوں کو آزماتے ہیں [illegible]
اور سائنس کے زمانہ میں ایسا مدعی خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلایل لکھے [illegible] دینگے
اور اگر توحید الٰہی کی نسبت دلایل قلمبند کرے تو وہ سب دلایل [illegible]
وہ ویسے دلایل کا دعوے کرکے لکھیں کہ یہہ دلایل قرآن [illegible]
لکھے جن کی نسبت انکا خیال ہو کہ وہ قرآن کریم میں نہیں تو ہم [illegible]
فیہا کتب قیمہ کیسا سچا اور صاف ہے - اور یا اصل اور فطرتی مذہب کی [illegible]
قرآن کریم کا اعجاز ثابت کرکے دکہا دینگے - اور بتلا دینگے کہ تمام صدہا تفسیر [illegible]

الغرض قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ ہر ایک قسم کو معارف [illegible]
کرنے کے لئے میں پہر کہتا ہوں کہ اسی قوت قدسیہ کی ضرورت [illegible]
الا المطہرون۔

ایسا ہی فصاحت بلاغت میں مثلاً سورہ فاتحہ [illegible]
مقاصد اسنی جو اس ترکیب میں موجود ہیں - لیکن نہیں [illegible]
خواہ قل ہو اللہ ہی کیوں نہو - جسقدر نرمی - ملاطفت کی [illegible]
دوسرا بیان نہ کر سکیگا - یہہ بہی اعجاز قرآن ہی ہے - [illegible]
یا سبع معلقہ کو بے نظیر اور بے مثل کہتے ہیں - اور اسطرح پر قرآن کریم [illegible]
سمجہتے ہیں کہ اول تو حریری کے مصنف دکہیں لکہے بے نظیر ہونیکا دعوے [illegible]
فصاحت کا قایل تہا - ان باتوں کو چہوڑکر وہ راستی اور صداقت کو ذہن میں نہیں [illegible]
طرف جاتے رہے ہیں - وہ کتابیں حق اور حکمت سے خالی ہیں - اعجاز کی خوبی اور وجہ تو یہی ہے کہ ہر رعایت کو زیر نظر
رکہے - فصاحت بلاغت کو بہی ہاتہہ سے جانے نہ دے - صداقت اور حکمت کو بہی نہ چہوڑے - یہہ معجزہ قرآن شریف ہی کا
ہے جو آفتاب کیطرح روشن ہے جو ہر پہلو سے اپنے اندر اعجازی طاقت رکہتا ہے - انجیل کیطرح نری زبانی ہی

جمنوچ نہیں۔ کہ "ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی پھیر دو" یہ لحاظ اور خیال نہیں کہ یہ
تعداد کہنے [illegible] تہا ہے۔ اور انسان کی فطرت کا لحاظ اسمیں کہاں تک ہے؟ اسکے مقابل میں
[illegible] پہیلیوں اور [illegible] ان کے خیالات ایسے ہر پہلو پر قادر نہیں ہو سکتے۔ اور ایسی مکمل اور
[illegible] انسان بھی [illegible] نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہزار آدمی ہمارے سامنے سکین ہوں
[illegible] ہو تو سمجھے [illegible] گیا اور دو [illegible] خیال تک بھی نہ کریں۔ اسی طرح انجیل ایک ہی پہلو پر پڑی ہے
[illegible] اختیاری رکھے [illegible] آخرت کا [illegible] نہیں رہا۔ ہم یہ انجیل پر الزام نہیں دیتے۔ یہ یہودیوں کی شامت اعمال کا
اسے خوب جانتا ہوں [illegible] ان کے ہی موافق انجیل آئی۔ "جیسی روح ویسے فرشتے" اسمیں کسیکا کیا قصور؟
[illegible] ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] سے مختص المقام والزمان اور مختص القوم۔ جیساکہ انگریزی قوانین مختص المقام اور
خاتمہ بالخیر میں [illegible] ہر وقت ان کا اثر نہیں رہتا۔ اسیطرح انجیل بھی ایک مختص قانون ہے جو عام نہیں
جرات کو بندہ ہو کر [illegible] وہ قیامت تک ایک ہی لاتبدیل قانون ہے اور ہر قوم اور ہر وقت کیلئے
قوتیں بہت [illegible] شئے الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم یعنی
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] ہیں۔ انجیل کی ضرورت اسیقدر تہی۔ اسلئے انجیل کا خلاصہ
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] نہیں سارے زمانہ کی اصلاح۔ قرآن کا مقصد تہا وحشیانہ حالت
مار دیکھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقو [illegible] تا شرعی حدود اور احکام کے ساتھ مرحلہ طے ہو۔ اور پھر باخدا انسان
[illegible] صبح تک [illegible] متعلق [illegible] یہ نکتہ یہودیوں۔ طبیعیوں۔ آتش پرستوں اور مختلف اقوام میں
روحانی بکلی مسلوب ہو جاتی [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعلام الٰہی سبکو مخاطب کرکے کہا۔
[illegible] چہ جائیکہ وہ تہجد گذار [illegible] الیکم جمیعا۔ اسلئے ضروری تہا کہ قرآن شریف ان تمام تعلیموں کا جامع
[illegible] ہی نہیں۔ اور ان تمام صداقتوں کو اپنے اندر رکہتا جو آسمان سے مختلف اوقات
میں مختلف نبیوں کے ذریعہ زمین کے باشندوں کو پہنچائی گئیں تہیں۔ قرآن کریم کے مدنظر تمام نوع انسان تہا
نہ کوئی خاص قوم اور ملک اور زمانہ اور انجیل کا مدنظر ایک خاص قوم تہی۔ اسلئے مسیح علیہ السلام نے بار بار کہا کہ
"میں اسرائیل کی گم گشتہ بہیڑوں کی تلاش میں آیا ہوں"۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کیا لایا؟

وہی تو ہے جو توریت میں ہے۔ اسی کوتاہ نظری نے بعض عیسائیوں کو عدم ضرورت قرآن جیسے رسایل لکھنے پر
دلیر کر دیا۔ کاش وہ بھی دانائی اور حقیقی فراست سے حصہ رکھتے تا وہ بھٹک جاتے۔ [illegible] توریت میں
لکھا ہے کہ تو زنا نکر۔ ایسا ہی قرآن میں لکھا ہے کہ زنا نکر۔ قرآن توحید کھ [illegible]
پرستش سکھلاتی ہے۔ لیکن فرق کیا ہوا؟ بظاہر یہہ سوال بڑا پیچ [illegible]
کیا جاوے تو وہ گھبرا جاوے۔ اصل بات یہہ ہے کہ اس قسم کے باریک اور پیچ [illegible]
خاص فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی تو قرآنی معارف ہیں جو اپنے لیے [illegible]
قرآن اور توریت میں تطابق ضرور ہے۔ اس سے ہم کو انکار نہیں۔ لیکن تور [illegible]
دلایل براہین اور شرح نہیں ہے۔ لیکن قرآن کریم نے معقولی رنگ کو لیا ہے [illegible]
استعدادیں وحشیانہ رنگ میں تہیں۔ اسلئے قرآن نے وہ طریق اختیار کیا جو عبا [illegible]
جو بتلاتا ہے کہ اخلاق کے مفاد یہہ ہیں۔ اور نہ صرف مفاد اور منافع کو بیان [illegible]
براہین کے ساتھہ ان کو پیش کرتا ہے۔ تاکہ عقل سلیم سے کام لینے وا [illegible]
میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ قرآن کے وقت استعدادیں معقولیہ [illegible]
وحشیانہ حالت تہی۔ آدم سے لیکر زمانہ ترقی کرتا گیا تہا۔ اور [illegible]
میں یہ زمانہ ستدیرہ ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ما کان محمد [illegible]
خاتم النبیین۔

ضرورتیں نبوت کا انجن ہیں۔ ظلمانی راتیں اس نور کو کھینچتی ہیں [illegible]
کے موافق نبوت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور جب قرآن کے زمانہ تک پہنچا تو [illegible]
ہوگئیں اس سے لازم آیا کہ آپ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہے [illegible]
یہی ہے کہ قرآن نے دلایل پیش کیے ہیں جنکو توریت نے مس تک نہیں کیا۔ دوسرا [illegible]
صرف بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے اور دوسری قوموں سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں رکھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ
دلایل و براہین پر اسنے زور نہیں دیا۔ کیونکہ توریت کے زیر نظر کوئی فرقہ دہریہ۔ فلاسفیہ اور براہمہ کا نہ تہا۔

قرآن نے چونکہ کل ملل اور فرقوں کو زیر نظر رکھ لیا تھا۔ اور تمام ضرورتیں اس تک پہنچکر ختم ہو گئی تھیں۔ اسلئے
قرآن نے عقاید کو بھی اور احکام عملی کو بھی مدلل کیا۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے۔ قل للمومنین یغضوا من
الصا[illegible] یں سے کہدو کہ اپنے ستر کو آنکھ پھاڑ کر نہ دیکھیں اور باقی تمام فروج
[illegible] پلکیوں اور [illegible] نیم خوابیدہ ہو تا کہ غیر محرم عورت کو دیکھکر فتنہ میں نہ پڑے۔
[illegible] عثمان بھی [illegible] ہر فتنہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اسلئے عام طور پر فرمایا کہ تمام مومنوں کو
[illegible] صداق [illegible]
[illegible] تو بھبھ [illegible] گیا اور دو [illegible] کی لھم یہہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے۔ اور یہ طریق
[illegible] گیاری رہے [illegible] آخرت کلاں [illegible]
سے خوب جانتا ہو [illegible] لے ہو تو بدکاروں میں نہ ہوگے۔
[illegible] ن بیان [illegible]
[illegible] گو جو توریت میں بھی اپنے لفظوں اور اپنے مفہوم پر بیان ہوا۔ کیسا فرق
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] کے ساتھہ موکد کرکے بیان فرمایا۔ یہی تو قرآنی اعجاز ہے کہ وہ اپنے پیرو کو
خاتمہ الحکم میں [illegible]
[illegible] دلایل اور براہین بھی خود ہی بیان کرکے اسے مستغنی کر دیتا ہے۔
جورات کو [illegible] ندہ ہو کر [illegible]
[illegible] لکھا ہے۔ اور ہر حکم کے جداگانہ دلایل دیئے ہیں۔ غرض یہہ دو بڑے
قوتیں بہت [illegible] کے بغیر [illegible] کہ میں طریق استدلال نہیں۔ دعوے کی دلیل خود تلاش کرنی
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible]
[illegible] سے مدلل کرتا ہے۔ اور پھر پیش کرتا ہے۔ اور خدا کے
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible]
[illegible] ہو کر سر تسلیم خم کرنیکی صدا لگواتا ہے۔ نہ کسی جبر و اکراہ سے
مار دیکھا نے ہیں اور خوب لذیذ اور مقو[illegible]
[illegible] یادرت۔ توریت کا مخاطب خاص گروہ ہے۔ اور قرآن کے مخاطب
مجھو صبح تک خوا[illegible]
[illegible] کے متعلق [illegible] توریت اور قرآن کیونکر ایک ہو جائیں اور توریت کی جیسے
روحانی کے [illegible] سلوب ہو جاتے [illegible]
[illegible] جب کہتا ہے کہ تو زنا نہ کر تو کل بنی نوع انسان اسکا مفہوم ہوتا ہے۔
صرف [illegible] ہو جائیگہ وہ تہجد گذار [illegible]
[illegible] تو اسکا مخاطب اور مشار الیہ وہی قوم بنی اسرائیل ہے۔ اس سے بھی محدود
[illegible] مرفہ اندیش اور غدار سے دل ہو تو توریت اور قرآن میں یہہ بھی ایک فرق عظیم ہے
کہ قرآن جسمانی اور روحانی خوارق ہر قسم کے اپنے اندر رکھتا ہے۔ مثلاً شق القمر کا معجزہ جسمانی معجزات کی قسم سے ہے
بعض نادان شق القمر کے معجزہ پر قانون قدرت کی آڑ میں چپکے اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن ان کو اتنا معلوم نہیں کہ

خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور قوانین کا احاطہ اور اندازہ نہیں کر سکتے۔ آہ! - ایکوقت تو وہ مونہہ سے خدا

بولتے ہیں۔ لیکن دوسرے وقت چہ جائیکہ اُن کے دل - اُن کی [illegible]

قدرتوں کو دیکھکر سجدہ میں گر پڑے۔ مگر بے علق بھول جاتے ہیں [illegible]

قدرتیں اور طاقتیں ہمارے ہی خیالات اور اندازہ تک محدود ہیں [illegible]

میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور ارادوں کا کو [illegible]

کرے وہ خدا کا منکر ہے۔ لیکن کسقدر واویلا ہے اُس زمان پر جو [illegible]

بھی یہہ کہو کہ شق القمر کا معجزہ قانون قدرت کے خلاف ہے - سمجھہ لو کہ ایسا [illegible]

نہیں - خوب یاد رکھو کہ کبھی قانون قدرت پر بھروسہ نکرو - یعنے کہیں قا [illegible]

خدا کی خدائی کا سارا راز یہی ہے - پھر تو سارا تار و پود کھل گیا۔ یہہ [illegible]

نکرنی چاہیئے جو انسان کو عبودیت کے درجے سے گرا دے جسکا نت [illegible]

کرنا کہ خدا کی قدرتوں کو محصور اور محدود کرنا کسی مومن سے [illegible]

بہت درست ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کو عقل کے پیمانہ سے [illegible]

انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ یہہ لفظ کہدینے آسا [illegible]

سی بات نظر آتی ہے۔ مگر یہہ ایک سِر اور راز ہے کہ ایک [illegible]

قوا سے رکھدیتا ہے۔ کیا کسی عقل کی طاقت ہے کہ وہ اسکی کیفیت [illegible]

ہتیرا لغو مارا لیکن وہ اسکی ماہیت پر اطلاع نہ پا سکے۔ اسیطرح [illegible]

اللہ تعالیٰ اسپر قادر ہے کہ بظاہر نظام بھی اسی طرح رہے - اور [illegible]

عارف لوگ ان کیفیتوں کو خوب دیکھتے اور ان سے حظ اُٹھاتے ہیں [illegible]

بالونپر اعتراض کر دیتے ہیں۔ اور شک میں پڑ جاتے ہیں۔ شلاً ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہیں جلایا۔

یہہ امر بھی ایسا ہی ہے جیسا شق القمر کے متعلق۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس حد تک آگ جلاتی ہے۔ اور ان

اسباب کے پیدا ہونیسے فرو ہو جاتی ہے۔ اگر ایسا معاملہ ظاہر ہو جاوے یا بتلا دیا جاوے تو فوراً اعتراض لینگے

لیکن ایسی صورت میں ایمان بالغیب اور حسن ظن کا لطف اور خوبی کیا ظاہر ہووی۔ ہم نے یہہ کبھی نہیں کہا کہ
خدا خلق [illegible] ایسے ہوتے ہیں کہ نظر آتے ہیں۔ اور بعض اسباب نظر نہیں آتے
[illegible] پہیلیوں اور [illegible] تعالیٰ کی قدرت کبھی درماندہ نہیں ہوتی اور وہ نہیں تھکتا۔
[illegible] بلا دل اُسکی شان ہی۔ اللہ تعالےٰ کی بے انتہا قدرتوں اور
[illegible] اندازہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اُسکو اظہار عجز کرنا پڑتا ہے مجھ
[illegible] عبدالکریم نام ایک شخص میرے پاس آیا۔ اُسکے اندر ایک سولی
[illegible] ڈاکٹروں نے اُسے کہا کہ اسکا کوئی علاج نہیں ہے۔ اسکو بندوق
[illegible] امراض اس قسم کے ہیں جنکی ماہیت ڈاکٹروں کو بخوبی معلوم نہیں
[illegible] ڈاکٹر کو اگر پلیگ ڈیوٹی پر مقرر کیا جاوی تو اُسے خود ہی دست
[illegible] اور فلسفہ کی تحقیقات میں محو ہو جاوے لیکن بالآخر اُسکو
[illegible] ہے کہ جیسے سمندر کے کنارے ایک چڑیا پانی کی چونچ
[illegible] اور اسرار سے حصہ لیتا ہے۔ پھر کیا عاجز انساں ان
[illegible] شق القمر پر اعتراض کرنا۔ اور اُسے قانون قدرت
[illegible] نہیں کرو اور ضرور کرو۔ شوق سے اور دل کھولکر
[illegible] دوسرے بڑے بڑے فلاسفر بھی آخر یہہ
[illegible] کہنا ہے عقل ہمیشہ انتہائے جہل پر ہوتی ہے۔ مثلاً
[illegible] وہ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ مگر نور کی ماہیت اور اُس کا
[illegible] پوچھو تو یہہ تو کہدینگے کہ کان کے پردہ پر یوں ہوتا ہے۔ اور
دُوں ہوتا ہے۔ لیکن ماہیت آواز خاک بھی نہ بتلا سکینگے۔ آگ کی گرمی اور پانی کی ٹھنڈک پر کیوں کا
جواب نہ دے سکینگے۔ کنہہ اشیاء تک پہنچنا کسی حکیم یا فلاسفر کا کام نہیں ہے۔ دیکھئے ہماری شکل آئینہ میں
منعکس ہوتی ہے۔ لیکن ہمارا اسٹرکٹ کر شیشہ کے اندر نہیں چلا جاتا۔ ہم ہی سلامت ہیں اور ہمارا چہرہ بھی

آئینہ کے اندر نظر آتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ چاند شق ہوا اور شق ہو کر
بھی انتظام دنیا میں خلل نہ آوے۔ اصل بات یہہ ہے کہ یہہ اشیاء کی ... سکتا ہے
اسلیئے خدا تعالے کے خوارق اور معجزات کا انکار کرنا اور انکا ...
کام ہے۔ خدا کی قدرتوں اور عجائبات کو محدود سمجھنا اور ...
اور سمجھنا۔ اور آسمانی باتوں پر رائے زنی کرنا ہے۔ ...

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

انسان کو لازم ہے کہ اپنی بساط سے بڑھ کر قدم نہ مار ...
کے اسباب اور علامات ڈاکٹروں کو معلوم نہیں تو کیا ... ہے بہانا بار
وہ بساط سے بڑھ کر چلے ہم ہرگز نہیں۔ بلکہ طریق عبودیت ...
کہنے والوں کے ساتھ ہو۔ دیکھو ستارے جو ٹوٹتے ...
کے نکلتے ہیں۔ اور خود آسمان بغیر کسی سہار ...
ہیں۔ چاند ہر روز دھلا دھلا یا نکلتا ہے۔ آفتا ...
روش پر چلتا ہے۔ ہماری کاموں میں کوئی نہ کوئی غ ...
کام دیکھو کہ یہی چاند سورج اپنے ایک ہی طریق ...
سورج ہر روز مقررہ طریق پر نکلتا ہے۔ جہات کو بتلا ...
حالتیں آتی ہیں۔ اور سورج پر کوئی حالت نہیں آتی۔ ایک ...
بارہ ۱۲ کی بجائے دس ۱۰ اور دس کی بجائے بارہ ۱۲ بجائے تو گھڑی اور ...
کی قائم کردہ گھڑی ایسی ہے کہ اُس میں ذرہ برابر فرق نہیں اور نہ اُس ...
نہ صاف کرنے کی حاجت۔ کیا ایسے صانع کی طاقتوں کا شمار کر سکتے ہیں۔ انسان حیران ہو جاتا ہے
جب وہ یہہ دیکھتا ہے کہ ہماری اشیاء کپڑے برتن وغیرہ جو استعمال میں کرتے ہیں گھستے رہتے ہیں۔

بچے جوان اور بوڑھے ہوکر مرتے ہیں لیکن جو سورج کل طلوع ہوا تھا آج بھی وہی سورج ہے - اور ایک
لاتعداد زمانہ سے پہلے ہوا چلا آتا ہے - اور چلا جائیگا - مگر اسپر کوئی حالت تحلیل وغیرہ کی یا اثر زمانہ
[illegible] ایک کیڑے ہوکر اُس واضع ذات الٰہی پر حملہ کریں - اور
پہیلیوں اور [illegible]
[illegible] نہیں پایا جاتا - اسلام کا خدا ابراہیم طاقتور خدا ہے - کسی کو
انسان بھی [illegible] جب [illegible]
[illegible] اعتراض کرے - انبیاء علیہم السلام کو جو معجزات
[illegible] تو سمجھ [illegible] مصداق [illegible] گیا اور دو [illegible]
تیاری رہے [illegible] آخرت کلا [illegible] انسانی تجارب شناخت نہیں کر سکتے - اور جب انسان اُن
اُسے خوب جانتا ہو [illegible] [illegible] کیا - تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف
[illegible] انسان [illegible] [illegible] عا کرے اور تفہیم الٰہی کے کوچے میں قدم نہ رکھے تو دونو طرف
ہو سکتی ہے - پس [illegible] ایک طرف معجزات کا انکار - دوسری طرف عقل خام کا ادعا جس کا نتیجہ
خانہ ہائے زمیں [illegible] [illegible] حقیقت کنہہ کے دریافت کرنے کی فکر میں وہ نادان انسان لگجاتا ہے
جو رات کو بند ہوکر [illegible] فلاسفی زمینی عقل اور سطحی خیالات پر نہیں کھل سکتی
قوتیں بہت [illegible] کے بغیر [illegible] [illegible] رتے کرتے نبوت کے نفس کا ہی منکر ہو جاتا ہے - اور
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] جمع کر لیتا ہے جو اسکی شقاوت کا موجب ہوکر
اور طاقت کر سکتی ہے - بہت [illegible] ہمارے جیسا ایک آدمی ہے جو کھاتا پیتا اور حوائج
وار و کھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی [illegible]
[illegible] بڑے [illegible] کیونکر بڑھ سکتی ہیں ؟ اسکی طاقتوں میں روحانیت
مجھ [illegible] مسیح تک خوا [illegible] کسکے متعلق [illegible] کیونکر خاص طور پر آ جائیگا ؟ افسوس! اس قسم کی باتیں
روحانی کے مغلوب ہو جا [illegible]
صرف سمجھا تک وہ بجد گذار [illegible] ہے جیسا میں نے ابھی کہا نفس نبوت کا انکار کر دیتے ہیں -
[illegible] معمولی طور پر تو مانتے ہیں - اور غیر معمولی طور پر اعتراض کرتے ہیں
[illegible] انبیاء علیہم السلام کے وجود کا انکار نہیں تو کیا ہے - کیا ایسی معقول
اور وہ انسانوں پر ناز ہے کہ فلاسفر کہلا کر دہریہ یا بت پرست ہو گئے - اللہ تعالیٰ کی مخفی طاقتیں
کبھی الہام اور وحی کے سوا اپنا کرشمہ نہیں دکھا سکتیں - وہ وحی اور الہام ہی کے رنگ میں

نظر آتی ہیں۔ یہہ خدا تعالے کا فضل اور اُسکی رحمانیت کا تقاضا ہے کہ اُسنے دنیا میں اپنے
نبی بھیجے۔ عقلمند وہ ہی جو نبی کو شناخت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کو شناخت کرتا ہے۔ اور بیوقوف
وہ ہے جو نبی کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ نبوت کا انکار الوہیت کا
شناخت کرتا ہے وہ نبی کو شناخت کرتا ہے۔ دوسرے
الوہیت کیلئے بطور ایک میخ آہنی کے ہے۔ اور ولی نبی
کہ اللہ تعالے نے تیرہ سو سال پہلے اس سلسلہ کو دنیا میں
ظاہر کیا۔ لیکن آج تیرہ سو سال بعد۔ اور اسوقت کہ چودھویں
اسکو آریوں۔ برہموؤں۔ طبیعیوں۔ اور دہریوں یا عیسائیوں
ہیں۔ اور تمسخر میں اُڑا دیتے ہیں۔ ایسی مصیبت کے وقت میں
روشنی۔ دوسری طرف طبیعتوں میں ایک خاص انقلاب
اور مذہبوں کی کثرت ہے۔ ان امور کا پیش کرنا اور لوگ
ہو گئی تھی۔ اور اسلام اور اسکی باتیں ایک قصہ کہانی
نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ
خود ذمہ وار ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو اس مصیبت سے
ہیں وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر کرتے اور اس سے
ملے تو یہہ بالکل ٹھیک ہو کہ جیسا انسانی طبائع کا خاصہ
تو اندرونی طور پر ہی لوگ ایک قصہ کہانی سمجھ کر ترک
مثلاً دیکھو! اگر اندر کمرہ کا ہو تو باہر والا خواہ مخواہ خیال کریگا کہ
دو چار دن تک دیکھتا ہے کہ اندر سے کوئی نہیں نکلا۔ تو پھر اس کا
تو پھر بدون اندر جانیکے ہی وہ سمجھ لیتا ہے کہ اگر انسان ہوتا تو اُسکو کھانے پینے کی ضرورت پڑتی
اور وہ ضرور باہر آتا۔ اگر نبوت کے انوار و برکات جو دمی ولایت کے رنگ میں آتے ہیں اس فلاسفی سے

روشنی کے زمانہ میں ظاہر ہوتے تو مسلمانوں کے بچے مسلمانوں کے گہر میں رہکر اسلام اور قرآن کو
ایک قصہ کہانی اور داستان سمجھہ لیتے - اور اسلام سے اُن کو کوئی واسطہ اور تعلق نہ رہتا - اسطرح
[illegible] نیکیوں اور ر [illegible] آیندہ جاتا - مگر نہیں - اللہ تعالےٰ کی غیرت اُسکا ایفائے وعدہ کا
[illegible] عثمان بہی [illegible] باکہ ابہی میں نے کہا کہ خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا کہ انا
[illegible] عدل [illegible] گیا اور دو [illegible] نون - اب دیکھو قرآن کریم کا نام ذکر رکہا گیا ہے - ہلیے کہ
ہوتا تو سمجہہ [illegible] کیاری رکہے میں آنحضرت کلا [illegible] اتا ہے - جب اسم فاعل کو مصدر کی صورت میں لاتے ہیں
اسے خوب جانتا ہوں [illegible] انسان [illegible] زید عدل - کیا معنے - زید بہت عادل ہے - قرآن کوئی نئی تعلیم
ہوسکتی ہے - پس [illegible] ت کو یاد دلاتا ہے جو انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت
خاتمہ بالخیر میں فتح [illegible] ایثار ہے شجاعت ہے جبر ہے - غضب ہے قناعت ہے وغیرہ - غرض جو
جرات کو زندہ ہوکر [illegible] نے اُسے یاد دلایا جیسے فی کتاب مکنون یعنی صحیفۂ فطرت
قوتیں بہت [illegible] کے لیے [illegible] کو ہر ایک شخص نہ دیکھہ سکتا تہا - اسی طرح اس کتاب کا نام
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] ہ اندرونی اور روحانی قوتوں اور اُس نور قلب کو جو
اور طاقت کر سکتی ہے - بہت [illegible] نے غرض اللہ تعالےٰ نے قرآن کو بہیجکر بجائے
وارد کیا جاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقو [illegible] معارف اور حقایق اور روحانی خوارق کو معلوم کرے
مجھو صبح تک [illegible] ں اس علت غائی کو چہوڑ کر جو ہدًی للمتقین ہے
روحانی کے مغلوب ہو جاتے [illegible] ہے - اور نہایت بے پروائی اور خود غرضی سے
صرف سمجہا کہ وہ بہجہ گذار [illegible] رین کہکر ٹالا جاتا ہے - وہ زمانہ تہا آنحضرت صلعم کی بعثت کا
[illegible] سے گمشدہ طاقتوں کو یاد دلانے کے لئے آیا تہا - اب و
[illegible] ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینگوئی کی تہی کہ لوگ قرآن پڑہینگے
لیکن اُن کے حلق سے قرآن نہ اُتریگا -

سو اب تم ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ لوگ قرآن کیسی خوش الحانی اور عمدہ قرأت سے

پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ اُن کے حلق سے نیچے نہیں گذرتا۔ اسلئے حسب قرآن کریم جسکا
دوسرا نام ذکر ہے اس ابتدائی زمانہ میں انسان کے اندر [illegible]
صداقتوں اور ودیعتوں کو یاد دلانے کے لیئے آیا تھا۔ اللہ [illegible]
کر انا لہ لحافظون اس زمانہ میں بھی آسمان سے ایک معلم [illegible]
مصداق اور موعود ہے۔ وہ وہی ہے جو تمہارے درمیان [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ [illegible]
دی تھی کہ لوگ قرآن کو پڑھینگے۔ لیکن وہ اُن کے حلق سے نہ اُتر [illegible]
نہیں اللہ تعالےٰ کے وعدوں کی قدر نہ کرنے والے اور رسول [illegible]
باتوں پر دھیان نہ دینے والے خوب گگر مروڑ مروڑ کر یا عیسیٰ انی
توفیتنی۔ قرآن میں عجب لہجہ سے پڑھتے ہیں۔ لیکن سمجھتے [illegible]
اگر کوئی ناصح مشفق بنکر سمجھانا چاہے تو سمجھنے کی کوشش [illegible]
اُسکی بات ہی ذرا سُن لیں۔ مگر کیوں سُنیں؟ وہ گوش [illegible]
بھی کام لیں۔ اگر خدا تعالےٰ فضل کے ساتھ زمین کی طر [illegible]
مثل دوسرے مذہبوں کے مردہ اور ایک قصہ کہانی سمجھ [illegible]
زندگی نہیں دے سکتا۔ لیکن اسلام اسوقت زندگی [illegible]
سنت اللہ ہے کہ کوئی کام خدا تعالےٰ بغیر اسباب کے نہیں کرتا [illegible]
ہم کو دکھائی دیں یا نہ۔ لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اسباب
آسمان سے انوار اُترتے ہیں۔ جو زمین پر پہنچکر اسباب کی صورت اختیار [illegible]
اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو تاریکی اور گمراہی میں مبتلا پایا اور ہر طرف
ضلالت اور ظلمت کی گھنگھور گھٹا دنیا پر چھاگئی۔ اسوقت اُس تاریکی کو دور کرنے اور ضلالت کو
ہدایت اور سعادت سے تبدیل کرنے کے لئے ایک سراج المنیر فاران کی چوٹیوں پر چمکا۔ یعنے

آنحضرت [illegible] ثابت ہوئے۔ اور ایسا ہی اس زمانہ میں کہ جس میں ہم رہتے ہیں
[illegible] اُن کی جگہہ لیلی ہے۔ لوگوں کے معاملات ایکطرف۔ عبادات
[illegible] بدعتیوں اور رسوم [illegible]
[illegible] ایمان بھی [illegible] گیا ہے۔ صرف یہہ آفت ہی اگر ہوتی تو کچھہ مضائقہ اور چنداں خطر
[illegible] صداق [illegible] وہ سب سے بڑی آفت جسکا مجھے کئی بار ذکر کرنا پڑا ہے اور
[illegible] تو سمجھہ [illegible] گیا اور دو [illegible]
[illegible] تیاری رکھے [illegible] آخرت کا [illegible] چکا ہے یا کر سکتا ہے وہ زہریلا اثر ہے۔ جو آجکل کی طبعی
[illegible] اسے خوب جانتا ہو [illegible] کے باعث اسلام اور اہل اسلام پر آرہی ہے۔ علماء تو اسطرف توجہ
[illegible] ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] اور اندرونی جھگڑوں۔ اور ایک دوسرے کی تکفیر بازی سے
خانہ بالخیر میں فتنہ [illegible] اید اپنی گوشہ نشینی میں بیٹھکر اگر دعاؤں سے کام لیتے تو بھی کچھ
جرات کو سندہ ہو کر [illegible] اور جواز سماع وغیرہ کی بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ حقیقی صوفی انم
قومیں بہت کے لیئے [illegible] قرآن اور سنت سے پتہ نہیں چلتا۔ الغرض ہر طرف سے اسلام
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] کہ وہ ضرورتیں جو کسی مصلح اور ریفارمر کی آمد کے لئے
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] نکلی ہیں۔ ہر ایک شخص بجائے خود ایک نیا مذہب
وار دکھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقو [illegible] پس کرکے اسلام کی عمر خاتمہ کے قریب نظر آتی تہی
مجھو [illegible] صبح تک خراب [illegible] مریض کا بدن برف سا سرد ہو گیا ہے سرسام میں مبتلا
ہو جاتی ہے [illegible] متعلق [illegible] منسوب ہو جاتے [illegible] ہو گئے ہیں۔ اور حالات ردیہ دیکھکر ڈاکٹر حاذق بھی یاس
صرف مسیحا ہیکہ وہ نہجد گذار [illegible] اسوقت اسلام کی حالت کچھہ شک نہیں کہ ہیں انتہا کی یاس
[illegible] دیکھے [illegible] بھی انسان کے اپنے خیالات کا نتیجہ یا اپنی کوششوں کا ثمرہ ہوتا
[illegible] ابد کے دوران میں کہ ہر طرف سے اسپر زد پڑ رہی ہے۔ اور اسکی اپنی
اندرونی حالت بوجہ نفاق باہمی کمزور ہوتی گئی ہے۔ ایسی حالت میں کم از کم اسلام کا قائم
رہنا جسکے معدوم کرنے کے لیئے مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگایا۔ اور لگا رہے ہیں۔ بہت مشکل ہو جاتا
کوئی سوال نہیں جاتا جبکہ گویا نئی صورت اسلام پر حملہ کرنیکی نہیں رہی جاتی۔ اگر کوئی بچا دیا

یا کل تباہ کی جاتی ہے۔ اُسکے لئے اصول کو زیر نظر رکھکر اسلام پر حملہ کر دیا جاتا ہے بغرض الٰہی فتنے کے
وقت میں قریب تھا کہ دشمن اکٹھے ہو کر ایک دفعہ ہی مسلمانوں کو برگشتہ [illegible]
نے اسلام کو سنبھال رکھا۔ یہہ بھی ایک دلیل ہے اسلام کی صداقت کی [illegible]
پس دیکھو کہ مخالفوں نے اپنی ساری طاقتیں اور قوتیں خرچ کر [illegible]
صرف کر دیا۔ مگر اللہ تعالٰے نے اپنے وعدہ کے موافق نحن نزلنا ا[illegible]
نقوش فطرت کو یاد دلانیوالا ہے۔ اور خطرہ کے وقت اُس کو بچا لیا [illegible]
کا حملہ جنہوں نے کروڑہا روپیہ خرچ کرکے اور طرح طرح کے منافع اور [illegible]
تک بھی دکھا کر لوگوں کو اسلام سے بدظن کرنیکی کوشش کی۔ اور دوسر[illegible]
دیکھو امساک بارش کی وجہہ سے استسقا کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اگر کل [illegible]
جیسا کہ آجکل بعض لوگ امریکہ وغیرہ میں کوششیں کرتے ہیں [illegible]
میں کہانتک بیان کروں۔ ہر طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں [illegible]
کی جاتی ہے۔ مگر ان لوگوں کے منصوبے اور [illegible]
اور اس زمان ترقی میں اسلام کو بے اطلاع کے نہیں چھوڑا [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کو سچا ثابت کیا۔ اور آ[illegible]
اس صدی میں ایک شخص پیدا کر دیا۔ میں بار بار کہتا ہوں ک[illegible]
صداقت کی روح اسلام میں پھونک دیگا۔ وہ وہی ہے جو گم شدہ [illegible]
پہنچاتا ہے۔ وہ بدظنیوں اور ایمانی کمزوریوں کو دور کرنا چاہتا [illegible]
بلا ہے جو انسان کو اندھا کرکے ہلاکت کے تاریک کنوئیں میں گرا دیتی ہے [illegible]
کی پرستش کرائی۔ بدظنی ہی تو ہے جو لوگوں کو خدا تعالٰی کی صفات خلق۔ رحم۔ [illegible]
نعوذ باللہ ایک فرد معطل اور شی بیکار بنا دیتی ہے۔ الغرض اسی بدظنی کے باعث جہنم کا بہت بڑا حصہ اگر کہوں کہ سارا
حصہ بھر جائیگا تو مبالغہ نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالٰے کے مواعید سے بدظنی کرتے ہیں وہ خدا تعالٰی کی نعمتوں اور

اسکے فضل کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ غرض اگر کوئی ہماری اس سلسلہ کا جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے
قایم کیا اُسکو [illegible] سے کرائے! ایک روح ہلاکت کو دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹاتی ہے۔ اور جب
[illegible] پہیلیوں اور [illegible] بل لیکر دو گھنٹہ بھی ہماری باتوں کو سنے تو وہ حق کو پالیگا۔ اب میں
[illegible] عثمان بھی [illegible] جب [illegible] کو ختم کردوں۔ میں تھوڑی دیر کے لئے معجزات کے سلسلہ کیطرف پھر عود
ہوتا تو سمجھہ [illegible] حد [illegible] گیا اور دو [illegible] کو علمی رنگ کی ہیں۔ اور دوسرے حقایق ومعارف کی تفسیر الطف
[illegible] کیاری رکھے جیسے آخرت کل [illegible] بہت اثر ہوتا ہے۔ فلاسفر لوگ معارف اور حقایق سے تسلی نہیں
اسے خوب جانتا ہوں [illegible] ذکر کرتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی معجزات
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] درخت کے نیچے سوئے پڑے تھے کہ ناگاہ ایک شور وپکار سے بیدار ہوئے
خاتمہ بالخیر میں فتح [illegible] کھینچ کر خود حضور پر آ پڑا ہے۔ اُسنے کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)
جرات کو زندہ ہو کر [illegible] بچا سکتا ہے۔ آپنے پورے اطمینان اور سچی سکینت سے جو حاصل تھی فرمایا
قوتیں بہت [illegible] کے بغیر [illegible] اللہ جو خدا تعالیٰ کا ایک ذاتی اسم ہے اور جو تمام جمیع صفات
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] سے نکلا اور دل پر ہی جاکر ٹھہرا۔ کہتے ہیں کہ اسم اعظم یہی ہے اور
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] تجھکو وہ اس سے کیا فائدہ اٹھائیگا۔ الغرض ایسے طور پر اللہ کا
وار دکھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقو [illegible] آپ یا۔ تلوار گر پڑی حضرت نے وہی تلوار اٹھاکر کہا کہ اب بتلا
مجھو [illegible] تک خزا [illegible] بجز جنگلی کسکا نام لے سکتا تھا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
روحانی کے مغلوب ہو جاتے [illegible] کر دیا۔ اور کہا کہ مروت اور شجاعت مجھہ سے سیکھ۔ اس اخلاقی
مرض [illegible] جاتا ہے وہ نہج گذار [illegible] میں لکھا ہے کہ ابو الحسن خرقانی کے پاس ایک شخص آیا۔ رستہ میں
[illegible] کی دیکھ [illegible] دی۔ شیر نے حملہ کیا۔ اور جب کہا کہ ابو الحسن کے واسطے چھوڑدے تو
[illegible] اس حالت نے سیاہی سی پیدا کردی۔ اور اُسنے سفر ترک کیا۔ واپس آکر
یہہ ماجرا بیان کیا۔ اسکو ابو الحسن نے جوابدیا کہ یہہ بات مشکل نہیں۔ اللہ کے نام سے تو واقف نہ تھا۔ اللہ کی سچی
ہیبت اور جلال تیرے دل میں نہ تھا۔ اور مجھہ سے تو واقف تھا۔ اسلئے میری قدر تیرے دل میں تھی۔ پس اللہ کا لفظ

میں بڑی بڑی برکات اور خوبیاں ہیں۔ البتہ بشرطیکہ کوئی اسکو اپنے دل میں جگہ دے اور اُسکی ماہیت برکات [illegible]
اسی طور پر آنحضرت صلعم کے اخلاقی معجزات میں ایک اور معجزہ یہی ہے …
تھیں۔ ایک شخص نے کہا اسقدر سال ہیں سے پیشتر کسی کے پاس نہ …
اُسنے فی الفور کہا کہ لاریب آپ سچے نبی ہیں سچے نبی کے بغیر اس قسم …
الغرض آنحضرت کے اخلاق فاضلہ ایسے تھے کہ انک لعلی خلق عظیم …
کر دو اخلاق ترقی کریں کیونکہ الاستقامت فوق الکرامت مس …
جتے الوسع اسکا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرو …
انسان میں نفس بھی ہے۔ اور اُس کی تین قسم ہیں۔ امارہ۔ لوامہ۔ مطمئنہ …
اور بیجا جوشوں کو سنبھال نہیں سکتا۔ اور اندازہ سے نکلجاتا اور اخلاقی حا …
سنبھال لیتا ہے۔ مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدی نے بوستان …
آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اُسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک …
کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اُسنے جوابدیا۔ بیٹی انسان سے کت …
کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ ا …
آئیگی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دیگئیں۔ بہت …
ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم …
بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اُس خلق مجسم ذات نے اُنکے مق …
اللہ تعالے نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کریگا۔ تو تیری ع …
یہ بازاری آدمی اُسپر حملہ نہ کر سکینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کی مخالف آپ …
ہی ذلیل و خوار ہو کر آپکے قدموں پر گرے۔ یا سانسے تباہ ہوگئے۔ غرض یہ صفت لوامہ کی ہے جو انسان کی اس …
میں بھی اصلاح کر لیتا ہے۔ روزمرہ کی بات ہے۔ اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے جسقدر
اُس سے اعراض کروگے اسیقدر عزت لیجاؤگے۔ اور جسقدر اُس سے منہ ٹیڑھا اور مقابلہ کروگے تباہ ہو جاؤگے

اور ذلت خریدلوگے۔ نفس مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہو جاتا ہے ۔ وہ دنیا اور ماسوے اللہ
سے بیگانہ [illegible] دنیا میں چلتا پھرتا اور دنیا والوں سے ملتا جلتا ہے ۔ لیکن حقیقت میں وہ
[illegible] اور ہی ہوتی ہے ۔ وہاں کا آسمان اور زمین اور ہوتی ہے اللہ تعالےٰ
[illegible] عیلیوں اور [illegible]
[illegible] بھی [illegible] جب [illegible] متبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة ۔ یہ تسلی بخش وعدہ
[illegible] تو سمجھ [illegible] گیا اور وہ [illegible] تھا ۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے
[illegible] تمہاری رکھے [illegible] آخرت کا [illegible] انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے اب آپ سوچ لیں کہ
اسے خوب جانتا ہوں [illegible] م اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں ۔ کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں
ہو سکتی ہے ۔ پس [illegible] فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں ۔ نہیں ہرگز نہیں ۔ جو اللہ تعالےٰ کو
خاتمہ بالخیر میں [illegible] اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سن لو
جو رات کو [illegible] ہو کر [illegible] کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ۔ اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ
قوتیں بہت [illegible] کے لئے [illegible] اور میری ذات تک اور نہ صرف میری ذات تک بلکہ اُس ہستی تک
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ [illegible] کی ذات تک پہنچتا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح
اور طاقت کر سکتی ہے ۔ بہت [illegible] اسی ذات تک پہنچا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا ۔ اور
مار و کھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی [illegible] سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خود خدا تعالیٰ کی برگزیدہ
مجھ [illegible] مسیح تک [illegible] حالت میں تم خوب سمجھ لو اور یاد رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ
روحانی کے [illegible] ہو جاتے [illegible] پہنچی ہو ۔ اور اتنی بڑی کامیابی کہ قیامت تک منکروں پر غالب
[illegible] ہو جاتا ہے کہ وہ [illegible] میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اُس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک
[illegible] پہنچ جاؤ ۔
[illegible] تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے پس اُس کی باتوں کو
دل کے کانوں سے سنو ۔ اور اُس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ ۔ تاکہ اُن لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی
نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں ۔ فقط

جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

کی

پہلی تقریر

۲۹ دسمبر ۱۸۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ ...

فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ و ...

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا ...

میرے دل میں بہت دفعہ خیال آیا کہ اگر اخلاقی تعلیم ...

آسانی سے سمجھ میں یہی آتا ہے کہ انسان کے لئے اخلاقی ...

تحدیاں پیشینگوئیوں کے رنگ میں کیوں کیں۔ اس خیال ...

مجھے اس جسمانی گورنمنٹ کے نظام کی طرف متوجہ کیا کہ دیکھو اگر گورنمنٹ ...

اور کلیں ایجاد کرتی ہے۔ اور عجیب عجیب قسم کی توپ و تفنگ اور سامان حرب ...

ملک کو لئے اس کا کلوں کا ایجاد کرنا۔ اور میکینیکل پاور کا بہت وسیع ہونا اسکو دوسری سیاست مدن کے

اصولوں سے مستغنی کردیگا اور باقاعدہ فوجوں اور پولیس کا رکھنا قلعوں کا بنانا ضروری نہ رہیگا مجھے ایں اکثر خیال آتا

کہ وہ کلیہ [illegible] اور اپنی انتہائی [illegible] کے کرشمے دکہاکر لوگوں کے دلوں کو مسحور اور مرعوب کر لیتی ہے۔ میں کیا
[illegible] دلیگا کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو پہر بہت سے آدمی ایجادات میں ترقی کر سکتے ہیں
[illegible] چیلیوں اور [illegible] لی کو دور کرنیکے لئے ہی تو باقاعدہ فوجوں اور متحصن قلعونکی ضرورت
[illegible] ان بہی [illegible] رعب [illegible] نہ چاہتی ہے کہ رعب۔ سطوت۔ جبروت اور جلال کے بغیر وہ عادتاً
ہوتا تو سمجھ [illegible] گیا اور دو [illegible] اعلیٰ النفیس کاغذ پر اپنے ایک دوست کو لکھوں تو اسکی تعمیل
[illegible] گمباری رہے [illegible] آخرت کلا [illegible] پر موثر الفاظ اور ظاہری صورت کیسی ہی کیوں نہو۔ وہ تصور اور [illegible]
اسے خوب جانتا ہوں [illegible] دل کے چہپے ہوئے منحوس کاغذ سمن یا وارنٹ جسکی بیہودہ اور بھدی
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] چھپنے کی بہی اجازت نہیں دیتی۔ اگر آجاتا ہے اسکو دیکہکر تمام بدن میں
خاتمہ بالخیر میں [illegible] تعمیل نہ ہولے۔ بدن کے تمام اعضاء پر ایک زلزلہ سا پڑا رہتا ہے اور
جرات کو [illegible] ہو کر [illegible] ہو جاتا ہے۔ کیوں؟ میرا رقعہ تو بلحاظ ظاہری ترتیب کے اس سے
قوتیں بہت [illegible] وہ فوری جوش۔ اور وہ دل کو کپکپا دینے والی حالت پیدا
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ [illegible] ہے جو تعمیل ہی کی طرف دل کو کہینچے لئے چلی جاتی ہے۔
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] جس کو انسان فطرتاً تعمیل کے لئے چاہتا ہے۔ میرے رقعہ میں
وارد کیا جاتے ہیں اور خوب لذیذ اور معقو[illegible] جو ایک سمن یا وارنٹ کی عدم تعمیل کی صورت میں نظر آتی ہے۔
مجھ [illegible] صبح تک خرا[illegible] کا فعل ہے کہ اسنے انسان کے اندر یہہ ودیعت رکھدی
روحانی [illegible] مسلوب ہو جاتے [illegible] سے متوجہ ہوتا ہے۔ جس کے بگڑنے پر سزا کا اثر مرتب ہونیوالا ہو۔
[illegible] سمجھا یکہ وہ تہجد گذار [illegible] یہہ خلاقی تعلیم ہے جو انسانی ذہن تصور بہی نہیں کر سکتا۔ لیکن
[illegible] ہر ایک انسان سے براہ راست کچھہ نہیں کہہ سکتی۔ اسلئے جو کچھہ خدا تعالیٰ کا منشا
ہوتا ہے۔ وہ ان طریقوں کے موافق جنپر اسکا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ کلام الٰہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جو
ایسے سعید الفطرت انسانوں سے کیا جاتا ہے جو اس کلام کے متحمل ہونیکا مادہ اور استعداد رکھتے ہیں۔ اب
چونکہ کلام الٰہی جیسا ابہی ذکر کیا براہ راست ہر ایک انسان سے نہیں ہوتا۔ اسلئے اگر وہ ایسی ہی صاف صاف اور

بغیر کسی قسم کی تحدی کے ہو تو عام انسان بھلا اُسے ماننے ہی کیوں لگے؟ جو خدا کی ذات اور اُس
پاک وجود ہی کی بابت ہزارہا شکوک اور وساوس پیش کرتے ہیں۔ ایسی مثال [illegible]
خواہ کیسی ہی خوشنما اور نفیس کاغذ پر کیوں نہ لکھا ہوا ہو۔ لیکن اگر کسی تیز [illegible]
کر تحدی کے رنگ میں پیشینگوئی کیجاوے۔ اور اُس کلام کے سننے والوں [illegible]
جبروت ہے۔ اور اُسمیں یہ مادہ بھی ہے کہ اُسکی تعمیل نہ ہونے پر وہ [illegible]
سے بھی عاجز ہیں تو اُسکی تعمیل کیطرف ممکن نہیں کہ توجہ نہ ہو۔ کلام [illegible]
میں بہت کم پاتا ہوں اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ اُسپر غور نہیں کرتے اور تدبر [illegible]
معلوم ہو گا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام میں یہ سلسلہ اور سنت اختیار [illegible]
کہ اُسمیں انتقام کی طاقت اور قوت ہے۔ اور اسغرض سے کہ لوگ اُسکی طرف [illegible]
والوں کیلئے ذلیل اور خوار ہو کر نامراد ہو جانے کی پیشینگوئیاں کی ہیں۔ اور [illegible]
الغالب۔ القہار وغیرہ استعمال کئے ہیں تاکہ انسان کے دل میں [illegible]
فرمانبرداری کا مادہ پیدا ہو۔ دیکھو جب گورنمنٹ کو نظام [illegible]
جدید کلوں کے ایجاد و اختراع کے پھر بھی متحصن قلعوں اور [illegible]
ہوتا ہے۔ اسیطور پر اللہ تعالےٰ نے روحانی نظام کا انتظام کرنا [illegible]
اشکال اور وقتیں پیدا نہوں۔ ادھر چونکہ شہودی طور پر انتظام کے [illegible]
اسلئے دوسری طرف روحانی عالم میں ایک سماں [illegible] بصیرت تو فی الفور سر تسلیم [illegible]
خیال تک بھی نہیں کرتا۔ جیسے بدمعاش اور اوباش لوگ باوجود آنکھوں [illegible]
احکام کی پرواہ نہیں کرتے۔ اسطرح پر نظام روحانی میں بھی شوریدہ پشت اور اندھے [illegible]
اکڑتے اور سر پھیرتے ہیں اور آخر ایسے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں جس کو خیال سے بھی [illegible]
پس اس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ چونکہ انسان کے لئے اخلاقی تعلیم ہی مقصود بالذات اور اُس کی
تعمیل بجز تحدیانہ پیشینگوئیوں کے مشکل کیا محال تھی۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے وہ طریق اختیار کیا جسکا انداز [illegible]

[illegible] غور اور تدبر کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ خیر اسکی اخلاقی تعلیم یقیناً چل ہی نہیں سکتی
[illegible] پہیلیوں اور [illegible] سمجھو کہ فلاسفروں کی تھوریوں سے زیادہ رنگ سے نہ آتا۔ فلاسفروں کی
[illegible] یونانیوں کے عجیب و غریب سلسلہ میں ان کہ فلاسفروں کو اقوال
[illegible] انسان بھی [illegible] روں خشک حکیموں کے ملفوظات کو دیکھا سنا یا پڑھا ہے۔ کیا کوئی
[illegible] تو سمجھ [illegible] گیاری رکھے [illegible] آخرت کا [illegible] فلسفہ ہے کہ وہ اپنی صورت میں ایک مرتب اور منظم نظام رکھتے ہیں۔
اسے خوب جانتا ہوں کہ [illegible] نا جو اس قسم کا دعویٰ کرے۔ ہاں ایک ہی ہوگا۔ میں نے خوب غور کر کے
[illegible] ں اور برسوں سوچ سوچ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عجیب عجیب باتیں کرنے والے اپنی
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible]
خاتمہ بالخیر میں [illegible] ے ایک حالت طاری کرنے والے بہت ہوئے ہیں۔ لیکن کیا کوئی پتہ دیکھتا ہے
جو رات کو [illegible] سوئی ہو۔ اور وہ بچوں بچہ کر راسخ ہوگئی ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کوئی نہیں
قوتیں بہت [illegible] کی مدد میں داخل نہیں کی گئیں یا کم از کم نہیں ہو سکیں۔ یا اس سے
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] ہمیں تو یہی کہوں گا۔ اور نہ میرا کہنا صرف سرسری اور معمولی طور پر ایک
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] کے بعد ایک مدت تک سوچ سمجھ کر نتیجہ نکال کر یہ رائے قایم کی ہے اور
وار دیکھا نے ہیں اور خوب لذیذ اور مقو [illegible] ہی یقین ہو گیا ہے جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں کہ ہمیں
مجھ [illegible] تک [illegible] بڑے [illegible] ئی پائی جاتی جو عمل کے لئے بلا انفکاک ساتھ ہونی چاہیے۔ میں اپنی
روحانی [illegible] متعلق [illegible] قرآن کریم کی عظمت اور سطوت اس سے معلوم ہوتی ہے کہ اس نے
صرف [illegible] وہ بعد گذار [illegible] بود میں باوجود انسان کی بہت فروتنی اور بیکسی کے خدا تعالیٰ کی اس
[illegible] تو دکھلایا ہے۔ جس سے زیادہ متصور اور ممکن نہیں۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اگر خدا کا
[illegible] اس امر کی مقتضی تھی تو براہ راست اپنی الوہیت کی ہر صفت کو ظاہر کر دیتا جیسا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ظاہر کیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف ایک عاجز انسان فروتنی اور بیکسی کی مجسم تصویر
پھر اس سے وہ عجوبہ اور اخلاقی نمونے ظاہر ہوں کہ خدا کی شان کا رنگ نظر آوے۔ بات یہ ہے کہ اس کی فروتنی
اور تباہ ہونیوالی حالت خود اس امر کی مقتضی پڑی ہوئی ہے کہ اسکو بچا لیا جاوے۔ دیکھو ایکطرف مخالفین و مشرکین مکہ کی

سر توڑ کوششیں آنحضرت صلعم کے خلاف مجموعی طور پر ہو رہی ہیں - اور دوسری طرف وہی عاجز انسان اپنی
کامیابی اور اپنے بچ جانے کی پیشینگوئیاں کر رہا ہے اور پھر ایسے وقت میں کہ جدھر نظر اٹھاتا ہے مخالف ہی مخالف
نظر آتے ہیں - مگر وہ کونسی چیز ہے جو اُس کے ارادوں کو پست نہیں [illegible]
لوگوں کی مخالفانہ باتوں کی طرف ذرا بھی توجہ کرنے نہیں [illegible]
اور اطمینان ہے جو اس کو اپنے غیبی ہاتھ سے سنبھالے ہوئے ہے [illegible]
میں اُس کا بچ نکلنا - اور مخالفوں کا ذلیل اور تباہ ہونا بھی ایک [illegible]
یہہ بات ایک آہنی میخ کی طرح گڑ گئی ہے کہ اگر اقتداری پیشینگو [illegible]
ہوتی تو بھی اخلاقی خوارق کا سلسلہ اسقدر وسیع اور موثر ہے کہ وہ ایک [illegible]
اطمینان کا سامان بہم پہنچا سکتا ہے - لیکن نادان منکران باتوں کو [illegible]
ممکن نہیں کہ دنیا کی کتابیں کسی صداقت سے خالی ہوں - اُن میں بھی [illegible]
تعلیم کے سلسلہ کو ایسا مؤکد کیا ہے کہ اُس کی نظیر نہیں ملتی - آنکی [illegible]
آدم صفی سے لیکر ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ [illegible]
تھیں اور درجہ کمال تک پہنچ گئی تھیں - اسلئے آ [illegible]
واقعات میں مختلف نبیوں کے ذریعے خاص طور پر [illegible]
راز ختم نبوت کا اور سید المرسل ہونیکا - اور چونکہ یہہ سل [illegible]
زندگی اور بقا کے لئے آنحضرت صلعم کے نمونے گئے [illegible]
اخلاقی خوارق پر زیادہ زور کیوں دیا گیا - اور اخلاقی تعلیم [illegible]
میرے دل میں ڈالی گئی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مبعوث [illegible]
بگڑ رہی تھی - اور سوریٹی اور سوسائیٹی کے اصول زیر نظر نہ رہے تھے [illegible]
زیادہ زور قرآن کریم میں دیا گیا - ایک اور لطیف بات بھی میری سمجھ میں آئی [illegible]
کبیرہ اور صغیرہ گناہ بداخلاقی ہی کی نوع سے ہیں - اور نفس گناہ بلا لحاظ صغیرہ کبیرہ کے خود ایک بداخلاقی ہے -

پس گناہ کو زایل کرنے کیلئے خدا کو روپ دھار کر صلیب لینیکی ضرورت نہ تھی دنیا لے شانہ گناہ کا علاج
کسی بگناہ کا خون [illegible] ہو سکتا تھا۔ بلکہ ام الجرایم یعنے گناہ کی جڑ کو کاٹنا تھا۔ اور اسکی جگہ
[illegible] درست طریق اگر دنیا میں کامل طور پر کسی کتاب نے سکھایا تو وہ قرآن ہے۔
[illegible] سیکھیوں اور [illegible] بسیج محسن النسین اقوام میں کا ایک امی عربی تھا، فداہ ابی و امی
[illegible] یا عثمان بھی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اخلاقی تعلیم اور اخلاقی
[illegible] ہوتا تو سمجھ [illegible] گیا اور [illegible] بہ الامتیاز ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں ہی بڑے بڑے
[illegible] کیاری رہے [illegible] آخرت [illegible] اخلاقی تعلیم کی ضرورت محسوس کی ہے۔ اور ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ
اسے خوب جانتا ہوں [illegible] نے اخلاقی تعلیم کی تحریک کی ہے اور پرزور الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] اور اخلاقی تعلیم پر کتابیں لکھوائی جا رہی ہیں۔ بزرگوں کا لحاظ اٹھ گیا۔
خاتمہ بالخیر میں [illegible] اب ضرورت آ پڑی ہے کہ اخلاقی تعلیم کا سلسلہ مرتب ہو کر جاری
جرات کو [illegible] ہو کر [illegible] سکتے ہیں۔ اور کوئی [illegible] روک ان کے جرائم میں نہیں ہو سکتی
قوتیں بہت [illegible] کے بغیر [illegible] میں اخلاقی تعلیم کا مدارس میں خاص لحاظ رکھا جاتا ہے۔ انکی
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] ان کی تعمیل میں وہی لکاہل اور تساہل ہے جو پہلے سے ہو رہا ہے۔
[illegible] طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] لیے میری دوست کو انکی تعمیل میں لکاہل کا چٹان
مار و کھا نے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی [illegible] لیکن مایوس ہونیکی جگہ نہیں۔ گھبرانے کا مقام نہیں
مجھ [illegible] صبح تک خراٹے [illegible] کیونکہ جس سے تیرہ سو برس پیشتر آنیوالے انسان کامل علیہ الصلوۃ
روحانی [illegible] متعلق [illegible] ہو جاتی [illegible] کو طاقت دینا چاہتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے اور میں نے اپنی
[illegible] ہوجائیگا وہ تہجد گذار [illegible] اسی مقام پر ایک شخص نے حضرت اقدس امام صادق حضرت میرزا صاحب
[illegible] کے [illegible] انہوں نے جو کچھ کہا ہے مجھے خوب یاد ہے اور وہ سماں میری آنکھوں کے
سامنے ہے۔ اور میں ان کے قول اسلئے مجبور ہوں کہ اسکو نقل کریں کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔ اس امام برحق نے جس لب و لہجہ
میں اس سوال کا جواب دیا اسکا ذوق کچھ میری ہی روح حاصل کر سکتی ہے۔ اس کو ایک ایک بات کی طرف

اپنے مذاق کے موافق خیال رہتا ہے) غرض آپ نے فرمایا کہ میں اس سلسلہ [illegible] اگر [illegible]
یقین میں ترقی کریں۔ جو لوگ سچائی کی روح اپنے اندر [illegible]
ہیں وہ اس جواب پر ذرا غور کریں۔ خدا کے لئے سوچیں کہ یہ الفاظ [illegible]
کیا کسی عام عقل کے انسان کے خود تراشیدہ خیالات کا نتیجہ ہو [illegible]
اپنے دماغ میں کھنچنے والے معلم کے مونہہ سے نکلتے ہیں۔ انہیں [illegible]
آنے والا ناصری معلم ہی یہی کہتا ہے کہ ایمان کی قوت کو پیدا کرنے [illegible]
آنیوالا ابن مریم بھی اسی ضرورت کو اپنا مشن قرار دیتا ہے۔ سنو [illegible]
جو میرے نوٹ بک میں درج ہے اور وہ واقعہ بھی اسی جالندھر کا ہے۔ [illegible]
بھائی منشی محمد اروڑا صاحب نے سوال کیا کہ حضرت ایمان کتنی طرح کا ہوتا ہے [illegible]
بہت ہی لطیف اور سلیس ہے۔ کہا۔ ایمان دو قسم کا ہوتا ہے [illegible]
پر عمل کرے اور باریک ایمان یہ ہے کہ میرے پیچھے ہو [illegible]
سنکر میری روح تڑپ اٹھی اور وجد کی سی حالت طاری ہو گئی [illegible]
پر نظر پڑنے لگی تو اُسے یہی کہتے پایا کہ اپنی صلیب اُٹھا کر [illegible]
میرے پیچھے ہو لے۔ یہی تو ایمانی طاقت کا نشوونما [illegible]
اخلاقی تعلیم کی تعمیل کے لئے عادتاً اس بات کی ضرورت ہے کہ متکلم [illegible]
کہ متکلم کی انتہائی طاقت پر ایمان ہو۔ ممکن نہیں کہ اُسکی باتوں پر [illegible]
ہے کہ چھوٹے ریفارمروں اور مصنوعی لیڈروں کی باتیں اسیوقت [illegible]
سٹیج پہ کھڑے ہو کر اپنی تقریروں سے لوگوں کو مسحور کرتے ہیں
اس نظام کو ہم انسان کی اپنی حالتیں بھی دیکھتے ہیں کہ جب کوئی صفت انسانی جذبات اور حیوانی
جوشوں کی حرکت میں آتی ہے تو معاً سانپ کیطرح سے ایک تنبیہی تازیانہ اندر ہی سے ندامت کا لگتا ہے
اسی طرح سے ہمہ اعتماد۔ ہمہ امید۔ اور شاید گستاخ کرنے والی امید کیساتھ اگر وہ بگڑ پڑے کہ آنیوالا قول ان

[illegible] ساتھ نہ ہوتا تو میں نہیں کہہ سکتا کہ ناہ میں انسان کس اندھے کنوئیں میں جا گرتا۔
چمکیلوں اور [illegible] رنے کے لئے اور کیا ہو۔ کیا خدا خدا کی آواز آوے۔ یا سورج کی چمک کی
[illegible] انسان بھی [illegible] ہے۔ نہیں تقاضائے قدرت یوں نہیں۔ پھر وہ کن رنگوں میں
[illegible] تو سمجھ [illegible] حد [illegible] گیا اور دو [illegible] ں ہی کی صورت میں دکھائی دیتا ہے
ہتھیاری رکھے بغیر آنحضرت [illegible] کریم صلی اللہ علیہ وسلم عجز وانکسار کی جامہ پہنکر مکہ میں کھڑے ہوئے
اسے خوب جانتا ہوں [illegible] پہنچ سکے۔ اگر کسی قسم کا سامان حضور کو میسر تھا تو کوئی بتلائے۔ ؟
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] رفیق اور دوست نہیں۔ سارا عرب اُن کی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ اور
خاتمہ بالخیر میں فتح [illegible] شرارت اور شرک مجسم باشندوں کو ایک خدا کی طرف بلاتا۔ اور اپنی
جورات کو سندہ ہوکر [illegible] کوئی معمولی مخالفت نہیں بلکہ مذہبی رنگ کی مخالفت۔ اور پھر مذہبی
قوتیں بہت [illegible] خلاف کہ اس سے بڑھکر اختلاف بھی ممکن نہیں۔ الغرض وہ فخر کی
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] طرف سے رحمۃ للعالمین ہو کر آئی ہے جو ایک عرب نہیں ربع مسکون
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] ساری میں پکار کر کہتا ہے سیھزم الجمع و یولون الدبر
مار دیکھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی [illegible] ہو!! کہ عنقریب وقت آتا ہے کہ ساری جماعتیں نابود اور پراگندہ
ہجو صبح تک خراٹے [illegible] بڑے [illegible] ہتھیات ان الفاظ میں موجود ہے۔ ایک جمع اس بیکسی کی
روحانی [illegible] مغلوب ہو جا [illegible] متعلق [illegible] سخر میں اُمڈا آتا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت
مرد سمجھا تیکہ وہ تہجد گذار [illegible] ں اپنے بندوں یعنے عباد الرحمن کے لئے کیونکر جوش مارتی ہے
[illegible] کو زور آور حملوں کے ساتھ اپنی چمکار دکھاتی ہے۔ غرض اس ناتوانی اور
[illegible] ہادی کامل ان کو پکار کر کہتا ہے کہ عنقریب جماعتوں کے پراگندہ اور نیست و نابود ہونیکا
وقت آتا ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ اور ترتیب بھی کیسی جامع ہے۔ دیکھو یہاں الجمع کا لفظ فرمایا۔ ساری
جماعتیں ہو سکتی تھیں کہ الشعراء۔ الفقراء۔ البطال۔ القتالون۔ السفاک۔ اسو تم پر استعمال کرتے
مگر کیوں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جاتا۔ جو کسی خاص گروہ کو مخصص کر دیتا۔ یہہ تو اسصورت میں ہو سکتا کہ

اس رسول کو اپنی قوت پر بھروسا ہوتا مگر یہاں تو وہ بات ہی نہیں - اپنی ذات میں تو وہ کچھ بھی نہیں - ایک
عاجز بیکس انسان - اس کی نظر تو آسمان کی مرضی پر ہے - اور خدا [illegible]
اسکے سامنے مجسم ہو ہو کر پھر رہے ہیں - اگر وہ رسول اپنے خیال او[illegible]
دعوے کر بیٹھتا اور وہ قطع نظر اس بات کی کہ جہوٹا مدعی رسا[illegible]
کر اپنی قوت اور آئندہ کی آثار اور قراین کو دیکھکر کہدیتا کہ جب [illegible]
بازی لیجا کر اپنی صداقت کی دلیل ٹھہرائیگا - مثلاً قصاید کی مشق [illegible]
دس بیس دن یا دو چار سال بعد نصیحوں کو کہدیا کہ تم میرا مقابلہ [illegible]
فنون میں مہارت پیدا کرنیکے بعد اس فن کے مدعیوں کو چیلنج کر[illegible]
ہے تو آؤ کرو - ایسا گمان ہو سکتا ہے اور یہ باتیں ممکنات سے ہیں [illegible]
ایک احساس کے ساتھ ہی ایک اطلاق کے ساتھ کہہ سکتا ہو کہ [illegible]
ہوں عنقریب نابود ہو جائینگی اور شکست پا جائینگی [illegible]
قبولیت کو لیکر آجائیں - وہ میرے مقابلہ میں فائز [illegible]
ایک آدمی کسی خاص شخص کو نہیں کہا - کل جماعت [illegible]
لیکن میرے مقابلہ میں نامراد ہو کر رہجائینگے - فصیح اپنی [illegible]
میرے مقابلہ میں گونگے ہو جائینگے - کوئی ہو - میرے [illegible]
بیٹر لیسٹ کرلے جو انسانی قوا کے حدود کو جانتا ہے [illegible]
ذریعہ سمجھتا ہے اس آواز میں اگر وہ سوچے ایک زبردست [illegible]
حالت میں کہتا ہے کہ کوئی ساز و سامان نہیں فکیدونی جمیعا [illegible]
لے رکھتے ہو سب خرچ کرو - اور پھر دیکھو کہ تم کو کہاں تک کامیابی ہوتی ہے
ہمارے ملک میں تو پہکڑ پر بھی مکھی نہیں چلتی - یہاں عرب العرباء کو جو ذرا ذرا سی بات پر بگڑ بیٹھتے
اور قبایل تک کی صفائی کر دینے کو تیار ہو جاتے تھے چیلنج کیا جاتا ہے اور یہ چیلنج بھی یہ کہکر ثم لا تنظرون

ہمر تیر حرام ہے۔ یہ تمہاری غیرت اور حمیت پر ایک داغ اور دھبہ ہے۔ اگر مجھے مہلت دو۔ ایک طرف عاجز اور
بیکس انسان [illegible] کو بھی سلنے کا مسالہ پاس نہیں۔ لیکن ایک بڑے وثوق اور
[illegible] ہیکلیوں اور [illegible] سماوی ایک شیر ببر کو چھیڑ سکتا ہے اور مقابلہ کے لئے اکساتا ہے۔ اور
یار عثمان بھی [illegible]
[illegible] تو سمجھ [illegible] گیا اور [illegible] ہوتا ہوں جو آنیوالی ہے۔ مبارکبادی اور خوشی کی گھڑی ہیں
تمہاری رہے [illegible] اخوت [illegible] ہونگے۔ آمین۔
اسے خوب جانتا ہو [illegible]
[illegible] ٹوٹ پڑیں۔ ان کا تو بظاہر نام و نشان تک نہ تھا۔ پھر وہ معتاب
ہو سکتی ہے۔ پس [illegible] ان پر اٹھایا تو کسے لئے دوائی اور سازش کا خیال ہو سکتا تھا۔ دراز
خانہ بالخیر میں [illegible] کا میت [illegible] ہو ساتھ ہو۔ ایسے بزرگ کی نعش کے بعد ایسا ہی
جرات کو [illegible] ہوا کہ جیسے کہا تھا سیھزم الجمع وہ کوئی غلغلہ پرداز منصوبہ [illegible]
قوتیں بہت ایک [illegible] وہ اللہ کا رسول اور [illegible] کا مرد تھا جس نے
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible] معلوم ہوا کہ کوئی قادر اور برتر ہستی اور زبردست ہاتھ
اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت [illegible] ایک ایسی ہی آواز سنائی دی۔ اور بڑے [illegible] مدد کو
وارد کیا [illegible] اور خوب لذیذ اور مقوی [illegible] سنتے ہیں یہی الفاظ بولنے والا ایک صادق امین علیہ التحیۃ
مجھے صبح تک [illegible] ان کی طاقت سے باہر ہیں۔ اور انہیں ایک ہیبت اور
[illegible] کے متعلق [illegible]
روحانیت کے مغلوب ہو جاتا [illegible] بولتا ہے تو اس کو ابھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ افسوس ہے
صرف [illegible] وہ تہجد گذار [illegible] ہیں۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جو آمنا وصدقنا کہکر فاکتبنا
[illegible] ہیں۔ ایک شخص نے اپنے زعم میں خیال کرکے کہ عقل کے
[illegible] حقایق عالیہ بیان کرتا ہے۔ اور در حقیقت بعض لوگوں میں یہ مرض ہوگا
سرایت کر گیا ہے کہ وہ بڑا عالی خیال ہے۔ تین سال پیشتر ایک شخص نے جس کو چودہویں صدی میں
خوش وقت بڑا ہوگا۔ خط لکھا کہ امام الوقت کا انتظار کیا جاوے۔ اسنے کہا اس خط میں معقولی تحریر کرنا۔

سید احمد خاں پر ختم ہوا - اور تقریب درج سید احمد بریلوی پر تمام ہو گیا - اب ہمارے لئے کسی دوسری امام کی تقلید

ضروری نہیں - اور خدا تعالیٰ کی وحی کی بابت یہ ہے کہ وہ دل سے پھوٹ [illegible]

فوارہ زمین سے پھوٹ کر اس کے منہ پر تھپیڑ مارتا ہے - انہوں کی [illegible]

الٰہی کے تمناور کا دل تڑپ اٹھتا ہے کہ کیا کیفیت وحی الٰہی کی [illegible]

ہوئی کہ دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام کو اس وقت جبکہ ان کے [illegible]

لئے ہو رہا تھا - کیا خبر تھی جب وہ ایک اندھے کنوئیں میں بغرض [illegible]

عمر دس بارہ سال کی ہوگی - اور اس امر کا پتہ لگانے کے لئے کہ وہ کس [illegible]

خود قرآن کریم کے الفاظ ہی بتلا دیتے ہیں کہ وہ ابھی سن تمیز کو نہ پہنچے

اے ابا جان! اس یوسف کو ہمارے ساتھ بھیج دیجے! ذرا چرے چگیگا [illegible]

لئے کافی ہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آپ قوت دماغ بھی نہ ر[illegible]

دل کی چھوٹے بچے کی ہوتی ہے ویسی حالت ان کی تھی - عمر کے لحا[illegible]

کسی دوسری تاریخ یا کتاب کی ضرورت نہیں بلکہ خود کتاب مجید [illegible]

کوئی ایسے باوقعت نہ تھے - بلکہ کھیل کود کی زیادہ مطالب [illegible]

کے خیالات کہاں تک ایک بچہ اپنے اندر کہہ سکتا ہے - آپ اسی [illegible]

منصوبہ سازی سے اندھے کنوئیں میں ڈالا جاتا ہے - جہاں سے [illegible]

ہم لا یشعرون - سن او یوسف! یہ معاملہ جو تیرے نامہربان [illegible]

ختم کہاں کرتے ہیں کہ تو عظمت اور جلال کی کرسی پر بیٹھیگا - اور ان کو تیر[illegible]

بام وہم میں وہ اس عظمت اور جلال کا ہی اشارہ کر دیا جو بعد میں حضر[illegible]

گیا - بام وہم میں تو یہ اشارہ ہے اور ناشر بھائیوں کی کرتوت دکھائی ہے - اور [illegible]

بتلایا ہے کہ اس وقت زرق برق اور شان و شوکت ایسی ہوگی کہ وہ پہچان نہ سکینگے کہ وہ عاجز بچہ جو ایک

تاریک کنوئیں میں ڈالا گیا - کہاں ہے؟ - اور یہ جاہ و جلال کہاں ہے؟ اب ان [illegible] جو وحی الٰہی کو [illegible]

دل ہی کی ایک کیفیت بتلاتے ہیں - کوئی پوچھے کہ کیا یہ دل سے پھوٹ کر دل ہی پر پڑتی تھی - اس اندھی
کی [illegible] ہے تو زیادہ تھی - جو کسی رمال اور قرعہ اندازوں کو یہ بات حاصل کرنی
[illegible] بت یا وہی اثر تھا - آخر کار ایک عجیب سلسلہ چلتا ہے جس سے پتا لگتا ہے
[illegible] پھیلیوں اور [illegible]
[illegible] ظ حضرت یوسف کو اندھے کنوئیں میں بشارت کی صورتیں سنائے -
[illegible] وہ وہ تھا جو ذات پر پورا متصرف اور قادر ہے - ممکن تھا کہ کوئی ایسی
[illegible] جاتے اور نقش قدم کا پتہ نہ لگتا - اور یا کارواں جو چین یا کسی اور
[illegible] تا - یا کارواں اسے ایسی طرف لیجاتا جہاں اس نور کے فرزند کو کوئی
[illegible] مصر کی طرف قافلہ کیوں جاتا ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قدرت -
ہو سکتی ہے - پس [illegible]
خاتمہ بالخیر میں [illegible] ہے جسنے یہ الفاظ کان میں ڈالے تھے - ایسے تصرفات کو معلوم کرنے کے
جورات کو بندہ ہو کر [illegible] کی راہوں میں قدم نہ رکھا جاوے تو عدم تعمیل کا زلزلہ پیدا نہیں
قوتیں بہت [illegible] م ہوتا ہے - لیکن کیا کبھی کسی نے محسوس کیا ہے - میں قسم کھا کر
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ [illegible] سلسلہ قائم ہوا ہے میں اسکی نظیر نہیں پاتا - اس سلسلہ میں
اور طاقت کر سکتی ہے - بہت [illegible] بیان کرنیکی طاقت نہیں پاتا - اس لذت اور ذوق کو
مار دیکھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور [illegible] بتلاؤ کہ اس احتظاظ کو میں لفظوں کا لباس پہنا کیونکر سکتا ہوں
مجھو [illegible] شروع کرتا ہوں - قافلہ مصر کو جاتا ہے - ممکن تھا کہ وہ کسی ایسے
[illegible] کسکے متعلق [illegible] ہیں کوئی نہ پوچھتا - مگر نہیں - وہ عزیز مصر کے پاس جاتا ہے جہاں
روحانی [illegible] مسلوب ہو جاتی [illegible] کی بیوی اسپر فریفتہ ہوتی ہے - آخر قید خانے تک نوبت پہنچ جاتی ہے
صرف [illegible] سمجھا تیکہ وہ بہجہ گذار [illegible]
[illegible] ان الفاظ کو پھر زیر نظر رکھو - وہاں تو امارت کی کرسی پر جاہ و جلال کے ساتھ
[illegible] یہاں اسوقت بظاہر الٹے آثار نظر آتے ہیں کہ بجائے امارت کی بجائے جیلخانہ کی
کوٹھری میں پڑے ہیں - یہی تو تصرف الٰہی کے اثبات اور ایمان کو عرفان کے درجہ تک پہنچانے کی سبیل ہے
اُسی جیل میں دو اور قیدی آتے ہیں - خدا اُن کے سر میں گدگدی پیدا کرتا ہے - اور خواب نظر آتا ہے -

اب وہ سلسلہ شروع ہوتا ہے - اور آثار نظر آنے لگے کہ وہ ایک دن [illegible]
بیٹھینگے - ادہر عزیز مصر کو خواب آتا ہے ساری دنیا سفر مصر کے عاجز رہیگی [illegible]
کیا معاملہ ہے - وہ قیدی جو زنداں میں خواب کی تعبیر حضرت یوسف [illegible]
بھول جاتا - مگر نہیں - وہ حضرت یوسف کا ذکر کرتا اور انکو بلائے [illegible]
چونکہ کنعانیوں کا رجوع طبعاً مصر کی طرف تہا - تب پانیوں پر خدا [illegible]
طور پر خدا کو جنبش کرتے ہوئے دیکھتے ہیں - تاسف اور آہ کو ساتھہ کہہ [illegible]
وہ آدمی ہے جو فلاسفر ہے - ابداً ابداً خلاصہ کلام یہہ ہے کہ میرے دل [illegible]
جاگزین ہوگئی ہے کہ خدا کی ہستی کے لئے احکام اور شرائع کی تعمیل [illegible]
ذریعہ نہ تہا - جیسے انذاری پیشینگوئیاں ہیں اسی لئے یہہ پیشینگو [illegible]
عبدنا - الی الایۃ ہے -

اب میں اپنے مقصد کی طرف آتا ہوں - اور اپنے [illegible]
امام کو بڑا محسن پاتا ہوں - اس زمانے میں بڑے فصیح البیان [illegible]
دلبستگیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں - سید احمد صاحب خوا [illegible]
فصیح لبل سکتا ہے یا لیکچر دے سکتا ہے تو ایک آریہ اور برہمو [illegible]
اکتفا نہیں کیا کہ قرآن فصاحت و بلاغت ہی میں بینظیر ہو - بلکہ [illegible]
کی اس روش میں پیشینگوئیوں کا سلسلہ ہے جو آج تیرہ سو سال بعد [illegible]
آج پہر زمانہ کو معلوم ہو سکتا ہے کیا ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے - کہ خدا قادر [illegible]
عملی حالت کمزور ہو رہی تہی - اور بہایم کی طرح سننی تک نہ تہی - یا انہوم نہ آتا ہے
سے صاف سمجھہ میں آیا ہے کہ قرآن کریم کے لانیوالا مقتدر منتقم - خدا کی طرف سے لایا جو مالک یوم الدین
ہے - اتنا بڑا احسان اُس انسان کامل کا ہے کہ اگر تمام مسلمان بہی اسکے شکریہ میں پیشانیاں رگڑ رگڑ
کر گہسا دیتے تو بہی ایک شمہ ادا نہ کر سکتے - لیکن افسوس تو یہہ ہے کہ اُنہوں نے کچھہ بہی نہ کیا -

مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو پھر دنیا میں قائم کیا۔ اور پھر اپنی زندہ اور [illegible] ذریعہ دکھایا جاتا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اب اس مبارک زمانہ [illegible] میری دلی آرزو اور بڑی تمنا اور یہی پیاس ہے کہ خدا تعالیٰ [illegible] میری بات یاد رکھو اور حضور دل سے سن لو کہ اگر ہم نے یہ کر لیے [illegible]

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

[illegible] عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

کی تقریر

[illegible] دسمبر ۱۸۹۸ء

[illegible] من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ میں اس آیت کی ترتیب میں غور کرتا تھا کہ اس مقدس کتاب کی تعلیم میں

جو ھدی للمتقین ہے اس مقام پر ضرورت کیا ہے - تدبر کرنے سے یہہ بات دل میں ڈالی گئی کہ جب
اللہ تعالے نے ذالک الکتاب لاریب فیہ کہکر دعوے کیا اور [illegible] تو یہہ ایک
نظری اور عقلی ثبوت تہا - اور ایسا دقیق تہا - کہ مستقیم فراست [illegible]
آسکتا تہا گویا اُس کی ہدایت اور مخاطبت کی انتہا متقین [illegible]
مخاطب کل دنیا اور ساری عقلوں سے تہا اسلئے صرف ھدی [illegible]
بلکہ یہہ ایک ضروری اور لازمی امر تہا کہ وہ قایل کرنے کی وسو[illegible]
عقل پر کہنے والیکو اپنے متکلم کی عظمت اور جلالت دکہا دیا - اور [illegible]
اسکے بعد یہہ خیال پیدا ہوا کہ اس تحدی کے اندر کونسا ایسا لفظ [illegible]
لاریب فیہ کا پورا پورا ثبوت ہے کہ اس کتاب میں کسی قسم کے شک و شبہہ کو [illegible]
یہہ صحیفۂ مطہرہ خدا تعالے کی طرف سے ہے - کوئی لفظ ایسا ہو [illegible]
دوسرے لفظوں میں نہ ہو سکتی تہی - آخر یہہ بات سمجہ [illegible]
غور کرو - جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کریم اسطرف متوجہ [illegible]
تمہارے سامنے ہیں - ہاں وہ اشیاء جن کو انسان [illegible]
پہلو میں بے نظیر اور بیمثل ہیں - کیا مطلب [illegible]
کتنی ہی چہوٹی کیوں نہو - اور مصنوعی چیز خواہ کتنی [illegible]
پس مثلہ میں اشارہ ہے کہ اس کتاب کی مثال بنا [illegible]
بنا سکو تو سمجہ لو کہ خدا کی طرف سے نہیں - لیکن اگر ایسی [illegible]
کسی مصنوعی چیز کا مقابلہ قدرتی چیز سے نہیں ہوا اور نہیں ہو [illegible]
ہو جائیگا کہ یہہ کتاب بہی خدا کی طرف سے ہے جس کی نظیر کوئی دوسرا [illegible]
دنیا میں اس تحدی پر بہت لوگوں کی نظر تہی - ایک قوم تو وہ ہے جنہوں نے سچی فراست دیکہہ بہال کر
لاحظہ اور تدبر کرکے بہ ہزار خوشی اسکو منجانب اللہ سمجہ لیا - اور پورے انشراح صدر کے ساتہہ اسکو خدا کا اعجازی

کلام بنا لیا۔ اور قرآن کے مختلف شعبوں کی خدمت میں مصروف ہو کر اُس کی صداقت کا کچھ اور بھی مزا پا لیا۔

لیکن بعض بے سمجھوں نے بطور اصل موضوع کے بلکہ اُن کی تحریک کے میلان اور طبایع کی افتاد سے اس

[illegible] ہی قوموں نے حریری اور متنبی کو مقابلہ کے لئے پیش کیا۔ خود تو [illegible] ہیلیوں اور [illegible]

الیعت لیکن افسوس ان غبی اور بلید الطبع قوموں کو یہ سوجھا [illegible] بیان بھی [illegible]

سوجھا کہ ان کی تصنیفات قرآن کریم کے برابر اور ہمپایہ ہو گئی [illegible] صداقت [illegible] گیا اور وہ [illegible]

کی فصاحت اور بلاغت کے ویسے ہی قایل اور عاشق ہیں [illegible] تو سمجھ [illegible] جاری رکھے جیسے [illegible] آخرت کا [illegible]

اور سید کی بنا پر متنبی اور حریری کو قرآن کریم کے مقابلہ میں [illegible] ہوتی [illegible] قرآن کی شان [illegible] سے [illegible] شان [illegible] ف اور [illegible] بلکہ

ن کے ورکس کو پیش کیا۔ اور کہا کہ ان کی کوئی نظیر نہیں۔ کاش

ملٹن کو مقابلے کے لئے پیش کرتے۔ وہ اتنا تو دیکھ لیتے کہ [illegible] جرات [illegible]

ڑا کھیل۔ وہ تو پلیز جی کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] قومیں بہت [illegible] کے بغیر [illegible]

ہے کہاں کسی کو مقابلہ کے لئے بلایا ہے۔ بڑے بڑے [illegible] یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی [illegible]

ضرورت ہی کیا پڑی تھی کہ خلاق فاضلہ کا مقابلہ [illegible] اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت

الفاظ کی خوبیوں میں اس مہیمن کتاب نے تحدی [illegible] مار و کہ کھانے میں اور خوب لذیذ اور مقو [illegible]

رابر بھی نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی ساری عمر سر ٹپکے [illegible] وہ بڑے [illegible]

تک الفاظ میں بھی یہ تحدی ممکن نہیں۔ پھر دان [illegible] مجھ صبح تک خوراک [illegible] کے متعلق [illegible]

ی! پہلے زبان پر پوری حکومت تو حاصل کر! اس کی لغت [illegible] روحانی کے مسلوب ہو جا [illegible]

ب کیا ہے؟ کتنا بڑا دعویٰ ہے فیضی کو کہا جاؤ فصاحت [illegible] صرف سمجھائیگا وہ بیحد گذار [illegible]

ی شان میں شاعروں کو ان شاعرانہ ٹکڑوں کی شان میں مبلغ قولا [illegible]

[illegible] بی نے متنبی کی طرف۔ اور خشک فلسفی کو سچے فلسفہ کے مقابلہ کے لئے بلا کر

کہا جاؤ! میرے مقابلہ میں استدلال لاؤ۔ قرآن نے اللہ الصمد جیسے جملہ کہہ کر کسی خاص شاخ اور شعبہ کو

سعید اور محدود نہیں کر دیا۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ قرآن کا بیان کرنے والا کسی خاص فن میں
اپنی مشاقی اور مہارت کی مشاقی پر لحاظ کرکے نہیں کہتا کہ فلاں شعبہ [illegible] کہا
کہ بہ ہیئت مجموعی مقابلہ کرو یا بہ ہیئت انفرادی کرو۔ غرض جیسے جن طرح [illegible]
انفرادی کے لئے یہ دلیل ہے کہ من مثلہ میں من کا جو لفظ [illegible]
قرآن کریم میں جو لا انتہا عجائبات ہیں۔ اور مشید اعجازی اوصاف [illegible]
مقابلہ کرو تو کامیاب نہ ہو سکو گے۔ پہلے بہیئت مجموعی۔ پھر بہیئت [illegible]
معلوم کیا کہ یہ استدلال اشارۃ النص اور عبارۃ النص سے نحو [illegible]
دل شعور کے ساتھ تحدی کرتا اور دنیا کو چیلنج کرتا ہے کہ اسکا مقابلہ [illegible]
میں ہے۔ آیا کسی خاص طرز عبارت یا اس میں جو گہے اندر ہے تو داد [illegible]
شہداکم کا لفظ اس وسوسہ کو خوب دور کرتا ہے۔ کوئی خاص مقابلہ [illegible]
وشعاکم وغیرہ اس قسم کے الفاظ مستعمل ہوتے۔ اور بہت سے [illegible]
یہ بھی اشارہ ہے کہ شہدا بمعنے مشہود آیا ہے۔ یعنی ہر [illegible]
بدیہی بات ہے کہ سامعین حالت تحت میں ہوتے ہیں۔ [illegible]
زمانے کی فلاسفی بھی یہی ہے۔ کیونکہ جو شخص فیض [illegible]
وہ فوقیت رکھتا ہو۔ مشہود کے معنے یہ ہیں کہ تمہارے مجموعہ [illegible]
جس جس فن یا علم میں رنگ ہے۔ نظم میں بھی۔ نثر میں [illegible]
کسی بات میں پوری دسترس ہو اور وہ اس فن میں مشہور ہو۔ یعنی [illegible]
دنیا گواہی دے سکتی ہے کہ وہ ہر فن میں مشہور ہیں۔ ان کو مقابلہ کے [illegible]
زبردست ہستی کا ہاتھ کسکے ساتھ ہے یہ اور اگر اس تحدی کو دیکھکر بھی [illegible]
اور نظر آسمان پر نہیں جاتی کہ بیشک اس قدر طاقت خدا ہی میں ہے۔ اور یہ اسکی ہی [illegible]
کم از کم اس انسان کی طرف دیکھکر کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچ جاؤ کہ وہ عام انسانوں کی طرح بے سبب شریک کے تمام لوازم [illegible]

لوازمات رکھتا ہے - لیکن پھر بھی اپنی ذات کی نسبت پوری بصیرت رکھتا ہے - اور کسقدر قابلیت [illegible]م فنون
میں [illegible] دعوے وادعوا بہت کم کرتا ہے۔

[illegible] پہیلیوں اور [illegible] مرسلات اور ملفوظات کو جو دنیا دکھا سکتی ہے اکٹھا کر پڑھ جاؤ اور ملاؤ کر
[illegible] بھی [illegible] پا دینے والی تحدی کی ہے ہو وید توریت وغیرہ پڑھو اور ان میں
[illegible] ان کتابوں میں کیا دنیا کی کسی کتاب میں تحدی نہیں کی گئی۔
[illegible] کیا بات ہے جو خدا نے یہہ روش اختیار کی یہ ممکن تہا کہ دوسری
[illegible] نہ ہوتی - قرآن کریم نے ہی کیوں تحدی کی ہو تو اسکا جواب جیسا کہ
[illegible] چونکہ قرآن کریم کل دنیا کے لئے اور تا بقیامت آیا ہے جس عرصہ دراز
[illegible] ہونیوالی قومیں پیدا ہو جاینگی - اسلئے اس تحدی کو رکھہ کر کہا کہ اُس
[illegible] دیکھیں کہ وہ کیونکر اپنی عاجز ہستی کی بنا پر اور صرف اپنے قوا پر بہروسہ
[illegible] جرات [illegible] ہی کر سکتا ہے - جب تکہو کہ خداتعالے کے ساتھہ اسکے زبردست
قوتیں بہت [illegible] دن لگتے ہیں - اور قلب کے متعلق بہت سے علوم اور تحقیقاتیں
یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ [illegible] بلقن زمانہ میں بڑے بڑے دعوے لوگوں نے کئے ہیں کہ
اور طاقت کر سکتی ہے - بہت [illegible] ہی حالت کا اندازہ لگا سکتے ہیں - میں اسوقت ان سب کو دنگی
مار دکہاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقو[illegible] ہی جانا چاہتا - کیونکہ ان پر بحث کرنے کے لئے ایک کافی وقت لگتا
مجھو [illegible] تک خراب [illegible] طول ہوگا - اسلئے انکو یہیں چھوڑ کر اپنے مطلب کی طرف آتا ہوں
روحانی [illegible] متعلق [illegible] بات معلوم ہوتی ہے کہ کیونکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوزیشن کا
[illegible] وہ [illegible] ہیبت اور جلال سے بہرا ہوا دعوی کر سکتا ہے - کہ اللہ کے سوا اپنے تمام
[illegible] میں جو نئی باتوں کی تحقیقات کی عاشق ہے یہہ بات پیدا ہوئی کہ من دون اللہ
کا لفظ کیوں کہا ہے سو یاد رکھو اجو میرے مکرم مخدوم مولانا سید محمد احسن صاحب نے فرمایا ہو اسکے ضمن میں
یہہ دکھانا مقصود تہا کہ یہہ تو اللہ کی طرف سے ہے اور تم اسکے مقابلہ میں تمام دنیا کو بلا لو - گو یا اسمیں شعور قلبی اور

اُس بصیرت کو دکہانا مقصود تہا جو ہمارے سید و مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نسبت تہی کہ اللہ کی طرف سے
تو ہوئے ہم باقی دنیا تمہاری ہے اُسکو مدد کیلئے بلاؤ - مگر استقلال او [illegible]
اسوقت زندہ ہے - اور قیامت تک زندہ رہیگی - سلیم الفطرت انسان [illegible]
طرف سے ہے کسی انسانی دل و دماغ کا نتیجہ نہیں - غرض اس تحدی کی [illegible]

خدا مولوی حسن علی مرحوم پر اپنا رحم اور برکت نازل کرے [illegible]
خاتمہ بالخیر ہوا - اور وہ قابل رشک خاتمہ ہے کہ وہ امام الزمان کی محبت [illegible]
رکہتا تہا - میری دلی تمنا اور سچی چاہ یہی ہے کہ میرا ایمان مرزا صاحب کی [illegible]
اسی صادق امام کی محبت میں ہو - حسن علی اس غدار دنیا سے اُٹھ گیا - ا [illegible]
ہی خاتمہ ہوا - لیکن کسقدر خوشی کی بات ہے کہ غداری کا داغ اُسنے نہ [illegible]
محفوظ رہا - اور اسی ایمان پر وصال پاگیا - خدا ایسا ہی خاتمہ میرا اور [illegible]

غرض ۱۸۹۳ء کا مذکور ہے جبکہ ایجوکیشنل کانفرنس [illegible]
ڈپٹی کلکٹر اور سیٹھ عبد الرحمن بہی علی گڈہ میں ہتے [illegible]
سوال کیا کہ آپ مرزا صاحب کی صداقت کی کوئی ایسی دلیل [illegible]
صوفیوں کے مذاق کا ہے - اسلئے آپ ایسی ہی [illegible]
سنئے یہہ بات آئی کہ مولوی صاحب جس دلیل سے رسول اللہ صلی [illegible]
مرزا صاحب کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے - اور میں نے رسالت کی [illegible]
کہ کیا رسول اللہ کو خود اپنی رسالت پر ایمان تہا یا نہیں - دوسرے اُن [illegible]
رسول اللہ مانتے تہے یا نہیں -

امر اول کے لئے جو دلایل قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں اُن کو اسوقت میں [illegible]
بلکہ علی البصیرت جو بڑی مستحکم دلیل میخ فولاد کی طرح میری روح میں اتری ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے - اتمم الصلوۃ آپ کے مونہہ سے نکلتا ہے - اب دیکھو اگر صرف قوم کو

بنا لینے کی خاطر [illegible] یہہ ایک فقرا ہوتا یا تراشیدہ بات ہوتی تو کیا یہہ ہو سکتا تہا کہ یہہ لفظ کہنے والا
[illegible] ف دیکہو کہ وہ بڑے بڑے لیڈر اور ریفارمر کہلا کر خود ہی اپنی باتوں پر
[illegible] پیکیوں اور [illegible] ہر لیس قیم الصلوۃ کہنے والے کو دیکہو کہ اُسکی تعمیل میں راتوں کو
[illegible] زمان بہی [illegible] ہو تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو یا ؤں سوج سوج جاتے ہیں
[illegible] عداق [illegible] گیا اور دو [illegible] ہی تو ہنیں کرنے دیتی - تاریک راتوں میں نصف اللیل کو
[illegible] بہاری رکہے [illegible] آخرت کا [illegible] اوقات تعمیل ارشاد آلہی میں سورۃ البقر - آل عمران اور النسا
[illegible] یا ہی ہیں حکم کی تعمیل کا خیال دل سے محو ہنیں ہوتا - کیا جب تک کہ
[illegible] ہی ہوتا تو اسقدر پابندی اپنے عیش آرام کو قربان کر کے کیوں کرتی؟
[illegible] طبع سے کہ تعمیل مجسم ہو جاتا ہے نہ ٹلنے والا اطیع لے اپنے خیالوں اور
[illegible] کہ یہہ پابندی اقامت نماز کو دیکہکر دل اُسکی صداقت کی لئے
[illegible] الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کہکر دوسروں کو
[illegible] قو [illegible] خود ہی رطب اللسان ہے - جس طرح ہم خدا تعالی کی
[illegible] طرح خود وہ مقدس ذات بہچ عرفان سے جسکا احاطہ ہی نہیں
[illegible] کہتا ہے [illegible] - جیسا اُنہوں نے اپنے طریق عمل سے ظاہر کیا - رسول اللہ
[illegible] مجہو صبح تک [illegible] میں کی ہے اُسکی نظیر بہی دنیا میں نہیں ہے - دنیا کی
[illegible] روحانی کے [illegible] ہیں - مگر میں خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ کسی منکر رسالت کے
[illegible] صرف [illegible] سمجہایگا وہ بہجہ گذار [illegible] اُسنے یہہ کہا ہو کہ رسول کہتا ہے پر کرتا نہیں - اعتراضوں کے
[illegible] ہیں کہ لما تقولون ما لا تفعلون - غور کی بات ہے کہ کیا کوئی
[illegible] کی [illegible] بیدہ باتوں کا مطیع و منقاد ہو سکتا ہے - ہم خود اچہی اچہی باتیں بتلاتے ہیں
ہم سے زیادہ متکلمین - پولیٹیکل ریلیجس اصول بتلاتے ہیں - مگر جتنے سرسری نگاہ سے ہی دیکہہ لیا ہوگا
کہ وہ خود کر ہی نہیں سکتے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٢٣ سال تک پابند رہنا - اور حضور کے

ہم کا سے دہم لو الدوستوں کا تین سال تک اسپر قایم رہنا اور یقین رکہنا ایسا شاہد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو پورے شور قلب سے اپنے نبی ہونیکا یقین تہا۔ دوسری بات کہ رسول اللہ [illegible]

خلوت و جلوت میں رہنے والے بہی اُنکو رسول اللہ مانتے تہے [illegible]

عنہا کی مثال یہی ہے ۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک [illegible]

ہیں ہم کیا عائیشہ صدیقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible]

بے تکلفی ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کا حسن [illegible]

کبہی ہو ہی نہیں سکتی ۔ بجز عورت اور مرد کے تعلقات کے ۔ کیونکہ [illegible]

ہو سکتی ۔ یعنے جماع ہی بے تکلفی ہے ۔ اسی وقت میں بڑے بڑے [illegible]

حالت میں ہوتے ہیں کہ اُس سے بڑہکر کبہی ممکن نہیں ۔ اُسوقت عور[illegible]

وہ عورت بہی اگر اُسکے نبوت کا ثبوت دے تو یقیناً جان لو کہ [illegible]

افک اور بہتان صدیقہ پر باندہا گیا۔ اُسوقت رسول اللہ صلی [illegible]

آخر رسول اللہ نے عائیشہ سے کہا کہ اپنے باپ کے گہر جا[illegible]

باپ کے گہر تشریف لیگئیں۔ آنحضرت صلعم کی مستمرہ عادت [illegible]

عائیشہ فرماتی ہیں کہ جب آتے تو سرسری نظر سے [illegible]

اور اس سے زیادہ التفات نہ تہی ۔ ایک دن آپ ہنستی ہو[illegible]

عائیشہ کہاں ہو۔ میں نے سمجہ لیا کہ آج کچہہ بات ہے ۔ عائیشہ [illegible]

ہوئی ۔ اب عائیشہ سے کہا کہ تو چل ۔ اُسے اب ناز ہوگیا جو باک[illegible]

فطرتاً پاک تہیں ۔ اور اب تو خدا نے آپ اُنکی بریت کردی ۔ غرض [illegible]

تشریف لائے ۔ وہ نہ اُٹہیں ۔ سارے آیتیں جب اُن کو سنائی گئیں

عائیشہ اُٹہہ ۔ اور رسول اللہ کا شکریہ ادا کر ۔ عائیشہ نے کیا کہا ۔ ہ

لا بحمدہ ولا بحمد اصحابہ بل بحمد اللہ

اس کا اور پاس کے صحابہ کا کوئی شکریہ نہیں بلکہ اللہ تعالے کا شکریہ ہے۔ میں نے اس قصہ اور واقعہ کو

[illegible] اور خوشی کے لئے میری روح ڈوب گئی۔ آخر جس رسول نے کہا تہا کہ اپنے

[illegible] اپنے گہر اٹھکر چل۔ القصہ جو لوگ کتب سیرت سے واقف ہیں وہ ہزارہا

[illegible] اسطرح خود حضرت نے اپنی عملی زندگی سے اپنے ایمان اور رسالت کا ثبوت دیا اسیطرح

[illegible] آپ پر پورا ایمان اور یقین رکہتی تہیں۔ اب اسیطرح ہمارے امام سیدنا

[illegible] حضرت کے پاس بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا تو مجھے یہ نکتہ معلوم ہوا

[illegible] کو اپنے آپ پر یقین ہے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ آئینہ کمالات جب شروع

[illegible] تہا۔ اسمیں بڑا بہاری اندازہ تہا۔ صبح کا وقت تہا نماز پڑہکر اندر تشریف لیگئے

[illegible] رہتا تہا۔ میرزا صاحب دوڑتے ہوئے آئے۔ اور آپکے چہرہ سے خوف کے آثار

[illegible] آپکے چہرہ سے ترشح ہوتا ہوا کبہی نہ دیکہا تہا۔ اور کہا کہ یہ الہام ہوا ہے

[illegible] کہ عبدالکریم کے دل میں ایک وجہ ثبوت یہ بہی ہے۔ اگر کوئی

[illegible] سیرح الہام کی وقعت کرتا ہے جسطرح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] حالت میں ترساں و لرزاں دیکہا ہے۔ ایسا ہی بشیر

[illegible] اور میں نے دیکہا ہے کہ جب بشیر کا الہام ہوا ہے تو

[illegible] بکرے ذبح کرکے خاص دعوت کہلائی ہے ایک مومن کے لئے

[illegible] یقین ہو گیا ہے کہ اسکے دل میں واقعی یقین ہے۔ اسکے پاس بیٹھنے

[illegible] وجہ بہت اسپر یقین رکہتے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ ام المومنین

[illegible] بہی اسکو منجانب اللہ مانتی ہے۔ اسکے بیان کی ضرورت نہیں۔ اور عورتیں بہی

[illegible] علی قدر عقولہن ہیں مانتی اور یقین کرتی ہیں۔ ایک ایسی عورت کی بات ہے جو بہر سکی

طرح میں سمجہتا ہوں مکلف نہیں۔ اگر وہ مکلف ہو تو وہ بہی ہوگی۔ گرمی کے دنوں میں آپ برآمدہ میں بیٹہے

ہوئے تہے۔ دریچہ میں سے گذر کر غسلخانہ ہے۔ جہاں عورتیں نہا لیتی ہیں۔ اسنے غرض یا برہنہ بدن ہوکر

غسلخانہ میں جانا چاہا۔ ایک دوسری نے کہا۔ تینوں وشدا نہیں ادہ [illegible]

مرسے جے نون کجھ لبھدا ہے یہہ وہ گواہی۔ [illegible]

عورتیں کے دلانے میں کیسا شور ہو کر شہادت دیتی ہے۔ اور [illegible]

ہماری گواہی کسی قابل ہے اور خدا کے فضل سے ہم قابل ہی ہیں اور [illegible]

ہم مرزا صاحب کی ساتھ ہیں*۔ جب سے کہ آپنے پبلک لائف میں قدم رکھا ہے [illegible]

اور یہ بڑی بھاری شہادت ہے کہ حضرت مرزا صاحب اسطرح صادق ہیں [illegible]

میں نے دیکھا ہے کہ جسقدر بے تکلفی ہوئی اسیقدر رعابت سی ملی [illegible]

بیٹھنا دیکھا۔ اور ہر روز اور ہر فعل میں مجھے ثبوت ملا کہ یہہ شخص تکلف اور بناوٹ [illegible]

مارتا ہے جیسے رسول اللہ نے قدم مارا ہے۔ میں جب اس حد تک پہنچا تو دیکھا کہ [illegible]

اور ایک وجد سا ان پر طاری تہا۔ وہ اس وجد کی حالت میں کود کر آئے [illegible]

جزاک اللہ جزاک اللہ! اس سے بڑھکر اور کسی دلیل کی ضرورت [illegible]

بات کی طرف انسان کو توجہ کر دیتی ہے کہ کبھی ایسا ہوا ہے [illegible]

اور ان کو اپنی صداقت کی دلیل ٹھہرا دی۔ ہرگز نہیں جب تک کہ [illegible]

ممکن نہیں کہ ایسا ہو سکے اسی زبردست طاقت کے بھروسہ پر رسول اللہ [illegible]

اس ترکیب سے یہہ کوئی درشت پیرایہ نہیں۔ ادعوا کے معنی [illegible]

عرب میں قاعدہ تہا کہ اگر کسی قبیلہ کے کسی شخص کو کوئی تکلیف پیش آتی [illegible]

پکار اکرتا تہا۔ اسوقت قوم پر فرض ہو جاتا تہا کہ خواہ وہ کسی کام میں مصروف [illegible]

آتے تہے۔ کوئی شخص ایسا نہ تہا جو اس دہائی کو قومی اور ملتی فرض نہ سمجھتا ہو۔ اسی [illegible]

واد عوا شہداکم۔ ذرا دہائی دیکر اپنے معاونین کو بلاؤ تو سہی۔ اور پہر دیکھو کہ تم کیسے میرے مقابلہ میں [illegible]

فٹ نوٹ* یہہ راز بھی ابھی کہلا کہ حضرت اقدس جو اپنے مخالفوں کو پاس رہنے کی دعوت کرتے ہیں انمیں بہی مصلحت ہے کہ یہاں رہکر ان کو معلوم ہو جائیگا کہ اس کی زندگی کسطرح گذر رہی ہے۔ (ایڈیٹر)

زلنا [illegible] ہ لوگ راستبازوں کا مقابلہ کرنے والے کیونکر ذلیل اور خوار ہو جاتے ہیں

[illegible] پہلیوں اور رنج [illegible] کہ کیونکر یہہ قوت آسکتی ہے جب تک کہ پشیمانی نہ ہو ضرورت

[illegible] جب [illegible] الفاظ کی ترتیب پر غور کرتے ہیں ان کنتم فی ریب مما نزلنا

ہوتا تو سمجھہ [illegible] کہ مصداق گیا اور دو [illegible] غیر مصنوعی اور قدرتی چیز ثابت کرنا چاہتا ہے اور یہہ کہا کہ

آخرت [illegible]

[illegible] کے موافق عبادت کرو ان کنتم شروع کر دیا اس سے بڑا ضرورت

ہیں [illegible] حضوں نے لکھا ہے کہ رائے موہن رائے جی برہم سماج کا بانی ہوا ہے۔

بلکہ [illegible] ہو میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور امام فخر الدین رازی نے بھی کہا ہے ھکذا

[illegible]

کی نابار پر نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اسکے لیوده رہی ہوئی

[illegible] اور اسکی مرضی بغیر اسکی کتاب کے معلوم نہیں ہو سکتی۔

اس کمثلہ مثلہ اپنے متکلم کیطرح بے نظیر ہو۔ پھر ایک اور بات

نہیں ہو سکتا

مجھ مسیح تک [illegible] من الکتاب کی بجائے ما کا لفظ استعمال کرنیکی کیا وجہ تھی

رو جاتی ہے مغلوب ہوتے [illegible] ہاہے اور تمام شعبوں کی طرف اشارہ ہے۔ ایک شخص کہتا ہے میں بہادر

صرف سمجھا کہ وہ مجدد گذار [illegible] رہا ہے۔ یا شاعر فصیح۔ بلیغ ہوں۔ اور کوئی شخص کہے کہ میں

[illegible] دیکھو [illegible] اس سے ہر شخص ڈر جاتا ہے۔ چونکہ یہاں بھی تحدی کی ہے۔ اور کسی خاص شخص سے

[illegible] تحدی کی ہے۔ اسلئے مطلق اور مفید عام لفظ رکھا جاتا ہے تا کہ ہر ایک اپنے اپنے

فن میں زیر تحدی آجاوے۔

علی عبدنا میں ایک بڑی رمز ہے جو آج اس مجدد ایدہ اللہ الاحد نے پر زور تقریروں میں اشارے کئے ہیں

مخفی معلوم ہوتی ہے۔ بہت لوگوں کو شک رہا اور اعتراض کئے ہیں کہ کیا خصوصیت ہے کہ ایک بشر سے

کلام کرے چنانچہ بعض نے کہا لولا یکلمنا اللہ

اور بعض نے کہا لولا نزل ھذا القران علی رجل [illegible]

یا اگر مخاطبہ ہو تو ایک انسان بہی عظیم الشان شان کا ہونا چا[illegible]

فلاں شخص سے خدا کیوں نہیں بولا - ہمارے جیسی شکل و شباہت کا [illegible]

عبد کے لفظ میں یہہ راز ہے کہ یہہ عبدیت کے درجہ پر ہے یعنے تکلم کے [illegible] سے بہا بار

پر الوہیت کا پرتو پڑتا ہے

عبد کے مع[illegible] اور [illegible]

مقابلہ میں ڈال رکہا تہا جعل لکم الارض فراشا [illegible]

جو خدا کی شان کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ذلیل کر رکہ[illegible]

خود کچھ بہی باقی نہیں رکہتا - پہر خدا اُسے اپنے مخاطبہ [illegible]

صراط الذین انعمت علیہم - اس دعا کو موتہہ سے لگا[illegible]

کہ جو لوگ عبودیت کے درجہ پر پہنچ جائیں تو رویائے صادقہ ا[illegible]

خدا [illegible] انعام اور برکت پر برکت نازل کرتا ہے - عبد کے لفظ [illegible]

اسمیں ایک دہمکی ہی کہ یہہ تو ہمارا غلام اور عبد ہے - ہمارا غلام ہے - اسکے معنے میں [illegible]

لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا

قرآن کے ایک ایک لفظ سے فائدہ اٹھانا چاہیے کیسے پیارے لفظ ہیں لما قام رسول اللہ یا نبی اللہ نہیں کہا

اور عبداللہ کہہ [illegible] ہے [illegible] محبت کی طرف اشارہ ہے جو انسان پوری طور پر خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے قوا اور
طاقتیں [illegible] عبداللہ اُٹھا تو قریب تھا کہ اسکی لکا بوٹی کر ڈالتے - مگر
[illegible] چیلیوں اور [illegible] سکتی تھی - بڑا بھاری ذلیل کرنا علاوہ مقابلہ کے تھک
[illegible] انسان بھی [illegible] جب [illegible] اور دوسرے لئے ٹانگ ماری تو یہ کہینگے کہ مقابلہ بجا ہے
[illegible] تو سمجھ [illegible] صداق گیا اور دو [illegible] یہ عبداللہ یہ عاجز انسان جو مقابلہ کرنے والا ہی نہیں
[illegible] آخرت کا [illegible] دیکھو کہ یہ شخص انتقامی طور پر بھی مقابلہ کرنیوالا نہیں - کیونکہ
[illegible] جو عبودیت الٰہی کو پورا اور صاف اپنے اندر رکھتا ہو - اور جس کی طاقتیں
بس [illegible] شریر اور فتنہ پرداز انسانوں کے مقابلہ کے لئے نہ تو اسکے پاس کچھ
بلکہ [illegible] ڈر جاتے ہیں کہ اسکا مقابلہ کر کے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں
[illegible] ے - غرض یہ ہوا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا
[illegible] نے والی پردہ میں جیسے میرا اصول ہے - یہ تحدی کی جاتی
[illegible] ہو اور جو [illegible] مقابلہ کے لئے اُٹھے ہو - اسلئے او عباد الشیطان
[illegible] کر [illegible] ب آجاویگا - کیونکہ اسپر تو ہمنے یہ اُتارا ہے
[illegible] پھر نہ ہو لے اُن خبیث روحوں سے الگ لیکر مقابلہ
مجھ مسیح [illegible] سمجھ لئے جو ذرا ذرا سی بات پر بھڑک اُٹھتے تھے - ایسی
روحانی [illegible] مغلوب ہو [illegible] پیدا نہیں ہوتی - پھر اسی تحدی کے ضمن میں کہا فاتو
صرف سمجھا [illegible] وہ بجد گذار [illegible] ٹکڑے کی ترتیب پر بھی سوچا رہا - جس سے یہ بات میری
[illegible] ہی تو ہو سکتا تھا - اور قرآن میں دوسرے مقام پر آیا بھی ہے
لیکن اس تحدی میں بسورۃ من مثلہ کیوں کہا - تو مجھے معاً یہ بات سوجھ گئی کہ سورہ فصیل اور حد
باندھنے والی چیز کو کہتے ہیں - قرآن کریم کی اصطلاح میں سورہ معین ہی نہیں بلکہ ایک ایک آیت پر بھی اسکا
اطلاق ہوتا ہے - آیت کا لفظ بڑا بھاری تھا جس میں بہت نشانات آیات - خوارق عادت شامل ہیں

اسلئے اُس لفظ کو استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ وہ تو اول ہی ٹھان لیا ہے۔ کوئی حد باندھ لو۔ کوئی شعبہ لے لو۔
چھوٹے سے چھوٹی ٹکڑی کا ہی مقابلہ کر کے دکھاؤ۔ مگر یہ بھی کس [illegible] پہلے ہی
سے ٹھہرا لیا ہے کہ وہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ فرمایا اد [illegible]
کیا کوئی انسان ہاں منصوبہ باز۔ اور اپنی پیش نظر باتو [illegible]
جن میں کامل یقین اور ہمہ تن اعتماد کی روح کام کر رہی ہو [illegible]
کر نہ کر سکو گے۔ پھر اس آگ سے بچو جس کے ایندھن آدمی [illegible]
جوں جوں غور کرتا ہوں میری روح ایک نئی لذت اور نیا ذوق [illegible]
منکروں کو جو خدا سے لڑنا چاہتے ہیں غیرت دلائی ہے۔ اور اگر [illegible]
جوں تک نہیں رینگتی۔ وہ تو ایک مری ہوئی کیڑے ہیں۔ انہیں حر [illegible]
بھلا عباد الشیطان عبد اللہ پر کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ا [illegible]
دیتا ہے۔ بہرحال اس الناس کے لفظ میں میں تدبر ک [illegible]
رکھتا ہو کر اسکی سزا مارہی ہے۔ میں نے خوب غو [illegible]
کی جزاؤں کو اعمال کے ساتھ پوری مناسبت ہے۔ ا [illegible]
پوچھیں کہ اس جرم کی سزا تین ماہ قید کیوں ہے۔ [illegible]
ایمان اور دعوے ہے کہ قرآن کی جزاؤں کو اعمال [illegible]
القرآن ایک مقام پر کہتا ہے ذهب الله بنور [illegible]
نگاہ سے دیکھتا ہے اُسے نور ہی نو [illegible]
...... لیکن احمق جو اس نور سے مقابلہ کرتا ہے۔ [illegible]
[illegible] کیونکہ وہ ضد اور ہٹ سے باز نہیں آتا۔ اسلیئے وہ اسکی سزا ہو جاتی ہے
اللہ کے متعلق میں نے کی ہے۔ جو میرے مذاق اور سائینس اور لاجکل کے فلسفہ دانوں کے لئے بہت کچھ ایمان کا
موجب ہو سکتی ہے۔ اگر وہ تدبر کریں۔ نار عربی زبان میں لڑائی کا اشارہ بھی ہے۔ علم تعبیر الرویا میں اگر کوئی

شخص دیکھے کہ آگ لگی ہوئی ہے تو لڑائی ہوگی - چونکہ تعبیر الرؤیا بھی قرآن کے فیوض اور برکات کا
ایک شعبہ ... یہہ تعبیر قرآن سے ہی لی گئی ہے - چنانچہ موسیٰ علیہ السلام جب اپنی
بھی آگ دکھلائی جاتی ہے - جس میں اشارہ تھا کہ فرعون کے ساتھ
معبرین نے یہہ اصول قرآن سے لئے ہیں - اسلئے النار کا
یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ آگ رگڑ سے پیدا ہوتی ہے - اور یہہ ایک
سے پیدا ہوتی ہے - اب چونکہ تم مقابلہ کے لئے اُٹھے ہو - اور
ر سے جو آگ پیدا ہوگی اسکا شرارہ اسی کو بھسم کریگا جو کمزور اور ضعیفی
نار کی بجائے فاتقوا جہنم اور فاتقوا السعیر اور بہت کچھ الفاظ ہوسکتے
ادا کرنے کے لئے مل سکتے تھے - لیکن یہہ فصیح و بلیغ لفظ رکھنے والا قرآن
ایک پیشگوئی دکھلائی ہے کہ یہہ سب کے سب حرب میں بھسم ہونگے
اور تکلیفوں کے ایک لمبے سلسلہ کے بعد وہ سب کے سب
جنگوں میں اُن کو نار الحرب کا طعمہ بنا دیا - میں پھر ذرا پیچھے
توجہ لیجاتا ہوں - عبد کے لفظ میں یہہ بھی اشارہ تھا
ہے - اسپر بڑا بھاری فلسفہ ہے جسپر آج بھی دنیا لگی ہوئی
ن کہ عبداللہ ہو کر بھی تو وہ ہزار ہا صداقتوں اور علوم کو
بند کر سکو گے - اسکے لئے ایک بیّن دلیل یہہ ہے تمہارا تعلق
میں الحجارۃ کا لفظ آیا نہ الاصنام کا - الاصنام کا لفظ بھی
کے معنی ہیں پتھر اور روک کر دینا - اور الرجم سے مراد بھی یہہ پتھر اور غیر معبود
واقع ہیں - میں نے خوب خوب غور کر کے یہہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ بت پرستی سے
بڑھکر علوم کی دشمن کوئی چیز نہیں - پتھروں کا پجاری وسوسوں میں بند ہوتا اور علم حقہ کی تحصیل نہیں کر سکتا
بلکہ میں تو یہہ بھی کہتا ہوں کہ پتھر لوہے سے بزدلی پیدا ہوتی ہے - اور شجاعت نہیں آسکتی - جو علوم کے لئے

ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت جیسے یہ تقاضا کیا کہ ذات الغیب ہے۔ اور اسکی حکمت نے اسکو غیب ہی
[illegible] میں رکھنا چاہا ہے۔ مثلاً اگر خواص الاشیاء مشہود ہوتی علوم نہوتے۔ ا
[illegible] لکن خواص الاشیاء کا مخفی رہنا ہی تو اسکا باعث ہے۔ اسلئے تو کھود کر
[illegible] ایک اور بات پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے تو سرتوڑ ترقی کی باوجود خو [illegible]
[illegible] خدا نے اپنی ذات کو علوم کا سرچشمہ بنایا ہے اور اسکو مخزن علوم [illegible]
[illegible] عارف پر تجلی ہوتی ہے۔ ایک چیز مشاہدہ میں آجاوے تو تجھ [illegible]
[illegible] دن بعد اسکی طبیعت اس سے سیر ہو جاتی ہے۔ اسلئے اور کی طرف خوا [illegible]
[illegible] پر قناعت نہیں کرتا۔ بلکہ تجربات پر حریص ہوتا ہے۔ اگر سو کوٹھڑیوں کو
[illegible] سلسلہ وار کھولنا شروع کریں تو وہ سودیں کوٹھڑی کے بھی کھولنے کا آر [illegible]
[illegible] کیونکہ رکھی ہوئی ہو۔ اگر یہ بھول گیا ہے۔ اور راستہ سی بھول گیا ہے تو
[illegible] سیدنا میرزا صاحب ع گرمی گر ہست بہر کوئی دوست ۔
[illegible] غرض یہ تعلق ایسا ہی ہے جو الناس کالحجارة کے
[illegible] ایک حکیم نے کہا ہے عقل ہو تو یہ ہو سکتا ہے۔ دولت ہو تو یہ
[illegible] معقولیت نہیں اور علوم حقہ سے وقعت نہیں ہے اید
[illegible] اور ذہنی قوے سے کام نہیں لیتے اور انہوں نے عقل اور فکر کو
[illegible] ہی کاٹ کر ملا دی جائیں۔ ان کے لیے ہی ان الذین کفروا [illegible]
[illegible] فطرت نال الکافرا اپنے وجودوں میں تقاضا کر رہی ہیں کہ وہ آگ کا
[illegible] بالآخر یاد رکھو اور یہی کہکر میں اس بیان کو ختم کر دونگا کہ راستبازوں اور صادق
[illegible] بنتے ہیں۔ اور ہلاکت کا سامان اپنے ہاتھوں خرید لیتے ہیں۔ پس جہانتک ہو سکے صادقوں کے مقابلہ
[illegible] ہو کر ان فیوض اور برکات سے حصہ لینا چاہیے جو ان کے پاک وجود پر نازل ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو
اس قابل بنا دے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ فقط

...ی تقریر

...الزمان سلمہ اللہ الرحمان

(۳۰ر دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء)

...پلیوں اور ...
...عثمان بھی ... عیب ...
... حد ... گیا اور دو ...
...ہوتا تو بہجہ ...
آخرت کا ...
...ہیں

...ن کا تعلق ہماری ساتھ اعضا کی طرح ہے۔ اور یہ بات ہماری روز مرہ
...ر چھوٹے عضو مثلاً انگلی ہی میں درد ہو تو سارا بدن بے چین اور بیقرار ہو جاتا ہے
...ت اور ہر آن میں ہمیشہ اسی خیال اور فکر میں رہتا ہوں کہ میرے
...ہمدردی اور یہ غمخواری کسی تکلف اور بناوٹ کی رو سے
...ر دام و آسائش کے فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنی ہی
...نے دل میں اپنے دوستوں کے لئے پاتا ہوں۔ اور یہ ہمدردی
...دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے
...نی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک غم شامل حال
...ت ہوتی جاتی ہے۔ اسیقدر یہ غم بڑھتا جاتا ہے۔ اور کوئی
...ہم فکر اور غم شامل حال ہو۔ کیونکہ بہت قدر کثیر التعداد احباب میں سے
...میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اسکی اطلاع پر ادہر دل میں قلق اور بے چینی

... وارد ...
مجھو صبح تک خ...
... ہو جاتی کہ مغلوب ہو ...
صرف سمجھا ہے کہ وہ تہجد گذار ...

پیدا ہو جاتی ہے۔ میں نہیں بتلا سکتا کہ کسقدر اوقات غموں میں گذر رہی ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا
اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو ایسے ہموم اور افکار سے نجات دے سکے۔ اسلئے میں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں
اور سب سے مقدم دعا یہی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ مجھے تو اُن کے

ہی افکار اور رنج - غم میں ڈالتے ہیں - اور یہہ دعا مجموعی حیثیت سے کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی رنج اور تکلیف

پہنچی ہو تو اللہ تعالے اُسے اُسکو نجات دے - ساری سرگرمی او [illegible]

دعا کروں - دعا کی قبولیت میں بڑی بڑی امیدیں ہیں - بلکہ م [illegible]

ایک کل دعا ایک - مگر میں خوب سمجھتا ہوں کہ کل سے مُراد [illegible]

لیکن اگر اللہ تعالیٰ ترتیب اور اصلاح چاہتا ہو تو رد کرنا ہی اجابت [illegible]

ناکام رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خدا تعالے نے دعا رد کر دی - حالانکہ [illegible]

اجابت بصورت رد ہی ہوتی ہے کیونکہ اسکے لئے وہ بدی اور حقیقت میں [illegible]

ہوتی ہے - انسان چونکہ کوتاہ بین اور دور اندیش نہیں بلکہ ظاہر بین [illegible]

اللہ تعالے سے کوئی دعا کرے اور وہ بظاہر اسکے مفید مطلب نتیجہ خ [illegible]

دعا نہیں سنی - وہ تو ہر ایک کی دعا سنتا ہے - ادعونی استجب لکم [illegible]

کرنا ہی کے لئے خیر اور بھلائی رد دعا ہی میں ہوتی ہے -

دعا کا اصول یہی ہے - اللہ تعالیٰ قبول دعا میں ہم [illegible]

دیکھو بچے کسقدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں - ا [illegible]

پہنچے لیکن اگر بچے بیہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز [illegible]

تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دلسوزی کے کبھی گو [illegible]

جلا لے - یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے ہرگز [illegible]

سمجھ سکتے ہیں - میں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب و [illegible]

ہرگز قبول نہیں ہوتی ہے - یہہ بات خوب سمجھ میں آسکتی ہے کہ ہمارا علم [illegible]

کام ہم نہایت خوشی سے مبارک سمجھکر کرتے ہیں - اور اپنے خیال میں اُن کا نتیجہ بہت ہی مبارک خیال

کرتے ہیں - مگر انجام کار وہ ایک غم اور مصیبت ہوکر چمٹ جاتا ہے - غرض یہہ کہ خواہشات انسانی سب پر

صاد نہیں کر سکتے کہ سب صحیح ہیں - چونکہ انسان سہو اور نسیان سے مرکب ہے - اسلئے ہونا چاہئے اور ہوتا ہے کہ

بعض ... اگر اللہ تعالیٰ اسکو منظور کر لے تو یہ امر منصب رحمت کو صریح خلاف ہے۔ یہ ایک
... بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ مگر
... نیکیوں اور ... اسی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دعا کرتا ہے۔ مگر اللہ
... نقصان بھی ... ضرروں اور بد نتائج کو ملحوظ رکھکر جو اس دعا کے تحت میں بصورت قبول
... مصداق ... گیا اور دو ... اور یہ رد ہی اسکے لئے قبول دعا ہوتا ہے۔ پس ایسی دعائیں
... آخرت کا ... رد رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔ مگر مفرد دعاؤں کو بصورت رد
... ہو چکا ہے اجیب کل دعائک۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ
... نفع اور مفید ہی قبول کیجائینگی۔ میں جب اس خیال کو اپنے دل میں پاتا ہوں تو
... ہے۔ جب مجھے اول بھی اول الہام ہوا۔ قریباً چھبیس یا ستائیس برس کا عرصہ
... تعالیٰ میری دعائیں جو میرے یا میرے احباب کے متعلق ہونگی
... میں بخل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک انعام الٰہی ہے۔
... ہے۔ ومما رزقناهم ينفقون۔ پس میں نے اپنے
... وہ یاد دلائیں یا نہ یاد دلائیں۔ کوئی امر خطیر پیش کریں یا
... دعا کی جاتی ہے۔ مگر یہ بات بھی بحضور دل سن لینی
مجھے ... ہیں۔ انہیں سے بعض تو دعا کرنیوالے کے متعلق ہوتی ہیں
روحانی ... مسلوب ہو ... دعا کرانیوالے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
... سمجھا نیکہ وہ تہجد گذار ... اور اسکے غنا و زوال سے ہر وقت ڈرتا رہے۔ اور صلح کاری اور
... دکھ ... ہوئے اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کو خوش کرے۔ تو ایسی صورت میں
دعا کے لئے باب استجابت کھولا جاتا ہے۔ اور اگر وہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔ اور اس سے بگاڑ
اور جنگ قائم کرتا ہے تو اسکی شرارتیں اور غلط کاریاں دعا کی راہ میں ایک سد اور چٹان ہو جاتی ہیں
اور استجابت کا دروازہ اسکے لئے بند ہو جاتا ہے۔ پس ہمارے دوستوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ہماری

دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچا دیں۔ اور ان کی راہیں کوئی روک نہ ڈالا جو [illegible] کہ ازالۃ حرکات سے
پیدا ہوسکتی ہے۔ ان کو چاہیے کہ وہ تقوے کی راہ اختیار کریں [illegible]
شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر شریعت کو مختصر طور پر [illegible]
ہوسکتا ہے۔ تقوے کے مدارج اور مراتب بہت ہیں۔ لیکن اگر طالب [illegible]
استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب [illegible]
اللہ تعالے فرماتا ہے انما يتقبل الله من المتقين۔
گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اسکا [illegible]
نہیں ہوتا جیسے کہ فرمایا ہے ان الله لا يخلف الميعاد۔ پس [illegible]
دعا کے لئے ایک غیر منفک شرط ہے تو ایک انسان غافل اور بے [illegible]
احمق اور نادان نہیں ہے۔ لہٰذا ہماری جماعت کو لازم [illegible]
کی راہوں پر قدم مارے تاکہ قبولیت دعا کا سرور اور حظ حاصل [illegible]
قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس انسانی کی تین [illegible]
نفس امارہ کی حالت میں انسان شیطان کے پنجہ میں گویا [illegible]
نفس لوامہ کی حالت میں وہ اپنی خطا کاری پر نادم ہوتا۔ اور [illegible]
ایک جنگ رہتی ہے کبھی شیطان کی طرف جھکتا ہے اور کبھی [illegible]
عباد الرحمن کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہ گویا ارتقاء [illegible]
اس میزان کے بیچ میں لوہا ہے جو ترازو کی زبان کی طرح ہے۔ [illegible]
تو حیوانات سے بھی بدتر اور ارذل ہو جاتا ہے۔ اور ارتقائی نقطہ کی طرف [illegible]
کی طرف قریب ہوتا جاتا ہے۔ اور سفلی اور ارضی حالتوں سے نکلکر علوی اور سماوی فیضان سے حصہ لیتا ہے۔

یہ بات بھی خوب یاد رکھنی چاہیے کہ ہر شے میں منافع ہوتا ہے۔ دنیا میں دیکھو تو اعلیٰ درجہ کی نباتات سے
لیکر کیڑوں اور چوہوں تک بھی کوئی چیز ایسی نہیں جو انسان کے لئے منفعت اور فائدہ سے خالی ہو۔ یہ تمام

اشیاء خواہ وہ ارضی ہیں یا سماوی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ظلال اور آثار ہیں۔ اور جب صفات میں نفع ہی
نفع ہے [illegible] اور سود ہوگا۔ اس مقام پر یہہ بات بھی یاد رکھنی چاہئیے کہ جیسے ان
[illegible] تکلیفوں اور [illegible] یا تو اپنی غلطی اور نافہمی کی وجہہ سے۔ اسلئے نہیں کہ نفس الامر میں
[illegible] نقصان بھی [illegible] جب [illegible] اپنی غلطی اور خطا کاری سے۔ اسیطرح ہم اللہ تعالیٰ کی بعض
[illegible] ہوتا تو سمجھہ [illegible] مصداق [illegible] گیا اور دو [illegible] حساب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو ہمہ رحم اور کرم ہے۔
[illegible] آخرت کا [illegible] ہے [illegible] وہی راز ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں اپنی سوء فہم اور قصور علم کیوجہہ سے
[illegible] صفائی آنکھ کے ہی روزن سے ہم اللہ تعالیٰ کو رحیم اور کریم اور
[illegible] ہیں [illegible] ہستی پاتے ہیں۔ اور ان منافع سے زیادہ بہرہ ور وہی ہوتا ہے
[illegible] تا جاتا ہے۔ اور یہہ درجہ ان لوگوں ہی ملتا ہے جو متقی کہلاتے ہیں
[illegible] جوں جوں متقی خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ ایک
[illegible] اور عقل میں ایک خاص قسم کی روشنی پیدا کرتا ہے اور
[illegible] تاریکی اسکے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے۔ یہانتک کہ وہ
[illegible] ہی کا مورد بنجاتا ہے۔ مگر اسکے بالمقابل نور اور روشنی
[illegible] جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ یا ایتہا النفس
[illegible] مجھے مع [illegible] یعنی اے وہ نفس جو اطمینان یافتہ ہے۔ اور پھر یہہ اطمینان
روحانی کے [illegible] ہو [illegible] بظاہر اطمینان اور سیری حاصل کرتے۔ بعض کی تسکین اور
[illegible] سمجھا ہے کہ وہ بجد گذار [illegible] جاتی ہے۔ اور بعض اپنی خوبصورت اور ہوشیار اولاد و احفاد کو
[illegible] ہیں۔ مگر یہہ لذت اور انواع و اقسام کی لذات دنیا انسان کو سچا اطمینان
اور [illegible] کی ہے [illegible] بلکہ ایک قسم کی ناپاک حرص کو پیدا کر کے طلب اور پیاس کو پیدا کرتی ہیں
استسقاء کے مریض کی طرح ان کی پیاس نہیں بجھتی۔ یہانتک کہ ان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ مگر یہاں
خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ نفس جسنے اپنا اطمینان خدا تعالیٰ میں حاصل کیا ہے۔ یہہ درجہ بندہ کو کلی

ممکن ہے۔ اسوقت اُس کی خوشحالی باوجود مال منال کے دنیاوی حشمت [illegible] کے ہوتی ہوگی
بھی خدا ہی میں ہوتی ہے۔ یہہ زر و جواہر۔ یہہ دنیا اور اسکے [illegible]
ہوتے۔ پس جب تک انسان خداتعالی ہی میں راحت اور اطمی[illegible]
نجات اطمینان ہی کا ایک مترادف لفظ ہے۔

میں نے بعض آدمیوں کو دیکھا۔ اور اکثروں کے حالات پڑھے [illegible]
جھوٹی لذت [illegible] ہر ایک قسم کی نعمتیں اولاد اعتقاد رکھتے تھے۔ جب [illegible]
اور ساتھ ہی اُن اشیاء سے الگ ہونے اور دوسرے عالم میں جانیکا علم [illegible]
کی آگ بھڑکی۔ اور سرد آہیں مارنے لگے۔ پس یہہ بھی ایک قسم کا جہنم [illegible]
اور قرار نہیں دیسکتا۔ بلکہ اسکو گھبراہٹ اور بیقراری کے عالم میں ڈالتا [illegible]
دوستوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہنا چاہیے کہ اکثر اوقات [illegible]
ہاں ناجایز اور بیجا محبت میں ایسا محو ہو جاتا ہے۔ اور [illegible]
ناجایز کام کر گذرتا ہے جو اسمیں اور خداتعالی میں ایک [illegible]
دوزخ تیار کر دیتے ہیں۔ اُس کو ہر بات کا علم نہیں ہوتا جب [illegible]
گھڑی کی اُسے خبر نہیں ہوتی۔ تب وہ ایک سخت جہنم میں [illegible]
سکتی ہے کہ کسی چیز سے بیجا محبت ہو تو اس کی جدائی اور علیحدگی [illegible]
یہہ مسئلہ منقولی ہی نہیں بلکہ معقولی رنگ رکھتا ہے جو اللہ تعالی [illegible]

نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ

پس یہہ وہی غیر اللہ کی محبت کی آگ ہے جو انسانی دل کو جلا کر راکھہ کر دیتی ہے [illegible]
مدد میں مبتلا کر دیتی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہہ بالکل سچی اور یقینی بات ہے کہ نفس مطمئنہ کے بدون انسان
نجات نہیں پا سکتا۔

جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے نفس امارہ کی حالت میں انسان شیطان کا غلام ہوتا ہے اور لوامہ میں اُسی

شیطان سے ایک مجاہدہ اور جنگ کرتا ہوتا ہے - کبھی وہ غالب آجاتا ہے اور کبھی شیطان - مگر مطمئنہ کی حالت ایک

[illegible] اس سے چھٹ جاتا ہے - اسلئے اس آیت میں کہ یا ایتہا النفس

[illegible] ی حالت میں کسقدر استراحت ہوتی ہے - چنانچہ اسکا ترجمہ یہ ہے

[illegible] اس لحاظ سے تو یہ مطلب ہے کہ جان کندن کی حالت میں اللہ تعالیٰ

[illegible] نے رب کیطرف چلا آ - وہ تجھ سے خوش تو اس سے راضی - چونکہ

[illegible] ے بطن کے لحاظ سے یہ مطلب ہے کہ [illegible] پہنچے ہوئے

[illegible] بعد یہ حالت ہو چکی ہے کہ تو اطمینان اور سکینت کے مرتبہ پر پہنچ گیا ہے

[illegible] ید نہیں ہے - لوامہ کی حالت میں تو تکلیف ہوتی ہے - مگر مطمئنہ کی حالت میں

[illegible] تا ہے اس طرح پر خدا تعالیٰ کی محبت انسان کے رگ و ریشہ میں سرایت

[illegible] تا ہے - غیر اللہ کی محبت جو اسکے لئے ایک جلانے اور جہنم کو پیدا

[illegible] ایک روشنی اور نور بھر دیا جاتا ہے - اسکی رضا اللہ تعالیٰ

[illegible] ہے - خدا تعالیٰ کی محبت ایسی حالت میں اسکے لئے

[illegible] ہرگی ضروری ہے - اسکی زندگی کے لئے خدا اور [illegible] پیدا

[illegible] یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ ہی اسکی سچی خوشی اور لوپسا

[illegible] ہے کہ کسی خارجی تحریک کے بدون ہی وہ ایسی صورت پکڑ جاتا

[illegible] انسانی ہستی کا مدعا ہے - اور ایسا ہی ہونا چاہیئے - تاکہ انسان

[illegible] پیدا کر لیتے ہیں - مگر مطمئنہ جبکہ ناجائز اور عارضی اور [illegible]

[illegible] جمال سے الگ ہو گیا - اب الگ ہو کر منقطع عالم سے کیوں یاد آوے

[illegible] ہوتی ہے - یہ امر بھی دل سے محو نہیں ہونا چاہیئے کہ محبت دو قسم کی ہوتی ہے -

ایک ذاتی محبت ہوتی ہے - اور ایک محبت اغراض سے وابستہ ہوتی ہے - یا یہ کہو کہ اسکا باعث صرف چند عارضی باتیں

ہوتی ہیں جن کے دور ہوتے ہی وہ محبت سرد ہو کر رنج اور غم کا باعث ہو جاتی ہے - مگر ذاتی محبت سچی محبت پیدا کرتی ہے

چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔
اسلئے خدا تعالےٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے [illegible]
اُسے اپنے لئے بنایا ہوا ہے۔ پس جب انسان جھوٹی اور خیالی [illegible]
الگ ہو جاتا ہے پھر وہ خدا ہی کے لئے ہو جاتا ہے۔ اور طبعاً کوئی بُعد نہیں [illegible]
پس اس آیۃ یا ایتہا النفس المطمئنۃ میں اُسی کی طرف [illegible]
درمیانی حجاب اٹھ گیا اور بُعد نہیں رہا۔ یہ متقی کا انتہائی درجہ [illegible]
دوسرے مقام پر قرآن شریف نے اس اطمینان کا نام فلاح اور استقامت [illegible]
الصراط المستقیم میں اُسی استقامت یا اطمینان یا فلاح کی طرف [illegible]
لفظ بتلا رہا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ خدا تعالےٰ غیر معمولی طور پر کوئی کام نہیں کرتا [illegible]
خواہ ہم کو ان اسباب پر اطلاع ہو یا نہو۔ الغرض اسباب ضرور [illegible]
بردًا و سلامًا کے معجزات بھی خارج از اسباب نہیں [illegible]
سچے اور حقیقی سائنس پر مبنی ہیں۔ کوتاہ اندیش اور تاریک [illegible]
آتی ہے کہ جس حال میں یہ ایک امر مسلم ہے کہ عدم علم [illegible]
ان اسباب کی بے علمی پر جو ان معجزات کا موجب ہیں اہل معجزات [illegible]
ہے کہ اللہ تعالےٰ اگر چاہے تو اپنے کسی بندے کو ان اسباب [illegible]

دیکھو انسان اپنے لئے جب گھر بناتا ہے تو جہاں اور سب [illegible]
پہلے اس امر کو بھی ملحوظ رکھ لیتا ہے کہ اندر جانے اور باہر نکلنے کے لئے بھی کوئی [illegible]
ہاتھی گھوڑے گاڑیاں بھی پاس ہیں تو علیٰ قدر مراتب ہر ایک چیز اور سامان کے
دروازہ بناتا ہے نہ یہ کہ سانپ کی بانبی کی طرح ایک چھوٹا سا سوراخ۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کو فعل یعنی
قانون قدرت پر ایک وسیع اور پُر غور نظر کرنے سے ہم پتہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اُسنے اپنی مخلوق کو پیدا کر کے

یہہ کبھی نہیں چاہا کہ وہ عبودیت سے سرکش ہوکر ربوبیت سے متعلق ہو۔ ربوبیت نے عبودیت کو دور کرنے کا

ارادہ ... فلسفہ یہی ہے جو لوگ عبودیت کو کوئی مستقل اختیار والی شئے سمجھتے ہیں۔

... کو ایسا نہیں بنایا۔ ہماری معلومات۔ خیالات اور عقلوں کا باہم مساوی

... ڈالنے کو ناقابل ہونا صریح اس امر کی دلیل ہے کہ عبودیت بدون

... جسم کا ذرہ ذرہ ملایک کا حکم رکھتا ہے۔ اگر ایسا نہوتا تو بیہودہ

... فائدہ اور بیجان ہوتا۔

... پر نظر کرو اور سوچو کہ کیا یہہ تمام مخلوقات بذاتہ وبنفسہ اپنے

... ہتے ہیں یا کسی کے محتاج ہیں۔؟

... سے لیکر ارضی تک اپنی بناوٹ ہی میں عبودیت کا رنگ رکھتی ہے۔ ہر تتمہ سے

... از سی یہہ صدا نکلتی ہے کہ الوہیت اپنا کام کر رہی ہے۔ اسکے عمیق درعمیق

... نہیں کر سکتے بلکہ کامل طور پر سمجھ ہی نہیں سکتے اپنا کام کر رہے ہیں۔

الا ھو الحی القیوم - یعنے اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے

... وہی مستحق عبادت ہے۔ اسکا وجود بدیہی الثبوت ہے کیونکہ وہ

... اور کسی چیز میں حی بالذات اور قایم بالذات ہونیکی صفت نہیں

... اور کسی میں یہہ صفت نظر نہیں آتی کہ بغیر کسی علت موجبہ

... کی جو کمال حکمت اور ترتیب محکم و موزوں سے بنایا گیا ہے علت موجبہ

... ہے کہ خدا تعالےٰ کے سوا اور کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو ان مخلوقات

... یا ہر ایک شئ کی حیات کا موجب اور قیام کا باعث ہو۔ اس آیت پر نظر کرنیسے

... وجودی مذہب حق سے دور چلا گیا ہے اور اسنے صفات الٰہیہ کو سمجھنے میں ٹھوکر

کھائی ہے۔ وہ معلوم نہیں کر سکا کہ اسنے عبودیت اور الوہیت کے ہی رشتہ پر ٹھوکر کھائی ہے۔ اصل یہہ

معلوم ہوتی ہے کہ ان میں سے جو لوگ اہل کشف ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے اہل مجاہدہ نے دریافت کرنا چاہا تو

عبودیت اور ربوبیت کو رشتہ میں تمیز نہ کر سکے اور خلق الاشیاء کو قایل ہو گئے۔

قرآن شریف قلب ہی پر نازل ہو کر زبان پر آتا ہے - اور قلب کا [illegible]
ہو گیا - اس باریک بحث سے وہ دہوکہ کہا سکتے تہو - مگر بات یہہ ہے ک [illegible]
تو پہر مشکلات کی بہنور میں پہنس جاتا ہے جیسا کہ نے ابہی بیان ک [illegible]
کے ساتہہ ایسے عمیق در عمیق ہیں کہ کوئی طاقت اُن کو بیان نہیں ک [illegible]
اور صفات کاملہ مندرجہ قرآن نہ پائی جاتیں - ہمارا عدم ہی اُس کی ہ [illegible]
کہ جب انسان ہر طرح سے بے اختیار ہوتا ہے تو اُسکا عدم ہی ہوتا ہے - [illegible]
خلق الاشیاء ہو میں کہہ گئے ہے - وجودی اور شہودی میں سے اول الذکر تو و [illegible]
کہتے اور مانتے ہیں - اور ثانی الذکر وہ ہیں جو فناء نظری کے قایل ہیں - [illegible]
استغراق کر سکتا ہے کہ وہ فنا فی اللہ ہو سکتا ہے - اور پہر بکے لیئے [illegible]
جان شدی من تو شدم تو من شدی - تاکس نگوید بعد ازیں من [illegible]
باہمہ تصرفات الٰہیہ کا قایل اُن کو بہی ہونا پڑتا ہے - خواہ [illegible]
بزرگ اور اہل کمال بایزید بسطامی رح سے لیکر شبلی حضو [illegible]
کلمات علی العموم ایسے ہیں کہ بعض ظاہر طور پر اور بعض مخفی طو [illegible]
کہنی چاہتا ہوں کہ ہمارا یہہ حق نہیں کہ ہم اُن کو استہزا ار [illegible]
عقل تہے - بات یوں ہے کہ معرفت کا یہہ ایک باریک اور عمیق راز ہے [illegible]
یہی بات تہی - اور کچہہ نہیں - خدا تعالے کے اعلی تصرفات پر انسان [illegible]
انہوں نے انسان کو ایسا دیکہا اور اُن کے مونہہ سے ایسی باتیں نکلیں اور ذہن [illegible]
[illegible] یا دیکہو کر با وصفیکہ انسان صفائے باطن سے لیئے جو پہنچتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی کریم [illegible]
الصلوۃ والتسلیم اُس مرتبہ اعلی پر پہنچے) کہ جہاں اُسے اقتداری طاقت ملتی ہے - لیکن خالق اور مخلوق
میں ایک فرق ہے - اور نمایاں فرق ہے - اسکو کبہی دل سے دور کرنا نہ چاہیے ◆

انسان مستور کرے عوارض سے آزاد نہیں۔ نہ یہاں نہ وہاں۔ کہاتا پیتا ہے۔ معاصی ہوتے ہیں۔

[illegible] پہر آگلے جہاں میں بہی بعض جہنم میں ہونگے اور بعض جنت الخلد میں

[illegible] بودیت سے باہر نہیں ہو سکتا تو پہر میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کونسا حجاب

[illegible] اٹہے۔ بڑے بڑے زاہدوں اور مجاہدوں کے شامل حال عبودیت

[illegible] تو اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر دنیا میں کسی کامل

[illegible] قیامت تک ہو سکتا ہے۔ پہر دیکہو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بہی

[illegible] بہی۔ اور بار بار انما انا بشر مثلکم ہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کلمہ

[illegible] جزو لازم قرار دیا جس کے بدون مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ سوچو!

[illegible] ہی اکمل کی طرز زندگی ہم کو یہہ سبق دے رہی ہے۔ کہ اعلیٰ ترین مقام قرب

[illegible] نہیں دیا تو اور کسی کا تو کیا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی

[illegible]

[illegible] ہار سکتا کہ اللہ تعالےٰ کی تصرفات بیحد و بیشمار ہیں۔ ان کی

[illegible] مجاہدہ کرتا ہے اُسی قدر وہ اللہ تعالےٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے

[illegible] پہر آتا جاتا ہے اور تصرفات اللہ کی واقفیت کا دروازہ اُسپر

[illegible] موقع معلوم ہوتا ہے کہ تصرفات بہی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک

[illegible] ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتہہ ایک تصرف تو اُسی مخلوق کی

[illegible] کل الطعام و یمشی فی الاسواق وغیرہ کے رنگ میں ہوتا ہے

[illegible] اختیار میں ہوتا ہے۔ اور ایک جدید تصرف قرب کے مراتب میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے ایسے حضور یا ان کے قریب ہوتا ہے کہ اُن سے مخاطبات اور مطالعات شروع ہو جاتے ہیں

اور اُن کی دعاؤں کا جواب ملتا ہے۔ مگر بعض لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہاں تک ہی نہیں بلکہ نرے مطالعہ اور

مخاطبہ سے بڑہکر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ الوہیت کی چادر اُنپر پڑی ہوئی ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ

اپنی ہستی کے طرح طرح کے نمونے اُن کو دکھاتا ہے۔ اور یہہ ایک ٹھیک مثال [illegible] ہے کہ جیسے
لوہے کو کسی آگ میں رکھدیں تو وہ اثر پذیر ہوکر سرخ آگ کا ایک ٹکڑا ہی [illegible] روشنی
بھی ہوتی ہے۔ اور احراق جو ایک صفت آگ کی ہو وہ بھی اُس [illegible]
کہ وہ لوہا آگ یا آگ کا ٹکڑا نہیں ہوتا۔ اسیطرح سے ہمارے تجربہ میں [illegible]
جا پہنچتے ہیں جبکہ ربانی رنگ بشریت کے رنگ لو کو تمام دکھ [illegible]
جسطرح آگ لوہے کو اپنے نیچے ایسا چھپا لیتی ہے کہ ظاہر میں بجز آگ [illegible]
صفات الٰہیہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔

اُسوقت اُس سے بدون دعا و التماس ایسے افعال صادر ہوتے ہیں [illegible]
اور وہ ایسی باتیں مونھہ سے نکالتے ہیں جو جسطرح کہتے ہیں۔ اُسیطرح [illegible]
علیہ وسلم کے ہاتھ اور زبان سے ایسے امور کے صدور کی بصراحت [illegible]
لکن اللہ رمیٰ۔ اور ایسا ہی معجزہ شق القمر۔ اور [illegible]
کر دینا ثابت ہو۔ قرآن شریف میں جو ہمارے نبی کریم [illegible]
ینطق عن الھوٰی۔ یہہ اُس شدید اور اعلیٰ ترین قرب [illegible]
علیہ وسلم کے کمال تزکیہ نفس اور قرب الٰہی کی ایک دلیل [illegible]

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ عبد مومن [illegible]
اسکا مطلب یہہ ہو کہ تمام اعضا رکھی طاعت کے رنگ سے ایسے [illegible]
آلہ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعال الٰہیہ ظہور پذیر ہو [illegible]
تمام مرضیات الٰہیہ بعض اوقات عکسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ یا یہہ کہو کہ [illegible]
سے بکلی دست بردار ہو جاتے ہیں۔ جیسے جب انسان بولتا ہے۔ تو اُسکے دل میں خیال ہوتا ہے کہ
لوگ اُسکی فصاحت اور خوش بیانی اور قادر الکلامی کی تعریف کریں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کے بلا [illegible]
انسان کی سعی جب جوش مارتی ہے جب اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ایک موج اُسپر اثر انداز ہوکر [illegible]

پیدا کر دیتے [illegible] سے وہ نہیں بولتے بلکہ الٰہی حال اور قال اور جوش سے۔ اور
الہ [illegible] تکلیفوں اور [illegible] ہے کہ دیکھنے میں مگر شامل ہے اُنکی رویت اپنے دخل سے نہیں
[illegible] نشان بھی [illegible] جب [illegible] ایسی چیز دکھا دیتا ہے جو دوسری پُرغور نظر بھی نہیں دیکھ سکتی
ہوتا تو [illegible] حسد [illegible] گیا اور دو [illegible] من یعنے مومن کی فراست سے بچو۔ کیونکہ تمہاری اور ہم
[illegible] کا [illegible] ے ایک گھڑی چلتی ہے۔ اسکے پرزے تو اُسی چلاتے رہینگے
[illegible] ایمان [illegible] ہو سکتے ہو۔ مگر گھڑی جو اسی طلب کے لئے بنائی گئی ہے۔ وہ تو
[illegible] نہیں [illegible] پس اگر اس سے جھگڑوگے تو بجز خفت کیا لوگے؟ اسی طرح سے
[illegible] ن لوگوں سے جھگڑے اور مقابلہ کرے جو قرب الٰہی کا درجہ
[illegible] ہ پکار سے جلتے ہیں۔ پس مومن کے مقابلہ کے وقت
[illegible] جھوٹے نکلو۔ اور پھر اس غلط کاری کے بدترین نتائج
[illegible] ے اور وہ نور تمکو نہیں ملا۔ اسلئے تم [illegible] سکتے ہو
[illegible] ہ کیا وہ شخص جو ایک تاریکی میں چل رہا ہے اُس آدمی
[illegible] ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے [illegible] آپ فرمایا ہے
[illegible] ساوی ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ پس جب ہم ہابت کو
[illegible] متعلق [illegible] روحانی کو مغلوب ہو جاتے [illegible] س سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔
صرف سمجھا یکہ وہ بجد گذار [illegible] پاہیے۔ اور مقابلہ مومن کے لئے تیار ہو جانا دانشمند انسان کا کام
[illegible] دین لئے دیکھو [illegible] انہیں آثار اور نشانات سے ہو سکتی ہے جو ہمنے ابھی بیان کئے ہیں۔
[illegible] ب تھا جو صحابہ کرام پر تھا۔ اور ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ رعب
بطور نشان الٰہی آتا ہے۔ وہ پوچھ لیتے تھے کہ اگر یہ وحی الٰہی ہے تو ہم مخالفت نہیں کرتے۔ اور وہ
ایک ہیبت میں آجاتے تھے۔
متکلم کے قدر کے موافق اُسکے کلام میں ایک عظمت اور ہیبت ہوتی ہے۔ دیکھو دنیاوی حکام کے ساتھ

جاتے وقت بہی ایک تکلیف اور رعب ہوتا اور خیال ہوتاہے کہ ان کے تہہ میں تلم ہے - اسطرح پر
جو لوگ یہہ معلوم کر لیتے ہیں کہ مومن کے ساتھ خدا ہے وہ اسکی مخا[illegible] اور اگر سمجھہ میں
نہ آئے تو تنہا بیٹھکر اسپر غور کرتے ہیں - اور مقابلہ کرکے [illegible]
واقف راہ اور روشنی والے کے دوسرے تابع ہو جاویں - [illegible]
کا منشا مراد معلوم ہے - یعنے جب مومن کچھہ بیان کرے [illegible]
کچھہ بولتا ہے خدا تعالے کی طرف سے بولتا ہے - مدعا یہ [illegible]
الٰہی نور کا اسپر احاطہ ہو جاتا ہے - اگرچہ وہ نور اسکو اپنے [illegible]
بہسم کرتا ہے جیسے آگ میں پڑا ہوا لوہا ہو جاتا ہے - لیکن [illegible]
نہیں ہو جاتی - یہی وہ راز ہے جو قل انما انا بشر مثلکم کی [illegible]
مگر وہ الوہیت کے رنگ کے نیچے متواری ہو جاتی ہے - اور [illegible]
خدا تعالے کے ارادوں سے پر ہو کر اسکی خواہشوں کو [illegible]
اسکو کروڑہا مخلوق کی روحانی تربیت کا کفیل بنا دیتا [illegible]
ایسا نہو تو کبہی بہی ایک بنی اسقدر مخلوقات کے [illegible]
وسلم کل دنیا کے انسانوں کی روحانی تربیت [illegible]
والسلام میں بدرجہ کمال موجود تہا - اور یہی وجہ ہے [illegible]
شہادت دی ہے - اور اللہ تعالے کی صفات کے مقابل [illegible]
کا ذکر فرمایا ہے ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - اور [illegible]
اللہ الیکم جمیعا - قرآن شریف کے دوسرے مقامات پر غور [illegible]
علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے امی فرمایا ہے - اسلئے کہ اللہ تعالے [illegible]
نہ تہا - مگر باوجود اسکے کہ آپ امی تہے حضور کے دین میں امیوں اوسط درجہ کے آدمیوں سے [illegible]
اعلے درجہ کے فلاسفروں اور عالموں کو بہی کردیا - جس سے قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم

جمیعا - کے معنے نہایت ہی لطیف طور پر سمجھ میں آسکتے ہیں - جمیعًا کے دو معنے ہیں - اول تمام
بنی نوع [illegible] طبقہ کے آدمیوں کے لیئے یعنے متوسط - ادنٰے اور اعلیٰ درجہ کے
[illegible] لوں کے لیئے - غرض ہر عقل اور ہر مزاج کا آدمی مجھ سے تعلق کر سکتا ہے
[illegible] اُمّی نے کتاب اور حکمتہ ہی نہیں بتلائی!
[illegible] ہیں تک کہ بلند نا وہ بروج منہ تک پہنچا دیا - دیکھو! اور غور
[illegible] بنا لوپنے مطلوب تک پہنچایا - اور ہر راستی اور صداقت کے پیاسے کو
[illegible] ت اور معرفت کا دریا - صداقت اور نور کا چشمہ کس پر نازل ہوا ہے؟ اُسی
[illegible] جو ایک طرف تو اُمّی کہلاتا ہے - اور دوسری طرف وہ کمالات اور
[illegible] ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں اُنکی نظیر پائی نہیں جاتی - یہہ اللہ تعالےٰ کا
[illegible] تعالےٰ کے تعلقات انسان کے ساتھ کہاں تک ہو سکتے ہیں؟
[illegible] کہ تعلقات بہت نازک ہیں - جہ تک پہنچ جاتے ہیں بعض [illegible]
[illegible] ن ان کو خدا سمجھ لیتے ہیں - یہہ بالکل درست اور
[illegible] ز خدا جدا نباشند + خدا تعالےٰ اُن کے ساتھ ایسا ہوتا ہے
[illegible] ہے کہ انسان کا اعلیٰ درجہ وہی نفس مطمئنہ ہے جس پر
[illegible] حالتوں نے ایسے لوازم ہو جاتے ہیں کہ عام تعلق الٰہی سے بڑھکر
[illegible] نہیں ہوتا - بلکہ علوی اور سماوی تعلق ہوتا ہے مطلب یہہ ہے کہ
[illegible] استقامت بھی کہتے ہیں - اور اھدنا الصراط المستقیم
[illegible] اسی راہ کی دعا تعلیم کی گئی ہے - اور یہی استقامت کی راہ
ان لوگوں کی راہ ہے جو منعم ہیں - اللہ تعالےٰ کے افضال و اکرام کے مورد ہیں -
منعم علیہم کی راہ کو خاص طور پر بیان کرنے سے یہہ مطلب تھا کہ استقامت کی راہیں مختلف ہیں مگر وہ استقامت
جو کامیابی اور فلاح کی راہوں کا نام ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی راہیں ہیں - اسمیں ایک اور اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ

اہدنا الصراط المستقیم میں دعا انسان کی زبان ۔ قلب اور فعل سے ہوتی ہے

نیک ہو تبھی دعا کرے ورنہ اسے شرم آتی ہے ۔ مگر یہی ایک دعا ہے جو ان

وایاک نستعین ۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں ۔ اور تجھسے ہی

کو تقدم اسلئے ہے کہ انسان دعا کے وقت تمام قوائے سے کام لے

بے ادبی اور گستاخی ہے کہ قوائے سے کام نہ لیکر اور قانون قدرت

اگر تخم ریزی کرنے سے پہلے ہی یہہ دعا کرے کہ الٰہی اس کھیت کو ہرا

ٹھٹھا ہے ۔ ایسکو خدا کا امتحان اور آزمائش کہتے ہیں ۔ جس سے منع کیا

جیسا کہ مسیح علیہ السلام کے مائدہ مانگنے کے وقت میں اس امر کو بوضاحت

اور سوچو!

یہہ بھی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا

ہے ۔ اسلئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خر

پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد ۔ اعمال میں نظر

اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے ۔ وہ کوئی نہ کوئی

ہو جاتا ہے وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو

ضرورت ہے ۔ وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی

اور ایاک نعبد کا تقدم ایاک نستعین پر جو کلمہ دعائیہ ہے اس

عادۃ اللہ ہم یونہی دیکھ رہے ہیں کہ وہ خلق اسباب کر دیتا ہے ۔

پانی ۔ اور بھوک کو مٹانے کے لئے کہانا مہیا کرتا ہے مگر اسباب کے ذریعہ ۔ پس

چلتا ہے ۔ اور خلق اسباب ضرور ہوتا ہے ۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے یہہ دو نام ہی ہیں جیسا کہ مولوی محمد احسن

صاحب نے ذکر کیا تہا کہ کان اللہ عزیزاً حکیما عزیز تو یہہ ہے کہ ہر ایک کام کر دیتا ۔ اور حکیم یہہ کہ

ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزوں کر دیتا ۔ دیکھو نباتات ۔ جمادات میں قسم قسم کے

... ایک دو تولہ نمک دست آتی ہے۔ ایسا ہی سقمونیا۔ اللہ تعالیٰ

... جائے یا پیاس بدون پانی ہی کے بجھ جائے۔ مگر چونکہ

... کیونکہ جسقدر وتحقیت اور علم عجائبات قدرت کا وسیع ہوتا

... صفات پر اطلاع پاکر قرب حاصل کرنے کے قابل ہوتا جاتا ہے

... معلوم ہوتے ہیں۔ علوم ہیں ہی کیا؟ صرف خواص الاشیاء

... ات کی تاثیریں اگر نہ رکھتا تو اللہ تعالیٰ کی صفت علیم

... ہو جاتا۔

... علم کی بنیاد خواص الاشیاء ہے۔ اس سے یہہ غرض ہے کہ ہم حکمت سیکھیں

ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔

... ہے کہ اس دعا کے وقت اُن لوگوں کے اعمال۔ اخلاق

... انسان سے ممکن ہو عقاید۔ اخلاق اور اعمال سے

... جب تک انسان اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا وہ ترقی

... کر کوئی اور کام اُن سے لیتا ہے جس کے لئے وہ

... بیکار ہو جائینگے۔

... دیکھا تو اُسکے دیکھنے کی طاقت سلب ہو جاویگی۔ پس یہہ ضروری

... کام نہ لیگا تو اور بھی ملیگا۔ ہمارا اپنا ذاتی تجربہ ہے کہ جہانتک

... تعالیٰ اُس پر برکت نازل کرتا ہے۔ مطلب یہی ہے کہ اول عقاید

اخلاق۔ اعمال ... درست کرو۔ پھر اھدنا الصراط المستقیم کی دعا مانگو تو اسکا اثر کامل طور پر ظاہر ہوگا۔

خاص طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اُمت مرحومہ ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے کہ جسکے لئے

آفات پیدا ہونے لگی ہیں۔ انسان کی حرکت گناہوں اور معاصی کی طرف ایسی ہے جیسے کہ ایک

پتھر نیچے کو چلا جاتا ہے۔ اُمت مرحومہ اسلئے کہلاتی ہے کہ معاصی کا زور ہوگیا۔ جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

ظهر الفساد فی البر والبحر اور دوسری جگہ فرمایا یحیی الارض بعد موتھا۔

ان سب آیات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں آیتوں [illegible] نقشے

دکھائے ہیں۔ اول الذکر میں تو اُس زمانہ کا جبکہ ہمارے نبی کریم [illegible]

اُسوقت بھی چونکہ دنیا کی حالت بہت ہی قابل رحم ہوگئی [illegible]

اُٹھ گیا تھا۔ اسلئے اُنکو رحمۃ کہا گیا۔ کیونکہ اُس وقت بڑے [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ ما ارسلناك الا رحمۃ للعٰلمین [illegible]

قابل رحم اُس شخص کو کہتے ہیں جیسے سانپوں کی زمین [illegible]

شدیدہ درپیش ہوں۔ پس امت مرحومہ اسلئے کہا کہ یہہ قابل رحم [illegible]

تو وہ شکل قابل رحم ہوتی ہے۔ شرارتوں میں تجربہ کار۔ بداندیش [illegible]

اُمّی جیسے حضرت نے فرمایا کہ ہم اُمّی ہیں۔ اور حساب نہیں جانتے تھے [illegible]

پڑا جو مکاید اور شرارتوں میں تجربہ کار تھے۔ اسلئے اہل [illegible]

خوش ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو قابل رحم [illegible]

آئنے تھے کہ لوگ مکاید سے واقف ہوتے تھے۔ اور [illegible]

دنیا کے علوم و فنون اور فلسفہ و سائنس میں پکے ماہر [illegible]

عقلوں اور انکی ہیچ در ہیچ منصوبوں اور داؤ پیچ بہت کم [illegible]

میں تیرے بعد ایک امت کو پیدا کرنے والا ہوں جو [illegible]

آپ نے عرض کی یارب اکیف یعرفونك ؟ اے اللہ [illegible]

تجھے کیونکر پہچانینگے ؟۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں اپنا علم اور عقل [illegible]

میرے ہمارے مخالفوں کو ارضی علوم سے مناسبت ہے۔ ایسے ہی اہل اسلام کو سماوی [illegible]

کی سچی رویا اور خوابیں بڑے بڑے فلاسفروں۔ پنڈتوں۔ اور پنڈتوں کے خوابوں سے طاقت میں بڑھکر

ہیں۔ ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء۔ پس مسلمانوں کو واجب ہے کہ اپنے محسن حقیقی کا

شکر کریں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

[illegible] ادی ہوئی نعمت کو زیادہ کرونگا۔ اور بصورت کفر عذاب میرا سخت [illegible]

[illegible] قرار دیا ہے اور علوم لدنیہ سے اُسے سرفرازی بخشی ہے تو عملی طور [illegible]

[illegible] اط المستقیم میں تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایاک نعبد کا [illegible]

[illegible] ن پر مقدم رکھا ہے۔ پس پہلے عملی طور پر شکریہ کرنا چاہیئے

[illegible] رکھا ہے۔ یعنے دعا سے پہلے اسباب ظاہری کی رعایت کر [illegible]

[illegible] اور پھر دعا کی طرف رجوع ہو۔ اولاً عقاید۔ اخلاق۔ اور عادات

[illegible] المستقیم۔

[illegible] راشد ضروری بات بیان کرنی چاہتا ہوں۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ

[illegible]

[illegible] نہ کی نشانی ہیں۔ عام طور پر حدیث شریف میں مسلمان کی

[illegible] ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں۔

[illegible] تھی کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ چنانچہ آپ پہلے

[illegible] اپنے پیچھے جوش سے نماز عصر ادا کی۔ اور پھر

[illegible] مرد خدا کی باتیں سننے لگے۔ اور آپنے

[illegible] ایڈیٹر

[illegible] اہدنا الصراط المستقیم کی دعا تعلیم کرنے میں اللہ تعالےٰ نے

[illegible] مد نظر رکھی ہو۔ اول اخلاقی حالت۔ دوم حالت عقاید۔ سوم اعمال کی

حالت۔ مجموعی طور پر یوں کہو کہ انسان خداداد قوتوں کے ذریعے سے اپنے حال کی اصلاح کرے۔ اور پھر

اللہ تعالےٰ سے مانگے۔ یہ مطلب نہیں کہ اصلاح کی صورت میں دعا نہ کرے۔ نہیں۔ اُس وقت بھی مانگتا رہے

ایاک نعبد و ایاک نستعین میں فاصلہ نہیں ہے۔ البتہ ایاک نعبد میں تقدم زمانی ہے۔ کیونکہ

جس حال میں اپنی رحمانیت سے بغیر ہماری دعا اور درخواست کو ہمیں انسان بنایا اور انواع و اقسام کی
قوتیں اور نعمتیں عطا فرمائیں۔ اُسوقت ہماری دعا نہ تھی۔ اُسوقت [illegible]
یہہ یاد رہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے ایک رحمانیت دوسرا [illegible]
ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے ہو [illegible]
اپنے علم قدیم سے دیکھکر اس قسم کا زمین آسمان اور اشیا [illegible]
کام آنے والی ہیں۔ اور کام آتی ہیں۔ اور ان سب اشیا [illegible]
بکری۔ اور دیگر حیوانات جبکہ بجائے خود انسان کے لئے [illegible]
دیکھو جسمانی امور میں انسان کیسی کیسی لطیف اور اعلیٰ درجہ کی غذائیں [illegible]
کے لئے ہیں۔ ٹکڑے اور ہڈیاں کتوں کے واسطے۔ جسمانی طور پر [illegible]
گو حیوان بھی اس میں شریک ہیں مگر انسان کو وہ بدرجہ اعلیٰ [illegible]
شریک بھی نہیں ہیں۔ پس یہہ دو قسم کی رحمتیں ہیں۔ ایک [illegible]
طور پر لقدرتہ کیفیت میں عناصر وغیرہ اشیا پیدا کیں [illegible]
خواہش اور دعا سے پہلے ہیں جو رحمانیت کا تقاضا [illegible]
اور دوسری رحمت رحیمیت کی ہے۔ یعنی جب [illegible]
کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ قانون قدرت کا تعلق ہمیشہ [illegible]
سمجھتے ہیں۔ ہماری دعا کا جو تعلق خدا تعالےٰ سے ہے میں [illegible]
ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب ہوکر دودھ کے لئے چلاتا [illegible]
جوش مارکر آجاتا ہے بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن اُسکی [illegible]
اسکا ہر ایک کو تجربہ ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ ماں دودھ کو محسوس [illegible]
چلاتا ہے کہ دودھ کو کھینچے لاتی ہے۔ تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کی حضور ہوں تو وہ کچھہ
بھی نہیں کھینچ کر لاسکتیں؟ آتا ہے۔ اور سب کچھہ آتا ہے۔ مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر

بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھہ نہیں سکتے۔ بچہ کو جو مناسبت ماں سے ہے اس تعلق اور رشتہ کو انسان اپنے ذہن پر
رکھکر اگر [illegible] سے تو وہ بہت آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے۔ دوسری قسم کا رحم بہ تسلیم
[illegible] ہوتا ہے۔ مانگتے جاؤگے۔ ملتا جاویگا۔ ادعونی استجب لکم
[illegible] ایک لازمہ ہے۔ مانگنا انسان کا خاصہ ہے۔ اور استجابت اللہ تعالیٰ کا
[illegible] ہے۔ بچہ کی مثال جو میں نے بیان کی ہے دعا کی فلاسفی خوب
[illegible] رحمیت وہ نہیں ہیں۔ پس جو ایک کو چھوڑکر دوسری کو چاہتا ہے
[illegible] اتی ہے کہ وہ ہم میں رحمیت سے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے
[illegible] ے ایاک نعبد کے یہی معنے ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں
[illegible] ں رعایت سے جو نے عطا کیے ہیں۔ دیکھو! یہ زبان جو عروق اور
[illegible] ہوتی تو ہم بول نہ سکتے۔ ایسی زبان دعا کے واسطے عطا کی جو قلب کے خیالات
[illegible] کبھی نہیں تو یہ ہماری شوربختی ہے۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں
[illegible] کام چھوڑ بیٹھتی ہے۔ یہانتک کہ انسان گونگا ہو جاتا ہے۔
[illegible] ہے۔ ایسا ہی کانوں کی بناوٹ میں فرق آجاوے تو
وار وکیم [illegible] ہے۔ وہ جو خشوع وخضوع کی حالت رکھی ہے۔ اور سوچنے
مجھو مسح [illegible] تو وہ قریباً بیکار ہو جاتی ہیں۔ مجنونوں کو دیکھو کہ ان کے
روحانی کے مغلوب ہو [illegible] پس کیا یہ ہم کو لازم نہیں کہ ان خداداد نعمتوں کی قدر کریں؟
صرف سمجھا ہے کہ وہ تہجد گذار [illegible] ہے کمال فضل سے ہم کو عطا کیے ہیں بیکار چھوڑ دیں تو لاریب ہم کافر نعمت
[illegible] قوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو یہ دعا کچھ بھی فائدہ
[illegible] جنہوں نے پہلے عطیہ ہی سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے کو کب اپنے لئے مفید اور
کار آمد بنا سکینگے؟

پس ایاک نعبد یہ بتلا رہا ہے کہ اے رب العالمین! تیرے پہلے عطیہ کو بھی جسنے بیکار اور برباد

نہیں کیا - اھدنا الصراط المستقیم میں یہہ ہدایت فرمائی ہے [illegible] بہت

مانگے - کیونکہ اگر اُسکا فضل اور کرم دستگیری نکرے تو عاجز انسان [illegible]

ہے کہ وہ دعا ہی نہیں کرسکتا - پس جب تک انسان خدا کے [illegible]

پہنچا ہے - کام میں لاکر دعا نہ مانگے - کوئی نتیجہ بہتر نہیں نکال سکتا [illegible]

بہت عرصہ ہوا انگریزی قانون میں یہہ دیکھا تھا کہ تقاوی [illegible]

ہوتا ہے - اسیطرح سے قانون قدرت کی طرف دیکھو کہ جو کچھ ہم کو پہلے ملا [illegible]

آنکھ کان رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے ہو - اور حق اور دلیو بھی کی طرف نہیں [illegible]

الٰہی ملیگا - ورنہ محرومی اور بدقسمتی کے لچھن ہیں ۔

بسا اوقات ہمارے دوستوں کو عیسائیوں سے واسطہ پڑیگا [illegible]

میں ایسی نہیں جو حکیم خدا کی طرف منسوب ہو سکے - حکم [illegible]

مگر انہیں دیکھو گے کہ کوئی فضل اور حکم بھی اسکا مصداق نہ [illegible]

جب ہم پر غور نظر کرتے ہیں تو اشارۃ النص کے طور پر [illegible]

حکم معلوم ہوتا ہے کہ صراط المستقیم کی ہدایت مانگنے [illegible]

ایاک نستعین اُسکے سر پر بتلاتا ہے کہ اس سے فائدہ [illegible]

لئے قوائے سلیم سے کام لیکر استعانت الٰہی کو مانگنا چاہیے - اب [illegible]

جو مانگنی چاہئیں - اصل اخلاق - جو انسان کو انسان بناتا ہے - [illegible]

ہی مراد نہ لیلے - خَلق - اور خُلق دو لفظ ہیں جو بالمقابل معنوں پر دلالت [illegible]

پیدایش کا نام ہے جیسے کان - ناک - یہانتک کہ بال وغیرہ بھی سب خلق میں [illegible]

خُلق باطنی پیدایش کا نام ہے - ایسا ہی باطنی قوائے جو انسان اور غیر انسان میں مابہ الامتیاز ہیں

وہ سب خُلق میں داخل ہیں - یہانتک کہ عقل فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلق ہی میں داخل ہیں ۔

خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے - اگر انسانی نیکے فرائض نہوں تو فرض کرنا

پڑیگا کہ [illegible] ہو جب خلق میں فرق آجاوے تو صورت ہی رہتی ہے -
[illegible] نہ ہے - صرف ظاہری صورت سے ہی انسان کہلاتا ہے - پس
[illegible] جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں مجسم نظر آتی ہیں کا
[illegible] ہم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز زندگی کے موافق اپنی زندگی
[illegible] بنیاد کو ہیں - اگر وہ متزلزل ہیں تو اسپر عمارت نہیں بنا سکتے -
[illegible] رہتا ہے - اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی ہی رہتی ہے

[illegible] نہد معمار کج ٭ تا ثریا مے رود دیوار کج ٭

[illegible] بننا چاہیے - اکثر آدمیوں کو میں نے دیکھا اور غور سے مطالعہ کیا ہے
[illegible] غصہ ور اور تند مزاج ہیں۔ بعض حلیم تو ہیں لیکن بخیل ہیں۔
[illegible] ہلا کر گھائل کر دیتے ہیں مگر تواضع اور انکسار نام کو نہیں
[illegible] اپرلے درجہ کا ہے مگر شجاعت نہیں ہے - یہانتک کہ
[illegible] جاتے ہیں - میں یہ خیال نہیں کرتا کہ جو ایسے طور پر
[illegible] ابہ کرام میں بھی بعض ایسے تھے کہ اُن کو لڑائی کی قوت اور
[illegible] اُن کو معذور رکھتے تھے - یہ اخلاق بہت ہیں - جیسے علماء مذہب
[illegible] تفصیل بیان کیا ہے ہر انسان جامع صفات ہی نہیں اور بالکل
[illegible] اکمل نمونہ اور نظیر آنحضرت صلعم ہیں جو جمیع اخلاق میں کامل تھے -
[illegible] میں فرمایا انک لعلی خلق عظیم

ایک وقت آپ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کمصورت حیران کر رہے ہیں - ایک
وقت آتا ہے کہ تلوار کے میدان میں بڑھکر شجاعت دکھاتے ہیں - سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے
پہاڑ بخشتے ہیں [illegible] علم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں - الغرض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالےٰ نے دکہا دیا ہے۔ اسکی
مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے جس کے سایہ میں بیٹھکر [illegible] ضرورتوں کو
پورا کرلے۔ اُسکا پہل۔ اُسکا پہول۔ اور اُسکی چہال اُسکے پتے [illegible]
اُس عظیم الشان درخت کی مثال ہیں۔ جسکا سایہ ایسا ہو کہ [illegible]
آرام اور پناہ لیتے ہیں۔ لڑائی میں سب سے بہادر وہ سمجہا جاتا [illegible]
آپ بڑے خطرناک مقام میں ہوتے تہے۔ سبحان اللہ کیا شان [illegible]
پڑتی ہیں۔ ایسی گہمسان کی جنگ ہو رہی ہے کہ صحابہ برداشت [illegible]
سینہ سپر ہو کر لڑ رہے ہے۔ اسمیں صحابہ کا قصور نہ تہا۔ اللہ تعالےٰ [illegible]
کہ تا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا نمونہ دکہایا جاوے [illegible]
تہی۔ اور آپ نبوت کا دعوےٰ کرتے تہے کہ محمد رسول اللہ میں ہوا [illegible]
ستر زخم لگے۔ مگر زخم خفیف تہے۔ یہ خلق عظیم تہا۔

ایک وقت آتا ہے کہ آپ کے پاس اسقدر [illegible]
آپ نے وہ سب ایک سایل کو بخشدیں۔ اب اگر پاس [illegible]
کیونکر ثابت ہوتا کہ آپ واجب القتل کفار مکہ کو باوجود [illegible]
صحابہ کرام اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمان [illegible]
دی تہیں۔ جب وہ سامنے آئے تو آپنے فرمایا۔ لا تثریب [illegible]
بخشدیا۔ اگر ایسا موقع نہ ملتا تو ایسے اخلاق فاضلہ حضور کے [illegible]
صرف آپ کی ہی تہی۔ کوئی ایسا خلق بتلاؤ جو آپ میں نہو۔ اور پہر [illegible]

حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کو دیکہکر کہنا پڑتا ہے کہ اُن کے [illegible]
شریر یہود جن کو گورنمنٹ کی دل کرساں ملتی تہیں۔ اور رومی گورنمنٹ اُن کے گروہ کی بہت
عزت کرتی تہی۔ مسیح کو تنگ کرتے رہے۔ مگر کوئی اقتدار کا وقت حضرت مسیح کی زندگی میں ایسا نہ آیا

جس سے [illegible] تک باوجود مقدرت انتقام کے عفو سے کام لیتے ہیں۔ مگر برخلاف اسکے

ان [illegible] مشاہدہ اور تجربہ کی محک پر کامل العیار ثابت ہوئے۔ وہ صرف باتیں

[illegible] جھلیوں اور [illegible] میں ایسا ہی ہے جیسے ہندسہ اور حساب کے اصول

[illegible] انسان بھی [illegible] جب [illegible] طرح اُن کو ثابت کر سکتے ہیں۔ لیکن کسی اور نبی کا منبع ایسا

[illegible] ہوتا تو بہت [illegible] درخت ہوتی جس کی جڑ چھال۔ پھل۔ پھول پتے غرض

[illegible] احسان [illegible] ت رساں اور سرور بخش ہے۔ چونکہ جناب سرور کائنات علیہ التحیات

[illegible] صرف اور [illegible] اسلئے وہ جامعیت اخلاق بھی نہیں۔ بلکہ جُدا جُدا اور متفرق طور پر

[illegible] بس [illegible] ن آدمی بعض خلاق کو آسانی سے صادر کر سکتے ہیں۔

[illegible] من زکّیها وقد خاب من دسّیها۔ نجات پا گیا وہ شخص جسنے

[illegible] جسنے نفس کو بگاڑا۔ فلح چیرنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاحت زراعت

[illegible] زہ انسانی نفس کو اُسکی خرابیوں اور سختیوں سے

[illegible] کی تخم ریزی کی جا دے۔ پھر وہ عمدہ ایمان بار ور ہونے کی

[illegible] ل میں متقی کو بڑی بڑی مصائب اور مشکلات کا سامنا

[illegible] وارد [illegible] دوسری جگہہ فرمایا ہے قتل الخراصون الذین ھم فی

[illegible] مجھو [illegible] حال بیان کرتا ہے کہ ستیاناس ہو گیا اٹکل باز باں کرنیوالوں کا

[illegible] روحانی کے [illegible] ۔ غمرہ ڈھلنے والی چیز کو کہتے ہیں جو سر اُٹھانے نہ دے۔

[illegible] مسجائیکہ وہ بجد گذار [illegible] کھیتوں پر پڑتا ہے۔ جسے کہرنڈ کہتے ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ

[illegible] ستیاناس ہو گیا۔ ہنوز اُن کے نفوس غمرہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ مومنوں کو

اس آیت میں ایک لطیفہ دیکر متنبہ کیا جاتا ہے کہ جب تک غمرہ دور نہو تو علیٰ وجہ البصیرت کام نہیں

ہو سکتا۔ اور وہ اولوالابصار نہیں کہلاتے۔ قتل اسلئے فرمایا کہ وہ رحم کی جگہہ ہے۔ گویا وہ خاطی ہی خود

ہی ہیں۔ اپنے آپکو خود ہلاک کیا۔ بعض آدمیوں میں خراص ہونے کا مادہ ہوتا ہے۔ وہ لبصیرت اللہ لغی کی

کام نہیں لیتے بلکہ ظنون فاسدہ اور اٹکلوں سے کام لیتے ہیں - اور وہ اسی میں اپنا کمال سمجھتے ہیں - میری غرض
یہ تھی کہ حسنہ اخلاق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ پیش کروں جو اکمل … - ناں بعد
متفرق طور پر آپ کی اخلاق سے حصہ لیا گیا - کسی نے ایک لیا اور دوسر … ہوگیا
جس طرح کسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس غمرہ کو دور کرے …
ہوگا - اسیطرح ہر ایک انسان کو ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر …
دوسری صفات حسنہ کو بھی نہ لے بیٹھو - یہ بات ٹھیک …
اور بعض پر نہیں - نہیں نہیں - ہر ایک مرض کا علاج …
آپکے اس مبارک قول کی قدر نہیں کرتے - اور اسکو صرف …
کسقدر نادانی اور غلطی ہے - جس حال میں ایک فانی جسم کے …
موجود ہیں تو کیا یہ ہو سکتا ہے - کہ انسان کی روحانی امراض کا …
اور ضرور ہے !

یہ ایک واقعی اور یقینی بات ہے کہ خدا تعا…
لیکن جو کسل اور سستی سے کام کرتے ہیں وہ آخر …
انسان پر جیسے ایک طرف نقص فی الخلو …
اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں - اور کان شنوا نہیں ہوتے …
عقل کے قریب قریب ہو جاتا ہے - اسی طرح …
غیر طبعی - طبعی تو وہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا - غیر طبعی …
تو وہ انسان کو کمزور کر کے قبل از وقت پیرانہ سالی بنا دیتی …
ایسا ہی اندرونی اور روحانی انتظام میں ہوتا ہے - اگر کوئی اپنے …
خصلیل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اس کی اخلاقی حالت بالکل بگڑ جاتی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور قرآن کریم کی تعلیم سے یہ امر بہت ثابت ہو چکا ہے کہ

ہر ایک مرض کی دوا ہے۔ لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آجاوے تو پھر بجز ہلاکت کے اور کیا چارہ ہے
اگر ایسے ... ہے جیسی کہ ایک بوٹا کرتا ہے تو کیونکر بچاؤ ہو سکتا ہے۔ جب تک
... نیکیوں اور ... وہ عمرہ جو دلپر پڑ جاتا ہے دور نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
... انسان بھی ... جب ...

... حتی یغیروا ما بانفسہم

... اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے دور نہیں کرتا ہے۔ جب تک
... ہے۔ ہمت کرے۔ شجاعت سے کام ... تو کیونکر تبدیلی ہو
... ہے جیسے فرمایا

... لسنۃ اللہ تبدیلا

... ہو۔ وہ تبدیل اخلاق اسی صورت میں کر سکتے ہیں جبکہ مجاہدہ اور دعا سے

... یک تو وہ ہیں جو یہہ مانتے ہیں کہ انسان تبدیل اخلاق پر
... قادر نہیں۔

... اور ہاتھ پیر ہلاوے تو تبدیل ہو سکتی ہے۔ مجھے اس مقام پر
... ہیں کہ یونانیوں کے مشہور فلاسفر افلاطون کے پاس
... اطلاع کرائی۔ افلاطون کا قاعدہ تھا کہ جب تک وہ آنیوالے
... تھا۔ اندر نہیں آنے دیتا تھا۔ اور وہ قیافہ سے استنباط کرلیتا تھا
... نوکر نے آکر اُس شخص کا ولیہ حسب معمول بتلایا۔ افلاطون نے
... تو م میں اخلاق رذیلہ بہت ہیں۔ میں ملنا نہیں چاہتا۔ اس آدمی نے
جب افلاطون کا یہہ جواب سنا تو نوکر سے کہا کہ تم جاکر کہدو کہ جو کچھ آپنے فرمایا وہ ٹھیک ہے۔ مگر میں نے
اپنی عادات رذیلہ کا قلع و قمع کرکے اصلاح کرلی ہے۔ اسپر افلاطون نے کہا۔ ہاں یہہ ہو سکتا ہے
چنانچہ اُسکو اندر بلایا اور نہایت عزت واحترام کے ساتھہ اُس سے ملاقات کی۔ جن حکما کا یہہ خیال ہے

کہ تبدیل اخلاق ممکن نہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض عادت [illegible]
جب وہ سچی توبہ کر دیتے ہیں۔ پھر اگر ان کو کوئی سونے کا پہاڑ بھی دے [illegible]
توبہ دراصل حصول اخلاق کے لیے بڑی محرک اور مؤید چیز [illegible]
یعنے جو شخص اپنے اخلاق سیئہ کی تبدیلی چاہتا ہے۔ اُسکے لئے [illegible]
توبہ کرے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ توبہ کے لئے تین شرائط [illegible]
توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔ ان ہر سہ شرائط میں [illegible]
اقلاع کہتے ہیں۔ یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جاوے جو ان [illegible]
اصل بات یہ ہے کہ تصورات کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ حیطۂ عمل میں [illegible]
ایک تصوری صورت رکھتا ہے۔ پس توبہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ان خیالات [illegible]
چھوڑ دے۔ مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت سے کوئی ناجائز تعلق رکھتا ہو [illegible]
ضروری ہے کہ اسکی شکل کو بدصورت قرار دے۔ اور اسکی تمام [illegible]
کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ تصورات کا اثر بہت [illegible]
تذکروں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے تصور کو یہاں تک پہنچایا کہ [illegible]
غرض یہ ہے کہ جیسا کوئی تصور کرتا ہے ویسا ہی رنگ چڑھ جاتا ہے [illegible]
سمجھے جاتے تھے ان کا قلع قمع کرے۔ یہ پہلی شرط ہے۔

دوسری شرط ندم ہے۔ یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا [illegible]
قوت رکھتا ہے کہ وہ اسکو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے۔ مگر بدبخت انسان اس [illegible]
پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ [illegible]
چند روزہ ہیں۔ اور پھر یہ بھی سوچے کہ [illegible] اس لذت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ
بڑھاپے میں آکر جبکہ قوےٰ بیکار اور کمزور ہو جاوینگے۔ آخر ان سب لذات دنیا کو چھوڑنا ہوگا۔ پس جبکہ
خود زندگی ہی میں یہ سب باتیں چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیا حاصل ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت ہے

وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے - اور جس میں اول اصلاح کا خیال پیدا ہو یعنے خیالات فاسدہ

... کرے - جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے - تو پھر نادم ہو - اور

... نیکیوں اور ...

... آئندہ کیلئے مصمم ارادہ کرلے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کریگا

... اسلئے اُسے سچی توبہ کی توفیق عطا کریگا - یہاں تک کہ وہ سیئات

... اور افعال حمیدہ اسکی جگہ لینگے - اور یہہ فتح ہے اخلاق پر -

... تعالےٰ کا کام ہے - کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے -

... جمیعا

... الٰہی کے لئے ہیں - اور انسان ضعیف البنیان تو کمزور ہستی ہے خلق الانسان ضعیفا

... پس خدا تعالےٰ سے قوت پانے کے لئے مندرجہ بالا سہ شرائط کو کامل

... اور پھر تن مستعدی ہو کر خدا تعالےٰ سے دعا مانگے - اللہ تعالےٰ

... پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں - بلکہ ایسی قوت رکھنے

... کے لئے کوشش کرنے والے ہوں - یہہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ

... پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے - نہیں نہیں - اصلی بہادر وہی ہے

... جاوے - پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو

... دلیری ہے -

... بار بار بیان کیا تھا کہ خلق عظیم بڑی بھاری کرامت ہے جو خارق عادت امور کو

... ہے - مثلاً اگر آج شق القمر کا معجزہ ہو تو ہیئت وطبعی کے ماہر اور سائنس کے دلدادہ

فی الفور اسکو کسوف خسوف کی اقسام میں داخل کرکے اسکی عظمت کو کم کرنا چاہینگے - اور جو پرانا معجزہ اب

پیش کرتے ہیں تو اسے قصہ قرار دیتے ہیں - مثلاً یہی کسوف خسوف دیکھو جو رمضان میں ہوا -

اور جو آیات مہدی میں سے ایک سماوی نشان تھا۔ میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو
علم ہیئت کی رو سے ثابت تھا کہ رمضان میں ایسا ہو۔ یہ کہکر گویا
علیہ السلام کی طرف سے ہو وقعت کم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ احمق
نہیں کر سکتا۔ نبوت پیشگوئی کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنے ہر کس و ناکس
کرتا پھرے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعی مہدویت
رمضان میں ہوگا۔ اور ابتدائے آفرینش سے آجتک کبھی نہیں
ہو تو ایسے مخالفوں کو چاہیئے کہ وہ تاریخی طور پر اس پیشگوئی کی غلطی
وقت کا پتہ دیں جب کہ رمضان میں کسوف خسوف اسطور پر ہو کر پہلے
اور جس نے کا دعوٰی کیا ہو اُس امر کے ثبوت میں رمضان کے کسوف خسوف
پیشگوئی بھی کی گئی ہو۔ مگر یہہ ممکن نہیں کہ کوئی دکھلا سکے۔

میری غرض اس واقعہ کی بیان سے صرف یہہ تھی کہ
پیش کر دیتے ہیں۔ اور اُسکو ٹالنا چاہتے ہیں۔ لیکن اخلاق
نہیں رکھہ سکتا۔ اور یہی وجہ ہو کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ
اخلاق ہی کا دیا گیا۔ جیسے فرمایا انک لعلی خلق عظیم
قسم کے خوارق قوت ثبوت میں جملہ انبیا علیہم السلام کے معجزات
مگر اخلاقی اعجاز کا نمبر اُن سب سے اول ہو۔ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ
میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سئیہ کو چھوڑکر عادات
حسنہ کو لیتا ہے۔ اُس کے لئے وہی کرامت ہو۔ مثلاً اگر بہت ہی سخت تند مزاج
بد کو چھوڑتا ہے۔ اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے۔ یا امساک کو چھوڑکر سخاوت اور
ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بیشک یہہ کرامت ہو۔ اور ایسا ہی خود ستائی اور خود پسندی کو چھوڑکر
جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہہ فروتنی ہی کرامت ہو۔ پس تم میں سے کون ہے جو

نہیں چاہتا کہ کراماتی بنجاوے - میں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے - تو بس یہی ایک دامی اور
[illegible] اخلاقی حالت کو درست کرے - کیونکہ یہی ایسی کرامت ہے جسکا اثر کبھی اہل
[illegible] ہے - مومن کو چاہیئے کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جاوے
[illegible] جو کسی خارق عادت نشان کے قایل نہیں ہوئے - لیکن اخلاقی
[illegible] یا ہے اور بجز اقرار اور قایل ہونے کو دوسری راہ نہیں ملی -
[illegible] پاؤگے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھکر دین حق قبول کر لیا
[illegible] اور میرے دوست سُن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو
[illegible] ایک قصہ گو یا داستان کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں بلکہ
[illegible] نہایت دلسوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح
[illegible] جوش دل سے سنو اور اسپر عمل کرو!

[illegible] کہ ایک روز اللہ تعالےٰ کی حضور جانا ہے - پس اگر ہم
[illegible] ہمارے لئے مبارکی اور خوشی ہے ورنہ بہت خطرناک
[illegible] میں جاتا ہے تو مکان بعید اُسکے لئے یہیں سے شروع
[illegible] اسمیں تغیر شروع ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے -

[illegible] فان لہ جہنم لا یموت فیہا ولا یحیی

[illegible] ایک جہنم ہے - جسمیں نہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا - یہہ کیسی صاف بات ہے -
[illegible] اور خوشی ہی میں ہے - بلکہ اسی حالت میں وہ زندہ متصور ہوتا ہے -

[illegible] حضرت اقدس یہہ تقریر نہایت جوش اور موثر طریق سے فرما رہے تھے کہ چند یکہ تقریر لباس میں
[illegible] تھے انہوں نے آکر ایسی بکواس کی کہ ممکن تھا اُس بہشتی مجلس میں بھنگ پڑ جاتی - مگر امام صادق
علیہ السلام نے اپنے عملی نمونہ سے یہہ اخلاقی کرامت جسکی ہدایت فرما رہے تھے دکھائی جسکا اثر سامعین پر ایسا پڑا کہ
اکثر اُسمیں سے چلا چلا کر فرط جوش سے رو پڑے وہ شریر آخر پولیس کے ہاتھ جا پڑے اور اُن کا نشہ ہرن ہو گیا (ایڈیٹر)

جبکہ ہر طرح کے امن اور آرام میں ہو۔ اگر وہ کسی درد مثلاً قولنج یا درد دانت ہی میں مبتلا ہو جاوے تو
وہ مُردوں سے بدتر ہوتا ہے۔ اور حالت ایسی ہوتی ہے کہ نہ تو مُردہ [illegible]
پس اسی پر قیاس کرلو کہ جہنم کے دردناک عذاب میں ایسی بُری حالت [illegible]
زندگی میں خداتعالےٰ سے اپنا تعلق کاٹ لیوے۔ اُسکو تو [illegible]
اور صادقوں کے ساتھ ہو جاتا۔ مگر وہ ہوا و ہوس کا بندہ بن کر [illegible]
و رسول سے موافقت کرتا رہا۔ گویا اُسنے اپنے طرزِ عمل سے دکھا دیا کہ [illegible]
یہہ ایک عادۃ اللہ ہے کہ انسان جدہر قدم اُٹھاتا ہے۔ اُسکی مخالف [illegible]
وہ خداتعالیٰ کی طرف سے الگ ہو کر اگر ہوا و ہوس نفسانی کا بندہ ہوتا ہے [illegible]
اور جوں جوں ادہر تعلقات بڑہتے ہیں۔ اودہر کم ہوتے ہیں۔ یہہ مشہور بات [illegible]
پس اگر خداتعالےٰ سے عملی طور پر بیزاری ظاہر کرتا ہے تو سمجھ لے کہ خداتعا [illegible]
اور اگر خداتعالےٰ سے محبت کرتا ہے اور پانی کی طرح اُسکی طرف جھکتا [illegible]
سے زیادہ اللہ تعالےٰ اُسکو محبت کرتا ہے۔ وہ وہ خدا ہے کہ [illegible]
اُن کو محسوس کرا دیتا ہے کہ خدا اُن کے ساتھ ہو۔ یہاں تک کہ اُن [illegible]
دیتا ہے۔ اور لوگ اُسکے کپڑوں اور اُسکی ہر بات سے برکت پاتے [illegible]
اسوقت تک موجود ہیں کہ جو خدا کے لئے ہوتا ہے خدا اُسکا ہو جاتا ہے
سعی اور کوشش کو ضایع نہیں کرتا۔ یہہ ممکن ہے کہ زمیندار اپنا کہیت ضایع [illegible]
پہنچاوے۔ امتحان دینے والا کامیاب نہو مگر خدا کی طرف سعی کرنے والا کبھی [illegible]
اُس کا سچا وعدہ ہے کہ الذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا۔ خداتعالےٰ کی راہوں کی تلاش [illegible]
وہ آخر منزل مقصود پر پہنچا پر پہنچا۔ دنیوی امتحانوں کے لئے تیاریاں کرنے والے راتوں کو دن بنا دیکر
طالبعلموں کی محنت اور حالت کو ہم دیکھکر رحم کہا سکتے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالےٰ جس کا رحم اور فضل بیحد
اور بے انت ہے اپنی طرف آنیوالے کو ضایع کر دیگا؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسیکی محنت کو ضایع

نہیں کرتا۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ اور پھر فرماتا ہے من یعمل مثقال ذرۃ
خیر [illegible] ہر سال ہزارہا طالبعلم سالہا سال کی محنتوں اور مشقتوں پر پانی پھرتا
[illegible] ہلیوں اور [illegible] اور خود کشیاں کر لیتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کا فضل عمیم اسبا
[illegible] ایمان بھی [illegible] ہی کرتا۔ پھر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ انسان دنیا میں ظنی او
[illegible] تو سمجھ [illegible] اور دو [illegible] ہو کر محنت کرتا ہے کہ آرام اپنے اوپر گویا حرام کر لیتا ہے۔ اور
[illegible] ہو جاویں۔ ہزارہا رنج اور دکھ اٹھاتا ہے۔ تاجر نفع کی امید پر لاکھوں
[illegible] سے بھی نہیں ہوتا کہ ضرور نفع ہی ہو گا۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف جانیوالے
[illegible] ہی ہیں کہ جسکی طرف قدم اٹھانے والے کی ذرا بھی محنت رائگاں نہیں جاتی
[illegible] ری نہیں پاتا ہوں۔ یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے ہیں وہ کیوں نہیں ڈرتے کہ
[illegible] ان ناکامیوں کو دیکھکر بھی اس تجارت کے فکر میں نہیں لگ سکتے۔ جہاں
[illegible] یقینی ہے۔ زمیندار کسقدر محنت سے کاشتکاری کرتا ہے۔ مگر
[illegible]

[illegible] یہ کیسا خزانہ ہے کہ کوڑی بھی جمع ہو سکتی ہے روپیہ اور اشرفی بھی
[illegible] کا کل جاویگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک کانٹا رستہ
[illegible] دیا جاتا ہے۔ اور پانی نکالتا ہوا اگر ایک ڈول اپنے بھائی کے
[illegible] اسکا بھی اجر ضایع نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ وہ راہ جہاں انسان
[illegible] خدا کی راہ ہے۔ دنیا کی شاہراہ ایسی ہے جہاں قدم قدم پر ٹھوکر [illegible]
[illegible] ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے سلطنتوں تک کو چھوڑ دیا۔ آخر بیوقوف تھے۔ ؟
جیسے ابراہیم ادہم۔ شاہ شجاع۔ شاہ عبدالعزیز جو مجدد بھی کہلاتے ہیں حکومت سلطنت اور
شوکت دنیا کو چھوڑ بیٹھے۔ اسکی یہی وجہ تو تھی کہ ہر قدم پر ایک ٹھوکر موجود ہے۔ خدا ایک موتی ہے۔
اسکی معرفت کے بعد انسان دنیا دی اشیا کو ایسی حقارت اور ذلت سے دیکھتا ہے کہ ان کو دیکھنے کیلیے بھی

...ے طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی معرفت چاہو۔ اور اُس کی
طرف ہی قدم اُٹھاؤ کہ کامیابی اسی میں ہے۔

[illegible] اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا۔ اور اپنی قوت خرچ کرنا ہے [illegible]
[illegible] کہ جو یقین سے اپنا ہاتھ دعا کے لئے اُٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس [illegible]
[illegible] اور یقین اور صدق نیت سے مانگو۔ میری نصیحت یہ ہی ہے [illegible]
[illegible] ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں کراماتی بننا نہیں چاہتا تو یہ [illegible]
[illegible] عُجب اور پندار مُراد نہیں ہے۔ کرامت سے لوگوں کو اسلام کی سچائی [illegible]
ہدایت ہوتی ہے۔ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ عُجب اور پندار تو کرامت [illegible]
پس یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ دیکھو کروڑہا مسلمان جو روئے زمین کے [illegible]
کیا یہ تلوار کے زور سے جبر و اکراہ سے ہوئے ہیں؟ نہیں یہ بالکل [illegible]
تاثیر ہے جو ان کو کھینچ لائی ہے۔ کرامتیں انواع و [illegible] اور [illegible]
بھی ہے۔ جو ہر میدان میں کامیاب ہے۔ انہوں نے جو [illegible]
دیکھی۔ اور اُس کا اثر پڑا۔ انہوں نے اسلام کو عظمت کی [illegible]
انگریزوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ اسلام کی سچائی کی [illegible]
آنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے کہ [illegible]
گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اُس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا [illegible]
اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہو گئی ہے۔ اور تہمت لگا [illegible]
غضب میں مبتلا ہیں۔ کیا یہ اُن کے لئے باعث ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں
آیا تھا۔ جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیکنامی ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ بیعت کرنیوالا فرزند کے
حکم میں ہوتا ہے۔ اور اسی لئے آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین کہا ہے۔ گویا کہ حضور

عائشہ الموسنین کے باپ ہیں۔ جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے۔ اور حیات ظاہری کا

باعث [illegible] کرتا اور اس مرکز اصلی کی طرف لوٹا کرتا ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی

[illegible] وں اور [illegible] ور بدنام ہو جاوے؟ ۔ اور قمار بازی کرتا پھرے۔ شراب پیوے۔ یا اور ایسے

[illegible] ان بھی [illegible] کا موجب ہوں۔ میں جانتا ہوں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو سکتا جو اس

[illegible] تو بھی [illegible] اور دو [illegible] ہو گیا ایسا کرے تو پھر زبان خلق بند نہیں ہو سکتی۔ لوگ اس کے

[illegible] ان [illegible] شخص کا بیٹا فلاں بدکام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی باپ کی

[illegible] اور [illegible] جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے۔ اور اسی سلسلہ کی عظمت اور

[illegible] ہی [illegible] نی کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ صرف اپنے آپ

[illegible] دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے

[illegible] ان لوگوں کی طاقت ہے۔ خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور

[illegible] جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ۔

[illegible] صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں۔ واپس نہیں پہنچ

[illegible] رفاقت [illegible] ہے ہوئی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔

[illegible] نے میں [illegible] پاک دل سے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں

[illegible] تک خدا [illegible] جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر

[illegible] کے متعلق [illegible] کی کے مغلوب ہو جاتے [illegible] تحقیق کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔ ع

[illegible] صرف سمجھا ہے کہ وہ [illegible] گذار [illegible] شنو [illegible] گفتگوئے حکیم

[illegible] بیٹا کامل آدمی تو کافی ہے۔ میں یہ بات کھول کر بیان کرتا ہوں کہ میرا منشا

حال یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ میں آپ لوگوں کو کہتا ہوں میں ثواب کی نیت سے کہتا ہوں۔

نہیں! میں اپنے نفس میں انتہا درجہ کا جوش اور درد پاتا ہوں گو اس کی وجہ نا معلوم ہیں۔

کر کیوں یہ جوش ہے۔ مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ جوش ایسا ہے کہ میں رک نہیں سکتا۔

اسلئے آپ لوگ ان باتوں کو ایسے آدمی کی دعا سمجھکر کہ شاید خدا کا غضب نہ ہو
ان پر ایسے کار بند ہوں کہ ایک نمونہ ہو - اور ان آدمیوں [illegible]
اپنے فعل اور قول سے سمجھا دو - اگر یہ بات نہیں ہے اور [illegible]
مجھے بتلاؤ کہ یہاں آنے سے کیا مطلب ہے - میں [illegible]
تبدیلی مطلوب ہے - تاکہ مخالف شرمندہ ہوں اور لوگوں کو دلو [illegible]
کہ کیسے مخالف ضلالت میں پڑے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
وہ کیوں ہے اس عظیم الشان تبدیلی نے جو صحابہ میں ہوئی - اور ان کے [illegible]
کیا - عکرمہ کا حال سنو سنا ہو گا - اُحد کی مصیبت کا بانی یہی تہا - اور [illegible]
اُسے صحابہ کرام کے نمونوں نے شرمندہ کر دیا - میرا مذہب یہہ ہے کہ خوارق [illegible]
صحابہ کرام کے نیک نمونوں اور تبدیلیوں نے لوگوں کو حیران کیا - لوگ حیران ہو گئے [illegible]
آخر انہوں نے اپنے دہوکہ کو سمجہا
عکرمہ ایک وقت ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کیا - غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ نے جو [illegible]
دلایل اور آیات کو رنگ میں بیان کر سکتے ہیں - چنانچہ عکرمہ ہی کا [illegible]
وغیرہ خصایل بد اپنے اندر رکہتا تہا - اور چاہتا تہا کہ بس چلے تو اسلام کو [illegible]
کے فضل نے اسکی دستگیری کی اور وہ مشرف باسلام ہوا تو ایسے اخلاق پیدا ہو [illegible]
باقی رہا - اور فروتنی اور انکسار پیدا ہوا - کہ وہ انکسار حجۃ الاسلام ہو گیا - اور [illegible]
ٹہیر - ایک موقع پر کفار سے مقابلہ ہوا عکرمہ لشکر اسلام کا سپہ سالار تہا - کفار نے [illegible]
یہانتک کہ لشکر اسلام کی حالت قریب شکست کہانے کی ہو گئی - عکرمہ نے جب دیکہا تو گہوڑے سے کود پڑا -
لوگوں نے کہا آپ کیوں اترتے ہیں - شاید ادہر ادہر بہاگنے کا وقت ہو تو گہوڑا مدد دیگا - تو اُسنے کہا
اس وقت مجہے وہ زمانہ یاد آگیا ہے جب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتا تہا - میں چاہتا ہوں کہ

جان دیکر گناہ ہو ... کا کفارہ کروں - اب دیکھئے کہ کہاں سے کہاں تک حالت پہنچی کہ یا بمجاہد سے
یاد کی گئی ... کی رضا اُن لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے جو اُسکی رضا ر
... نے جا بجا اُن کو رضی اللہ عنہ کہا ہے - میری نصیحت یہہ ہے کہ
... علاوہ ازیں دو حصے اور بھی ہیں جنکو مد نظر رکھنا سعادتمند
... عقاید صحیحہ کا ہے یہہ اللہ تعالے کا کمال فضل ہے کہ اُس
... بی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بدون مشقت و محنت کے
... زمانہ میں دکہائی ہے - بہت سی عالم ابھی تک اُس سے محروم ہیں
... مت کا شکر کرو - اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے اُن اعمال صالحہ کو
... حصہ میں آئے ہیں - اور اپنی عملی حالت سے مدد لیکر دعا مانگو کہ وہ ان
... اعمال صالحہ کی توفیق بخشے - حقہ عبادات میں صوم صلوۃ زکوۃ
... ازہی ہے - یہہ دنیا میں آئی ہے - لیکن دنیا سی نہیں

... الصلوۃ

... کے لئے مقرر ہیں - یہہ کوئی تحکم اور جبر کے طور پر نہیں
... حالتوں کی ایک عکسی تصویر ہے - جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا
... شمس - یعنے قایم کرو نماز کو دلوک الشمس سے - اب دیکھو
... صلوۃ کو دلوک شمس سے لیا ہے - دلوک کے معنوں میں گو اختلاف کر -
... وقت کا نام دلوک ہی - اب دلوک سے لیکر پانچ نمازیں رکھیں اسمیں
حکمت اور ستر کیا ہے - قانون قدرت دکہاتا ہے کہ روحانی تذلل اور انکسار کے مراتب بہی دلوک ہی
سے شروع ہوتے ہیں - اور پانچ ہی حالتیں آتی ہیں - پس یہہ طبعی نماز بہی اُسوقت سے شروع ہوتی ہے
جب حزن اور ہم و غم کے آثار شروع ہوتے ہیں - اُسوقت جبکہ انسان پر کوئی آفت یا مصیبت آتی ہے تو

کسقدر تذلل اور انکساری کرتا ہے - اب اسوقت اگر ذرا آدی تو تم سمجھ سکتے ہو کہ طبیعت میں کیسی رقت اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے - اسی طرح پر سوچو کہ اگر مثلاً کسی شخص پر نالش ہو تو سمن دیا جانے پر [illegible] اسکو معلوم ہوگا کہ فلاں دفعہ فوجداری یا دیوانی میں نالش ہو [illegible] اسکی حالت میں گویا نصف انتہار کے بعد زوال شروع ہوا [illegible] معلوم نہ تھا - اب خیال پیدا ہوا کہ خدا جانے ادہر وکیل ہو یا کر [illegible] سے جو زوال پیدا ہوتا ہے - یہہ وہی حالت دلوک ہے - اور [illegible] ہے - اور اسکی عکسی حالت نماز ظہر ہے - اب دوسری حالت [illegible] کھڑا ہو - فریق مخالف اور عدالت کی طرف سے سوالات جرح ہو رہے [illegible] یہہ وہ حالت اور وقت ہے جو نماز عصر کا نمونہ ہے - کیونکہ عصر گھوٹنے [illegible] جب حالت اور بھی نازک ہو جاتی ہے اور فرد قرار داد جرم لگجاتی ہے [illegible] کیونکہ اب خیال ہوتا ہے کہ سزا مل جاویگی یہہ وہ وقت ہے جو [illegible] حکم سنایا گیا اور کنسٹبل یا کورٹ انسپکٹر کے حوالہ کیا گیا [illegible] یہاں تک کہ نماز کی صبح صادق ظاہر ہوئی - اور ان [illegible] نماز فجر کا وقت آگیا - اور فجر کی نماز اسکی عکسی تصویر [illegible]

الغرض میں پہر تمکو مخاطب کرکے کہتا ہوں کہ تم جو [illegible] اس سے یہی غرض ہے کہ تم اپنے اخلاق میں - عادات [illegible] لئے ہدایت اور سعادت کا موجب ہو !!! ؎

تقریر

...حکیم نورالدین صاحب بھیروی القادیانی

...ار دسمبر ۱۸۹۷ء

...وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد

...ن الشیطان الرجیم

...من الرحیم

...تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم

...ل الا البلغ المبین ۰ وعد اللہ الذین امنوا

...ھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم

...ی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی

...فر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون ۰ واقیموا

...ا طیعوا الرسول لعلکم ترحمون ۰ لا تحسبن الذین

کفروا معجزین فی الارض وماوٰھم النار ولبئس المصیر

اس آیت شریف میں احد علیٰ شانہ انسان کو یہ تاکید فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے

نوٹ: یہ مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر کے ہم نوٹ لے سکے تھے۔ بلکہ اس تقریر کو ان یادداشتوں ہی کی بنا پر مرتب کیا ہے۔ جو کہ مولانا صاحب موصوف کی نظر ثانی میں سے گذر چکی ہے۔ لہذا اصل مضمون میں یہ تقریر مولانا صاحب ممدوح کی ہی ہے۔ (ایڈیٹر)

رسول کی طاعت کرو۔ اور یاد رکھو کہ اگر تم اُسکی اطاعت نہ کرو گے تو اُسکا ذمہ تو صرف اتنا ہی تھا کہ تبلیغ
کردی۔ اور یہ تمہارا ذمہ تھا کہ تم مان لو کیونکہ یہہ اطاعت ہی کا [illegible]
اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے کامیابی اور فائز المرام [illegible]
جو اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول سے بنی ہے۔ یہہ ہدایت فرمائی [illegible]
اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ چونکہ اللہ تعالےٰ [illegible]
ہستی ہے جس کی شان ہے لا تدرکہ الابصار۔ پھر اُسکی اطاعت [illegible]
صورت یہہ ہے کہ واطیعوا الرسول۔ اطاعت الرسول ہی اطاعت [illegible]
رسول اللہ تو گویا مرضات اللہ کے دیکھنے اور معلوم کرنے کے [illegible]
اُسکی زندگی۔ اُسکا چال چلن اُس کی نشست برخاست۔ غرض [illegible]
اطاعت الٰہی کا نمونہ ہوتی ہے پس اللہ تعالےٰ نے اطیعوا اللہ [illegible]
اس مشکل کو حل کر دیا جو اطاعت اللہ کے سمجھنے اور [illegible]
اور توضیح اور بھی ہو جاتی ہے جب ہم یہہ پڑھتے ہیں [illegible]
حصہ آیت میں فانما علیہ میں کی ضمیر جو رسول کی طرف راجع [illegible]
اُس اطاعت کو جو ابتدائے آیت میں اللہ اور رسول دو [illegible]
رسول ہی کی طاعت سے مخصوص کر دیا ہے۔ اور پھر جب ہم [illegible]
غور کرتے ہیں تو یہہ راز اور بھی کمال صفائی سے حل ہو جاتا ہے [illegible]
وہی ہے جو اطاعت رسول ہے۔ قرآن کریم کے دوسرے مقامات [illegible]
حل کیا گیا ہے جیسے فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ [illegible]
اللہ تعالےٰ کے محب اور عزیز بن جاؤ۔ تو اسکے لئے تدبیر یہہ ہے کہ میری اطاعت کرو۔ اور
دوسرے مقام پر فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی
اُسنے اللہ ہی کی طاعت کی۔

فی الجملہ اس آیت میں حصول کامیابی کے لئے ایک گر بتلایا ہے جسکا نام ہے اطاعت الرسول۔
جو اپنے [illegible] اطاعت اللہ ہی ہے۔ کیونکہ رسول مرضات اللہ کا مظہر ہوتا ہے۔ اور وہ
[illegible] اسکا اپنا ارادہ کچھ ہوتا ہی نہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ وما

[illegible] نے بتلا کر ایک پیشگوئی کے ذریعے سے اس اصول کی صداقت
[illegible] میں تو ایک دعویٰ کیا گیا ہے کہ فائدہ اس اطاعت
[illegible] اور دنیا میں فائز المرام ہو جاؤ گے۔ پس اس دعوے کو اللہ تعالی
[illegible] عمل دیکر ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا
[illegible] فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی
[illegible] امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون
[illegible] سے جو تم میں سے ایمان لائے (یعنی لوازم ایمان حقیقی
[illegible] بجا لاتے ہیں۔ (یعنی عملی طور پر بھی ایمان کا واقعی نتیجہ
[illegible] کر دکھاتے ہیں) ان سے اللہ تعالے نے حتمی وعدہ کر لیا ہے
[illegible] خلیفہ بنا دیگا جیسا کہ ان لوگوں کو بنایا جو تم سے پہلے تھے
[illegible] پسند کر چکا ہے۔ اسکے کر دکھانے اور پھیلانے کی ان کو قوت
[illegible] حالت کو امن سے بدل دیگا۔ وہ مجھ ہی کو پوجینگے۔ (یعنی میری ہی
[illegible] میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرینگے۔ جو (یعنی ان نشانات کو دیکھکر)
[illegible] وہ لوگ فاسق ہیں۔

اللہ تعالے نے اس آیت میں ایک عظیم الشان اور تسلی بخش وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ جس کی تشریح اور تفسیر ابھی تھوڑی دور چل کر کی جاویگی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے اسوقت حضور کی امداد کفار کا

خیال تھا۔ کہ ہم اُس شخص کا نام و نشان تک مٹا دینگے۔ چونکہ وہ ابتدائے اسلام کا زمانہ تھا۔ اور
دنیا کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عام کامیابی بلکہ وجود تک کی بھی خبر نہ تھی۔ [illegible] زمانہ میں
اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم سے بڑے بڑے وعدے فرمائے [illegible]
پر مختلف طرز میں بیان ہوئے ہیں۔ کفار اور اعداء تو [illegible]
گم کر دینگے۔ مگر وہ نادان نصرت الٰہی سے ناواقف اور [illegible]
ایسی باتوں اور دعاوی کو سنکر ارشاد ہوتا تھا۔ من کان یظن [illegible]
والآخرۃ فلیمدد بسبب الی السماء ثم لیقطع فلینظر [illegible]

قرآن کریم کے پُرغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی [illegible]
پتہ لگتا ہے کہ ہمارے ہادی اکمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کے وقت برگزیدہ اور بنی اسرائیل کا ہادی ہوکر آیا تھا۔ جیسے فرمایا۔
شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا فع[illegible]
اخذا وبیلا۔ فکیف تتقون ان کفرتم [illegible]
رسول بھیجا ہے۔ اور ٹھیک اسی طرح بھیجا ہے جیسا ک[illegible]
نافرمانی کی۔ اس رسول کی تو ہمنے اُسے سخت سخت پکڑ لیا [illegible]
کروگے تو کیونکر بچ سکتے ہو۔

اب اس آیت میں جو سورہ مزمل (مکی سورہ) کی ایک آیت ہے [illegible]
رنگ میں اپنے اعداء کے نیست و نابود ہونے کی پیشگوئی کی جبکہ وہ [illegible]
فردا میں ہم انکو نیست و نابود کر دینگے۔ اور وہ اپنے خیال میں طرح طرح
اور اخراج یا قتل کی خوفناک اور کمینہ سازشیں کر رہے تھے۔ اور بظاہر اُن کی موجودہ حالت اور سامان [illegible]
اُن کے ارادوں کے پورا ہونے کی قوی امید دلا رہی تھی۔ مثیل موسیٰ کو یہ صدا آ رہی تھی کہ واللہ
یعصمک من الناس۔ اس وعدہ الٰہی کو پکار پکار کر دشمنوں کو سنا دیا کہ تمہاری شرارتیں اور

شیطنتیں مجھے ضرر نہ پہنچا سکینگی۔ بلکہ میں انکے اثر سے محفوظ و مصئون رہونگا۔ اسپر وہ عرب کی غیور اور
کینہ توز قوم اور بھی جھلائی - مگر آخرکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب وعدہ الٰہی اُن کے نرغے سے
محفوظ نکلے [illegible] ل کے دشمن - انسان کی صلاح و فلاح کے دشمن ہاتھ کاٹتے رہگئے۔
[illegible] ون اور ر [illegible] ت اور قلت انصار میں کیسے وقت آپنے اپنے بچ جانے ہی
[illegible] ان بھی [illegible] جب [illegible] ب جیسی جنگجو قوم کو اور بھی چڑا دیا - وہ اُس دردناک
[illegible] تو سمجھ [illegible] ن [illegible] سمیں انکو سنائی کہ یاد رکھو جیسے فرعونی موسی علیہ السلام کے
[illegible] ف اور [illegible] ہلاکت ہوئے ہیں ایسا ہی میرے مخالف بھی تباہ اور ہلاک
[illegible] اور صورت میں جبکہ مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم یہاں تک
[illegible] ہر جنگجو قوم لوگ بھی شامل ہوگئے تھے - یہ پکار کر کہدینا کہ میرا
[illegible] کوئی آسان بات نہ تھی۔
[illegible] کہ جب خداتعالے کسیکو اپنے ید قدرت سے پرورش کرتا ہے تو
یا در [illegible] کر دیتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب مبعوث کر کے
[illegible] ور طاقت [illegible] رت کی نگاہ سے اُن کو دیکھا اور کہا انا خیر
وارد کیا نے میں ا [illegible] ا یعنی میں تو اُس سے بہتر ہوں وہ تو ایک ذلیل آدمی ہے
مجھ [illegible] صبح تک خراب [illegible] انسان جو اپنے لشکر اپنے شکوہ و طاقت کے گھمنڈ پر کہڑا ہوا
[illegible] سکے متعلق [illegible] م و نشان تک مٹا دیا۔ پس یہ خوب یاد رکھو کہ یہی کامیابی
روحانی کے [illegible] ب ہو جاتے [illegible] ہمیشہ سے چلا آیا ہے - اور چلا جائیگا۔
صرف [illegible] سمجھا یئکہ وہ ہجد گذار [illegible]
[illegible] ہیں چونکہ تمام خوبیاں مجتمع تھیں - اور ہر ایک نبی یا رسول کے جدا
[illegible] اللہ علیہ وسلم کے وہ سب دشمن مجموعی طور پر موجود تھے - اسلئے آپکی کامیابی
تمام انبیاء علیہم السلام کی کامیابیوں کا مجموعہ تھی - اسی لئے مدینہ طیبہ کے یہود اور نصاریٰ کے معایب و معاصی
بصیغہ ماضی بیان نہ کرتے فرماتے آپ یوں فرماتا ہی کہ یقتلون النبیون بغیر الحق یعنی مضارع کا صیغہ استعمال فرمایا

گویا اس ایک نبی کے قتل کے ارادے سے ہی تمام نبیوں کو قتل کر دیا ہے۔ پس ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ان تمام خوبیوں اور صفات کے جامع تھے جو مختلف اوقات میں انبیاء علیہم السلام میں موجود تھیں اور قرآن کریم
کل کتب کی جامع اور تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ لم یکن الذین کفروا [illegible]
[illegible] ہونیوالے تھے جب تک کہ ان کے پاس ایک بینہ نہ آجاتی۔۔۔ جب کے [illegible]
[illegible] الگ سورتیں ہوں اور دنیا بھر کی مضبوط و مستحکم کتابوں کی جامع ہو۔ [illegible]
[illegible] بلکہ یہ فرمایا کہ کتب قیمہ۔ قرآن کریم کا نام مہیمن بھی ہے۔ یعنی محافظ [illegible]
[illegible] رکھا گیا کہ وہ اُن تمام کتابوں کا جامع، شارح اور مفسر ہے۔ جو مختلف اور [illegible]
[illegible] پاس بھیجی گئی تھیں۔ یہ ایک سچی بات ہے جو مشہور ہے کہ ایک لاکھ چوبیس [illegible]
[illegible] ہیں۔ اور یہ بھی مشہور بات ہے کہ حضرت والا مقام صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تعداد [illegible]
[illegible] حالات اور سوانح کتب الرجال میں مرقوم ہیں۔ گویا ہر ایک میں نبوت کا رنگ موجود تھا۔
[illegible] والوں کے لئے بھی نمونے تھا۔ اب میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی مماثلت [illegible]
[illegible] وعدہ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ یہ وعدہ جو اللہ تعالےٰ نے [illegible]
[illegible] سے کیا ہے۔ اسکو موسیٰ علیہ السلام کے وعدے کے رنگ میں دکھایا ہے [illegible]
[illegible] ہو گئے تو تم اگر کفران و عصیان کرتے ہو تو بتلاؤ تم کیونکر بچ سکتے ہو [illegible]
[illegible] جیسے موسیٰ علیہ السلام کا ایک دشمن تھا ویسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible]
[illegible] تھے۔ جو اسی طرح [illegible] کیے گئے جس طرح وہ انا خیر من ھذا کہنے والا [illegible]
[illegible] کہ کبھی کسی خاص شخص کو کسی خاص صفت کے سبب معنوں میں وسیع کر دیا جاتا ہے [illegible]
لکل فرعون موسیٰ۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوستوں کی قلت اور اعدا کی بیحد کثرت کو دلوں [illegible]
الفاظ میں جاہل عرب کی جنگجو اور کینہ توز اور لفظ لفظ پہ بھڑک اٹھنے والی قوم کے لئے گویا بارود کا
کام کرنے والے تھے۔ اپنے مخالفوں کے لئے ہلاکت اور اُن کے پر غضب الٰہی ہونے کی پیشگوئی فرمائی جو لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

نادان سمجھتے تھے کہ بس اس کے ساتھ ہی یہ سارا کھیل بگڑ جائیگا۔ اور ہم کامیاب ہو جائینگے مگر اللہ تعالیٰ
نے [illegible] ل کرنے کے لئے یہ وعدہ فرمایا جو آیت استخلاف میں بیان ہوا۔ یعنی جس طرح پر جناب
[illegible] وں اور [illegible] رسی لٹکا کر اور اپنے دشمنوں کے پنجہ سے نجات پا کر آخر معزز و ممتاز ہوئی
[illegible] ان بھی [illegible] جب [illegible] ئی۔ اسی طرح ٹھیک اسی طرح اس رسول کے اتباع بھی ہونگی
[illegible] وں میں حکومت اور خلافت سے بہرہ مند ہونگی۔ ک (کاف) علامت [illegible]
[illegible] ے خلیفہ بنا کر دکھائینگے۔ کیونکہ پہلوں کو بھی بنایا تھا۔ اور یہ نیز وعدہ ہوئے
[illegible] لهم دينهم الذى ارتضى لهم۔ یعنی یہ دین اسلام جو ان کے لئے پس
[illegible] ت ہی ان کو قدرت دونگا کہ وہ حامی دین ہوں۔ اور دین ان کے سبب سے
[illegible] ے وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا۔ اب جو ڈرتے ہیں کہ ان کی جان و مال
[illegible] ڈلانے والے ہیں ایکے بدلے کہ خوف امن سے بدل جاوے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جو
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مقابلہ میں عرب کا
[illegible] یا و [illegible] تلائے کیا ہمارے ہادی بلکہ ہادی انام علیہ الصلوٰۃ والسلام
[illegible] ور طاقت [illegible] ں اور آپ کے ملک میں آپ کا کوئی دشمن رہا ہے دشمن کیسے ہے؟
[illegible] مار و کیا [illegible] نے میں [illegible] اور جس طرح پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا پورا ہوا۔
[illegible] صبح تک [illegible] م کے دنیا سے کوچ کرتے ہی ایک عالمگیر شور برپا ہوگیا۔ اور عرب کے
[illegible] مغلوب ہو جا [illegible] بعض نے جو دل کے کمزور اور ایمان میں ناتوان تھے یہ سمجھ کر اب
[illegible] سمجھا کہ وہ [illegible] انکار ہی کر دیا اور بعض نے زکوٰۃ وغیرہ ضروریات دین سے انکار کر دیا
[illegible] دین ہی کو اصل مقصد اور غرض سمجھ لیا۔ غرض جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
منقلبین علی الاعقاب اور شاکرین دو فریقوں کے ہو جانے کی پیشگوئی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
فرما چکے تھے ہو گئی۔ اس عظیم الشان زلزلہ میں ارتداد بغاوت اور فتنہ عظیم برپا ہوا۔ اور قریب تھا کہ
یہ حالتیں اسلام کا نام و نشان تک مٹا دیتیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا زبردست ہاتھ اس کا حامی نہ ہوتا۔

اب دیکھو کہ خدا تعالیٰ کا وہ زبردست وعدہ کہ وعد الذین آمنوا منکم [illegible] اسوقت میں کیسا سچا ثابت ہوا کہ تمام عرب کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ٹھہرا دیا۔ اسلام کی عظمت اور شوکت کو پھر از سر نو قائم کیا اور کمالات اسلام کو تازہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت سخت موقعہ خطرہ [illegible] تعجب تھا کہ کیونکر ان کی خلافت کو ایسے فتنہ عظیم میں تسلیم کر لیا گیا۔ [illegible] و بحکم ما یرید۔ منشائے الٰہی یونہی تھا سو پورا ہوا۔ ابوبکر کوئی [illegible] اللہ تعالیٰ نے جو کچھ وعدہ کیا تھا۔ اسکو حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت [illegible] علیہ السلام کے مرتے ہی یشوع بن نون کو خلیفہ کیا۔ ادھر رسول اللہ صلعم [illegible] بلا فصل ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ اور ان کے بعد حضرت عمر۔ حضرت عثمان [illegible] علیہم اجمعین۔ اور اسی طرح لگاتار یہ سلسلہ قیامت تک چلا جائیگا۔

میں پھر ایکبار یہ لے کر آپ لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ [illegible] ذات بابرکات ایک جامع کمالات تھی۔ غور کرو کہ ایک طرف عرب کے جنگجو [illegible] دشمنوں سے مقابلہ۔ دوسری طرف لکھے پڑھے یہود و اور [illegible] عالم۔ ایک طرف جاہلوں میں وحدت الٰہی کی روح پھونکنا [illegible] تمام امور میں کسی مشیر اور صلاحکار کی ضرورت نہیں۔

علاوہ ازیں کسقدر اہم امور آپکے درپیش تھے۔ آپ ہی [illegible] بھی آپ ہی کرتے۔ فوجوں کے کمانڈر انچیف بھی بذات خود۔ [illegible] مند نہیں۔ نو بیویوں کا خاوند ہونا۔ الغرض کیا یہ کسی معمولی حیثیت [illegible] کے سب با حسن وجوہ پورے ہوں۔ کہتے ہیں ایکبار مدینہ طیبہ میں [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس آرہے ہیں اور فرمایا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔

گھر کے انتظام۔ بیویوں سے سلوک۔ اور پھر ایسا اطمینان کہ جاہلیت کے قصے بھی ہو رہے ہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کمالات اور انوار کو حسب استعداد مخلوق میں پھیلا دیا۔ کچھ لوگ احادیث کی حفاظت کرنے

آئینے سینہ کی طرح ماسور ہو گئی۔ کچھ یتیم بنگئے۔ کچھ منتظم ملک۔ اور پھر بعد زمانہ کے جب یہ جامعیت اُٹھہ گئی تو کچھ متکلم۔ کچھ قراء۔ کچھ مفسر۔ کچھ حواشی احادیث لکھنے والے پیدا ہو گئے اور بعض بادشاہ ہو گئے۔ ایک وقت [illegible] اور [illegible] حضرت علی مرتضی سے خدا نے کیا کام لیا۔ آخر کار مجھے معلوم ہوا کہ خدا تعالے نے [illegible] ان بھی [illegible] سے لیا۔ آپ دیکھینگے کہ اولیاء کے کمالات میں تمام متعارف سلسلے [illegible] ہی پہنچاتے ہیں۔ ہمارے امام کی سوانح عمری میں ابھی آپنے سنا ہو گا کہ [illegible] تک پہنچتے ہیں۔ المختصر خدا تعالے نے اُن انوار محمدیہ کو مختلف طور پر [illegible]

[illegible] وعدہ الٰہی کی طرف آتا ہوں۔ اس وعدہ کو پورا ہونے میں ایمان اور اعمال صالحہ [illegible] وعدہ کوئی خاص وقت اور زمانے کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ [illegible] اعمال صالحہ میں کمزوری ہوتی گئی اور جیسے جیسے زمانہ پر عرصہ گذرتا گیا۔ اسیقدر کمزوری اور [illegible] یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا جو ہمارا زمانہ ہے۔

[illegible] شوکت و سلطنت اسلام کمزور ہوئی تو خیر اسپر بھی صبر کیا گیا۔ [illegible] سلطنت بھی باقی نہ رہی۔ بلکہ دونوں طرف آگے چلا۔ مخالفان دین کو دیکھو کہ [illegible] کے لئے [illegible] کر رہے ہیں۔ اگر دین انکے ہاتھ میں ہوتا تو آجتک کا نیست و نابود [illegible] عمل و کرم ساتھ نہ ہوتا تو مسلمانوں نے بھی کوئی دقیقہ اسکے مٹانے میں باقی [illegible] سالانہ چھتیس لاکھ روپیہ شاعت عیسویت میں خرچ کرتا ہے اور اس سے [illegible] اسلام ہو۔ ادہر مسلمان ہیں کہ بے فکر خواب غفلت میں استراحت کی نیند بھکر [illegible] کوئی دہریہ ہو جاوے آریہ یا بیدین ہو جاوے۔ کچھ پرواہ ہی نہیں۔ میری کانوں میں اب تک ایک صدا گونجتی ہے۔ کسی شخص کا بھائی مسلمان ہو گیا۔ اسنے کہا کہ کاش وہ دہریہ ہو جاتا! [illegible] اسلام پر جہاں ایک طرف بیرونی اور خارجی دشمنی ہو رہی ہے۔ برہمو عیسائی دہریہ طبعی فلسفی اور کیا کیا سینکڑوں قسم کے لوگ حملہ آور ہو رہے تھے۔ وہاں اندرونی مخالفت کرنے کے لئے بھی بہت سے لوگ اُٹھہ کھڑے ہوئے۔

[illegible] اور [illegible] لے
ن بھی [illegible]
کچھ [illegible]
[illegible] ف اور
قد [illegible]
یا د [illegible]
و طاقت [illegible]
مار دیکھا نے میں [illegible]
مجھو صبح تک [illegible]
[illegible] متعلق
روحانی [illegible] مغلوب ہو جا [illegible]
صرف [illegible] وہ تہجد گذار [illegible]

جنہوں نے اپنے خیالات کو ہمارا رہبر قرار دیا - اور اسلام سے غرض و واسطہ ہی نہیں رکھا - بلکہ اپنے خیالات کو سچا ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی اصلی تعلیمات پر گستاخانہ حاشیے [illegible] کر دیئے - بیرونی دشمنوں نے تخریب دین کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت [illegible] لوگوں نے بھی عجیب عجیب طور پر اسلام کی مخالفت کی ہے - اگر دل اور دماغ [illegible] سکتا ہے - اہل دل جو لوگ کہلاتے ہیں یعنے صوفی اور گدی نشین [illegible] پہنچگئی ہے کہ قریب بہ اباحت پہنچ گئی ہے - قرآن پر تدبر کر [illegible] کر دیا - وظائف اور قواعد بھی اپنے ہی بنالئے - چند اشعار کا پڑھنا عبادت [illegible] اور وحدت وجود کے ایسے مسایل ایجاد کئے اور ایسے شد و مد سے دکھلائے کہ [illegible] اب بتلاؤ وہ مخالفان حق کی کیا اصلاح کرتے ہیں - اہل دماغ گروہ کو [illegible] ایکو علماء کا گروہ کہلاتا ہے - میں نے خود اس گروہ میں عرصہ تک رہکر دیکھا کہ یہہ گروہ دین کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے - جھوٹے اور [illegible] قرآن وحدیث میں ذکر تک نہیں - مخالفان دین کو [illegible] کی ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں - میں ایک دفعہ ریل میں سفر کر [illegible] سا آدمی بھی بیٹھا تھا - اُسنے جب مولوی کا نام سنا تو اُسنے [illegible] کھڑکی سے باہر نکال لیا - میں نے حسب معمول ایک انگریزی [illegible] دینا شروع کیا - تو اُسنے پھر سر اندر کر لیا - اور اُسنے بیان کیا [illegible] کی وجہ یہہ ہے کہ جب میں ایکبار لودہیانہ آیا تو کشمیری بہت [illegible] ذیل کے منظر میں بیان ہو رہا تھے - بیان کیا گیا کہ دریائے نیل چاند کے پہاڑ سے نکلتا ہے - اسپر جب کسی نے اعتراض کیا کہ یا حضرت [illegible] کہتے ہیں کہ گنگا جی بھی شیو جی کی جٹوں سے نکلتی ہے - ہم ان پر کیا انکار کر سکتے ہیں - اسپر واعظ صاحب نے سایل کو بٹھوایا - اس کا اثر یہہ ہوا کہ مجھے اسلام سے نفرت ہو گئی - اور میں عیسائی ہو گیا - اور کچھ عرصہ تک گجرات میں رہا -

برانڈرس صاحب ایک انگریز تھے۔ انہوں نے ایک پمفلٹ لکھا کہ دیکھو یورپین لوگ کیسے مستعد ہیں۔ یہ بات پشت سے
دریائے نیل کے منبع کی تلاش لگی تھی۔ اب معلوم ہو گیا کہ دریائے نیل جبل القمر سے نکلتا ہے۔ میں یہہ سنکر
... اور ... بھی علوی سے نہیں ملونگا اور مسلمان ہو گیا۔
... بھی ... کی جا ہے۔ یہانتک اسلام کے علماء کی حالت پہنچ گئی ہے کہ
... رہی) بے سود لفظی مباحث میں ان کی یہاں موشگافی ہو رہی ہے
... سوچو کہ یہہ اسلام کس نرغہ میں ہے۔ اللہ تعالے کا وعدہ اس زمانہ میں
... اللہ علیہ وسلم اُن میں سے رخصت ہوئے ہوں۔ اور ابھی اسلام ہی ایسا طور پر
... ے کا وعدہ پورا ہو۔ اسوقت جبکہ مخالفت حد سے زیادہ بڑھ گئی ہو۔ ایمان اور
... ے اُٹھہ گیا ہو۔ ہر طرف اور ہر پہلو سے تخریب دین قدیم کی تدابیر ہو رہی ہوں
... دل ماع ہی ہوں خدا تعالے کی نصرت اور تائید کا وعدہ پورا ہو۔ کیا یہہ
قو ... یہہ وعدہ فرما کر انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ بہ عین ضرورت
یا ... ہاتھہ کھینچ لے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں !!!
... ور طاقت ... ت کرتا ہے۔ اور جسنے اب بھی حفاظت کی۔ اور اسکا ایک نگہبان
وار دکھانے میں ا ... سے ہے۔ اور اسلئے رجل منکم کا مصداق ہے۔ یہہ کہنا کہ کتابیں موجود ہیں
مجھو مسیح تک ... کسیکے متعلق ... بیزاری ہے۔ خدا تعالے سے ملانے والا ہو۔ ممکن نہیں کہ کوئی مانند
روحانی ... مغلوب ہو جاتے ...
... ے؟
اس وقت
ان امراض کا جو مجھکو لاحق ہیں کوئی علاج نہیں پایا جب تک ... کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی
امام کو شناخت نہیں کیا۔ مجھے کسی نے تسلی نہیں دی۔ جب تک کہ میں نے اللہ تعالے کے خاص فضل سے
مسیح کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا۔
کیا میرے جیسے اور لوگ مبتلائے امراض ہونگے۔ جو مرض مجھے لاحق ہے میں اسکی تفسیر نکروں گا۔
یہانتک کہ میں نے کبھی امام کے سامنے بھی اسکا اظہار نہیں کیا۔ مگر میں یہہ صاف صاف کہتا ہوں کہ

اگر میری جیسی مرض کا علاج نہ ملتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ جب میں ایسی مرض کا تریاق اگر کسیکو پاتا ہوں تو وہ بھی امام ہے تو میں کیونکر کہوں کہ [illegible] اور اس مرض کا تریاق یہہ نہیں ہے۔ میں اپنی جیسی استعداد اور مرتبہ کے آدمیوں کو کھول کھول کر بتلا دیتا ہوں کہ میں نے اپنے مرض کا [illegible] علاج پالیا ہے اور وہ یہی تریاق [illegible] جو حرم میں بیٹھا ہے اور جو اسی وعدہ کا [illegible] الذین آمنوا میں فرمایا ہے۔ کوئی معجزہ۔ کوئی آیت۔ کوئی دلیل [illegible] اپنی مرض پر اس تریاق کا تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے۔ یہہ وبا جو ہر ایک کو ہلاک [illegible] اور گھر میں ہے۔ یہہ اللہ تعالے کا فضل ہے جو وہ کسی کو اپنے امراض [illegible] اور پھر اُسکے علاج کو سمجھانے کی بھی توفیق بخشتا ہے۔

میں پھر اس مسجد میں جو خدا تعالے کا گھر کہلاتا ہے اُسکے سامنے یہہ شہادت [illegible] بیمار خطرناک۔ اور تندرستی میں بیشتر عمر کا بہت بڑا حصہ گذار چکا ہوں [illegible] یہاں اگر اپنے مرض کا علاج نہیں پاتا ہوں تو کیوں بیٹھا ہوں [illegible] کہیں سے حاصل کر سکتا ہے مگر بتلاؤ تو سہی کہ یہاں کسقدر سامان [illegible] کہ ہم یہاں رہکر کسقدر امداد اپنی کر سکتے ہیں۔ پھر یہاں ہم جو [illegible] اگر کوئی دِق مجھے ہوتی اور نہ کہا ہی تھی تو میں خود مجنونوں کا علاج [illegible] ہی وہ تریاق پایا ہے سوچو! اور پھر سوچو!!۔

مجھکو کوئی دلیل اس امر سے روک نہیں سکتی جبکہ میں تو [illegible] ہی دلیل [illegible] دلیل نہیں ہوں۔ مسیح مرگیا۔ یہہ تو میں اپنی لمبی چوڑی تقریروں [illegible] لسنة الله تبديلا۔ كل من عليها فان۔ ہر کسی کی کوئی تخصیص نہیں

دوسرا سلسلہ کہ متوفی واپس آیا ہے؟ صاحبان! قرآن کریم سے تو میت کا رجوع ثابت ہوتا ہے مگر متوفی کا رجوع ثابت نہیں۔ چند قصوں میں احیاء موتی کا ذکر ہے مگر وہ متوفی کا نہیں۔ متوفی کے لئے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ واپس نہیں آتا۔ مسیح بھی متوفی ہو چکے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ

ابن مریم آئیگا۔ صریح طور پر بتلا رہا ہے کہ یہہ دونوں مسیح جدا جدا ہیں۔ مات زہد وجاء [illegible]

ہیں کیا نزیہہ جدا جدا نہیں ہیں؟ سوچو! مگر با ایں ہمہ میں کہتا ہوں کہ عزیز! ؎

[illegible] کرے کوئی　　اپنے دکھ کی دوا کرے کوئی

یہہ [illegible] کی صداقت کا ایک زبردست معیار ہے۔ پودوں کی طرف دیکھو جنکی

کو [illegible] جاتی اون کو کیڑے اور جانور کہاتے ہیں۔ مگر جنکی حفاظت اور

[illegible] ہیں کیجاتی ہے اُن کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بس اسیطرح یہ

[illegible] لگایا ہے اور ضرور لگایا ہے تو پہر کوئی بہی نہیں جو اسکو گزند پہنچا سکے

[illegible] رہا ہے۔ میں یہہ بات بہی کہول کر سنا دیتا ہوں کہ لبعد آیات و نشانات

[illegible] تہا۔ دیکہو مہاجر او انصار کے ساتہہ کسی اور کا نام بہی لگایا گیا ہے۔ کیوں اُنہوں نے

[illegible] سلم کا ساتہہ دیا۔ جبکہ ظاہری اسباب اور حالات یہہ بتلا رہی تہی کہ ابہی چند

قوتیں [illegible] ہے۔ ابوبکر نے کیا دیکہا تہا؟ جو اُسنے دیکہا تہا۔ وہ دیکہو! اگرچہ مدت

یا [illegible] وہ دیکہو!

اور طاقت [illegible] حفاظت کیلئے اُس کے مقررہ قانون اور وعدہ صادق کی طرف

وارد کیجاتے ہیں [illegible] ایا ہے۔ چونکہ جیسا کہ آیۃ وعدہ پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ خلیفہ کیلئے

مجبور [illegible] مسیح تک [illegible] ہی آجاوے کہ مختلف قسم کی شرارتیں اور افترا پردازیاں۔ دنی الطبع لوگونکی

روحانی [illegible] اکرنے کا موقع دیں کہ بس اب خاتمہ ہے۔ نہیں! مگر صادق اور

[illegible] اس امر کا ہو [illegible] ہے کہ وہ ایسے زلزلوں اور فتنوں کے وقت اللہ تعالیٰ کے اس عہد

امام کہ [illegible] الذی ارتضی لہم پر نظر رکہو اور اطمینان کو ہاتہہ سے نہ دو کیونکہ رحمت اسی میں ہے

پہر یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کو گہبراہٹ اور خوف کا سامنا بہی ہو اور یہہ لازمی بات ہے۔ کیونکہ بہر یہہ ہے

امن کی عافیت اور قدر معلوم نہیں ہو سکتی۔ بس ایسے وقت میں ضرور ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ پر

ایمان صادق ہے کہ لیبدلنہم من بعد خوفہم امنا۔ کیونکہ خلیفہ آتا ہی اُس وقت ہے جبکہ ارتداد و انکار کا

زور ہو۔ اسلئے کئی قسم کے افکار اور گھبراہٹیں لاحق حال ہو جاتی ہیں مگر اسوقت سے نکال دینے کا خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ اسلئے کبھی خوف اور خطرہ کیوقت گھبرانا صادق کا کام نہیں۔

اور اس سے پیشتر جو تمکنت دین کا وعدہ فرمایا ہے اس دین سے مراد وہی دین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور ازلی دین یہی ہے جو رضیت ... اسکی ہی شان میں وارد ہے۔ دین کے چند خصائص ایسے ہیں جو محدثین نے ... اُن میں سے ایک یہہ ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ مسلمان وہ ... خصوصاً اور کسی بنی نوع انسان کو عموماً اپنے ہاتھ یا زبان سے تکلیف پہنچائے۔ ... تھا کہ صفیں چیرتے ہوئے بعض آدمی آگے چلے جاتے ہیں۔ یہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ... فرمایا ہے۔ اکثروں نے یہہ شکایت کی ہے۔ یہانتک کہ امام صاحب کی حضور تک بھی یہہ ... اُسکو پیچھے ہٹا دیا۔

پس ان باتوں کا بڑا بھاری لحاظ رکھو تم بڑے ذمہ وار ہو۔ تم نے کیسے ... تعالیٰ کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا اقرار کیا ہے۔ عمر بسر ... کوئی شخص ثواب حاصل کرنیکیلئے کسی کا سر کچل کر آگے نہیں آسکتا۔ منافقین جو ... سوچو کیا وہ پا سکے؟ ہرگز نہیں۔ قرب اسکو ملتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ... عظیم الشان مسئلہ ہے کہ مسلمان مسلمان نہیں ہو سکتا جبکہ اس کے ہاتھ اور زبان سے ... یہہ بڑی خطرناک بات ہے ایسا نہ ہو کہ ان منافقوں میں شامل ہو جاؤ (خدا نہ کرے) ... کے زمانہ میں تھے میں تمہیں ایک بہت بڑی خطرناک بات سناتا ہوں۔ یہہ بھی معلوم رہے ... یہہ دعا کر رہا ہے کہ خشک ڈالی مجھسے کاٹی جاوے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں منافقوں کے حق میں۔ کہ ہم ان کو مدینہ میں رہنے دینگے بلکہ نکالدینگے

غرض یہہ بڑی غور طلب اور ڈرا دینے والی بات ہے میں نے اس بات کو بحکم امام بھی خصوصاً تمہارے پاس پہنچا دیا ہے میں نے مامور ہو کر کہا ہے اپنی خواہش سے نہیں۔ پھر دیکھو کہ اس کے ساتھ خوف کیوں بدلا جاویگا؟

اسی لئے کہ وہ پرستار الٰہی ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں کسی دوسرے کا بھی حصہ ہے تو
یاد رکھو کہ وعدہ الٰہی کے نیچے نہیں آ سکتے۔ بالآخر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک
...او جود ان باتوں کے بھی اگر کوئی نہیں مانتا اور انکار کرتا ہے تو وہ دشمن اسلام اور فاسق
...قدر کرو۔ خلیفۃ اللہ تم میں آیا ہے۔ اور وہ وعدہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے تمکو دیا پورا ہو گیا
...اس وعدہ سے حصہ لینے کے لئے رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کی فکر میں لگ جاؤ۔ اپنی کمزوریوں
...نمازوں کو درست کرو۔ زکوٰتیں دو اور رسول کی اطاعت کرو کیونکہ یہی کامیابی کی
...جو تکالیف خلیفۃ اللہ کے ساتھ ہونیوالوں کے لئے آتی ہیں وہ لازمی ہیں۔ اسلئے استقلال
...ہئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ نصرت دین اور اشاعت کے لئے ہمہ تن سعی کرو۔ ہر طرح سے
...ار رہو۔ اب وقت ہے پھر اگر زیادہ ...ال آ گئے تو تمکو اب نہ ملیگا۔ بالآخر میں پھر ایکبار
...ذ ہتہ تعلق پیدا کر کے اُس غرض کو حاصل کرو جس کے لئے وہ امام ہو کر آیا ہے۔ خدا
...ذ سب لوگوں کو اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کی سچی توفیق عطا فرمادے! اور ہمیں
...آیہ کو حاصل کریں جسکا ذکر آیہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا
...ہے۔ آمین!!! وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؛؛

...مدح امام الزمان سلمہ اللہ الرحمان

از

جناب مولوی قائم الدین صاحب بی۔ اے۔ سیالکوٹی

تفکروا یا اولی الالباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الحکیم الخالق — والشکر للملک الرحیم الرازق

صلوا على ختم النبوة احمداً — منجي الخلائق من شرور الغاسق

لولا النبي لضل كل العالم — مثل النصارى في صفات الخالق

شهدت قلوب المتقين بانه — للرسل تصديق وتاج مفارق

شرح الصدور ومبشراً بمجدد — في كل قرن منه [illegible]

لا سيما بمثيل عيسى الاكرم — غلب النصارى [illegible]

يا قوم قوموا للمثيل فقد نزل — في القاديان [illegible]

من قبل قد لبث المجدد بينكم — عمراً الى الخيرات [illegible]

هذا كفى تصديق احمد آيته — لما رأى دعوى الخصم [illegible]

حسن الخلائق تابع لنبينا — في عشقه لا [illegible]

نادى باعلى الصوت هل من بارز — في علم قرآن [illegible]

ها عاد ضوئي في لسان الهنا — لصحائف مثلهم [illegible]

هذا التحدي شائع في العالم — ضرب المكذب [illegible]

لا ريب معجز كل منكر صدقه — لعجبه لا [illegible]

ورث التحدي من رسول العالم — انظر الى الفرقان [illegible]

في كتبه روح اقربه العدى — القاسم للح[illegible]

يدعو العدى للابتهال كما ترى — في هدي احمد [illegible]

من تعرضون من الدعاء لهديتم — من علمكم حذر العذاب [illegible]

افلا اجيب دعاءكم حين نعم — لهلاك كذاب مضل حريق

هو صائل كالاسد في احزابكم — ورؤوسكم نزوا فرار وسايق

لا تنصرون من السماء خلافه — لم خذلكم في الغي رب مشارق

فنظلكم لعبده من افضاله — عمياً لبغي من ضياء بوارق

ماكان عبد الحق قط مباهلا · بل فاق منبهلا عقاب خوارق

لوكان منتهلا عليه اماما · ماخر الا في الجحيم الضائق

... ضميرة في دينكم · ماعندكم الا صراخ المارق

... منظر الجاهل · لا يستفيد من الطبيب الحاذق

... رين بعجزكم · افلا قرأتم في حديث ناطق

... من آبائه · ولذا لعليكم كراس الشاهق

... من لسان المكفر · في زعمه بدا به حكم طرائق

... بن حزو حزن من له · ورد الوعيد من الامام الواثق

... بجم لبعض ما وعد والا · سل خاننا قد تاب غير مسارق

... ترد ما في الهاويه · وامامنا متفرج بحدائق

... ذو لجد دمجملا · لاريب سيدنا سحاب خوارق

... ية من قولنا · صاحبه بتصرمه ضوء شوارق

... ي عباد القادر · لبتر الرسول صوت قلب الفاسق

... ق حميدك يا اخي · قم سائلا من رب فهم دقائق

... ل الرحيم الغالب · قد قبله جم لطي سمالق

... اد قد انتهى بزماننا · رأس العدى سيدق دق مطارق

... تمسك بند ولبهرام وآثم · وكثيرهم ذا قواحي بوالق

تب واسئل الموعود خير دعاءه

وعليك للقربى لسند مناطق

تمت

قصیده فارسی در مدح امام همام حضرت مسیح موعود و مهدی مسعود از افکار ابو یوسف محمد مبارک علی سیالکوٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

مرا سزد که بنازم بلال بیدار
سر کلاه بسایم [illegible]

زنم بگوش رفیقان صدائے تہنیتے
زنم ندا که بیا عید [illegible]

نسیم مژده رسانم بگلشن گیتی
گوید غنچه گل در دہم دست

کشم بغنوز مراد و بنصرت خاطر
بچشم نرگس امید توتیائے بہابار

درآرم از در بلیغ سخنوری نقدی
بنخلبندی شکر عنایت [illegible] ایثار

بروئے گلبن امثال حال پرزنم
کشایم از پئے [illegible] ار

زنم ترانه بشکر و سپاس جلوه گرے
که شد ز جلوه نور [illegible]ن کے حال

فزود گلشن اسلام را بہار و طرب
نمود عرصه گیتی [illegible]

چو خوش وزید بعالم نسیم فیضانش
که بر شگفت گز[illegible]

کجا کمیت که دست آن گل رعنا
نقادیان [illegible]

درین دمشق قریب از مناره شرقی
نزول کرد جناب [illegible] نجم الدین صاحب

همان مسیح بشر کز آمد آمد او
زمانه داشت دو چشمش [illegible] ار

چها مسیح که ظل حمایت خویش
رسید بر سر عالم چو ابر رحمتش [illegible]

رسید بر سر باغیکه بود افسرده
رسید بر سر ارضیکه بود [illegible] ار

حیات بخش [illegible] مسیحے که زنده کرد جہان
دم حیات فزایش حیات [illegible]

مراد و از لب گوهر فشانش آب حیات
فتاده تشنه لبانش بچشمه گفتار

براستی و صداقت بهمت و دعوت
کشاده عقده پستی قوم غفلت [illegible]

بنور صدق [illegible] بالجرمی
فگند بر سر آفاق سایه انوار

مبارک است و را جا شه مرید انش — ابو بدین صفت و خوبی ابجد اصد با

مطلع ثانی

بمن فیض نوای مرج صنعت کبار — هزار بار هزار آفرین هزار هزار

تو از اہل صفا حی و حامی اسلام — بدست قوت دین محمد مختار

تو رحمتی [illegible] سکینان — تو نعمتی و بنعماء حق ترا است شمار

[illegible] ونی ایمان — تو نخل خوبی و ما بندگان ترا اثمار

[illegible] نا و مہبط وحی — کلید گنج کتابی و شارح اخبار

[illegible] بندگانت را — سخا و زہد و دیانت حیا و خشیت کار

[illegible] ے جہانی و عاشقانت را — رہست کار بجز جان نثاری و ایثار

[illegible] بود [illegible] وز و سموم کفر جہان — گر رونت رسیدی توای نسیم بہار

[illegible] نیره تر گردد — قریب بود که گردد زمانه چون شب تار

[illegible] لطاف جلوه فرمودی — که گشت عرصه گیتی لوامع الانوار

[illegible] فت چو تو شفیق — زہے عنایت مولائے داور دادار

[illegible] رق بود النعیم — کدام شکر گذارم چها کنم اظہار

[illegible] صحبت مدام — کسے کسیاد که کثرت کنند ز استکبار

[illegible] دو خاو و بیداری — زمانه ہیچ ندارد نظیر تو زنهار

[illegible] که از پے صحبت — رسید ہر دل غافل بعشق عاشق وار

[illegible] بقدومت ای سالار — تو سیدی که رسیدی بعین [illegible]

دم ترانه زند گوش بگوش می شنوم — سپہر ابد انیکه بیابد بسر اولی الابصار

شجاع و صاحب اقبال [illegible] و محسن — خلیق خوش شیم و ذی فتوت و سردار

جلیل و ذو الکرم و ذی شعور و نیک منش — جری وجیه و عالی مراتب و سالار

جمیل و جلوه نما و کریم و ابن کریم — شریف و قدوه اشراف و رحمت آثار

امیر و ہادی و مہدی امام متقیان — حکیم است و عالی تبار و نیک شعار

پناهِ امت و غمخوارِ ملت و حامی
مقامِ رحمت و صلتش بعید از دراک
نماد نور و قیام و صداقت و تاثیر
کسے کجا کہ سخن از مراتبش بزند
همین است مهدی و عیسیٰ همین امام زمان
همین کشت خناز یر ملت عیسیٰ
همین امام کہ آمد میان ما از ما
همین کہ کرد دین را پر از صداقت و عدل
همین رجل کہ بیاورد از ثریا علم
همین کہ داد گواهیش آسمان بکسوف
همین کہ برظہور اکرد در رسم و برہم
همین کلیم کہ در جلسہ مذاہب خلق
همین کہ کرد بوقتش خروج دابہ ارض
همین کہ اہل سعادت بنصرتش قائم
همین کہ لکھرام بدبخت زو شدہ مقتول
همین جوان کہ سرِ تیغ او شکم بدرد
همین جوان کہ بزرگے ازو بزرگی یافت
همین کہ ظلمتِ عالم بنور او پنہان
همین کہ ہست فدائے جناب سعید خلق
همین کہ سوختہ وار و دل از حرارتِ عشق
همین کہ در سرِ شش افتاد بخت سودائے
براۓ سیمیٔ محمد عجب شور یدہ
کشیدہ سر زگریبان او نبی اللہ

امین و حاکم و مرسل مطاع و ذوالایثار
محل قربت و والاش ارفع از افکار
بہ نقش و دل و پا و زبان گوہر بار
مبشر است بقول محمدِ مختار
همین ستادہ بکسرِ صلیب نا ہنجار
بکشت ا[illegible]
همین کہ ہست [illegible] آثار
همین نمود در مالش دست
همین غلام کہ پرورد[illegible] بار
همین کہ کرد ز منبرش باحتیاج ر
همین با[illegible] آ[illegible]
ر بود ہوش [illegible] کے حال [illegible] ار
همین کہ [illegible]
همین کہ [illegible] تبدیلا [illegible]
ان [illegible]
همین کہ تبہ[illegible]
همین اسد کہ جمال الدین صاحب [illegible]
همین جوان کہ بفیض [illegible]
همین کہ صیت جلالش [illegible] اقطار
همین است کشتہ عشق محمد مختار
همین کہ ہست پئے دین حق دلش افگار
فتادہ در دلِ پاکش از ہمہ افکار
خبر نہ از سر و نے صبر و نے بپاش قرار
دمیدہ روح محمد بقالبش صد بار

رسیده بر سر افلاک طایر قدس است | مدام همت به پرواز بر سر اسرار

چه گویم اے دل جناب از فضایل او | نه حد و حصر فضایل نه طاقت گفتار

مطلع ثانی

جناب بنده نواز و خلاصه اخیار | شفیق است و آل محمد مختار

هزار مژده بعالم بمقدم عالی | هزار شکر روان بر زبان هر دیده آر

زمانه منتظر مقدم جناب تو بود | کشاده بر سر راه صف دو چشم نرگس ار

[illegible] از قدوم تو گلشن | توئی که ظلمت عالم ز تو شده انوار

[illegible] ست همت تو | هزار در ثمین بحکم نموده نثار

[illegible] ده دین حق نمودی | نموده از کمالات دین حق اظهار

[illegible] ی که ... حق آمدی در این دنیا | بهم ستند ز تو هر زمان دین ز نهار

[illegible] تو سراج منیر عالم را | شده از وجود شریعت جهان پر انوار

[illegible] مت اسلام | کشوده ز براهین احمدی اسرار

[illegible] ازالهٔ اوهام | علانیه تو نمودی به خلق جلوه یار

[illegible] منت بهوست | بجام باده توضیح جهان سرشار

[illegible] سرمه | بکحل تو چه کحل الجواهر ابصار

[illegible] تو گردن شیبه | توئی که سر خلافت نموده اظهار

[illegible] دعا و تو مشهور | شده ز دعائے پذیرفتات عدو فی النار

[illegible] شهادت قرآن | توئی که فیصله آسمان نتاد رکار

[illegible] نمودی چه نور قرآن را | که منتشر شده اسلام را همه انوار

توئی که جنگ مقدس بکافران کردی | تباه بودی دیگر سبخته همه کفار

توئی که از تو روان شد حمامة البشری | سوئے دیار رسول محمد مختار

توئی که جلوه نور تو نور حق گردید | بدید منت ... چشان ضیاء حق ...

ترا است منت و احسان که بر سر عالم | بهمت تو زرحمان منن هزار هزار

[illegible] یقین کرامات صادقین گردید | و گرنه پیش نمی کرد هیچ کس ... آ

بآریه بنمودی تو ملت ایشان — تو صادقی و همه راست شد ترا گفتار

بنور صدق تو استاده‌ئے بتبلیغ — تراست حجت انجام خصم ناهنجار

رسید تحفه تو تا بلندن و بغداد — بطور هدیه تصانیف تو برند ابرار

چنان نموده اقوام را نشان سما — که گشت بر همه اتمام حجت اندار

برای صلح تو ایام صلح در رسید کنون — مخالفان ترا هست با تو صلح بکار

بحفظ رتبه قرآن نموده الحق — اصول فهم احادیث و صحت آثار

بموت عیسی مریم نموده آری — هزار حجت بر [illegible]

ازین فتاده جهان را ضرورت نورت — امامت تو بر انگیخت [illegible]

توئی غیور که برخاستی بصد غیرت — بپاس عزت قرآن و [illegible]

چو چشم حسن پسندت نمیتوان نگریست — نموده دو دل اهل صدق رنگ و غبار

بشسته همه نقش عقیده باطل — کشیده تو خط نسخ بر اسمار

هرانچه بود پسندیده و پذیرفته — نوشته بسر لوح [illegible] ار

هرآن عقیده که بد ننگ عزت احمد — گرفتی تو از او [illegible] ن کے حال [illegible]

هرآن عقیده که بد داغ بر رخ اسلام — شدی تو [illegible]

نموده تو جمال و کمال قرآن را — کشوده رخ [illegible]

بناز و عشوه و غمزه که دارد این بیهوش — دل فریفته دار [illegible]

ز نور وحدت حق کرده جهان روشن — نبی نموده عالم [illegible]

باتباع و تبر و تیغ سنت احمد — بید نموده از دهر بدعت [illegible] ار

ز حسن سید لولاک و دلبر عشاق — ترا و [illegible] رو بقبله دیدار

چنان ربوده دل از حسن مصطفی کشتی — که مثل او بنگاه تو نیست هیچ نگار

بعشق و حسن نگار علوم سرمستی — ازین است لوح نگارین صحیفت کبنار

هرآن سهم که افگنده ناوک طعنش — سوی جناب امام رسل شه ابرار

کران چنان بدفاع کریم بر جستی — که اندرون جگر ها سپوختی سوفار

گروه کج که بتکفیر توسیان بسته
به نخوت آمده در حمق و جهل افتاده
ز حد شرع برون- واز حد و عقل بعید
بعلم دعوی باطل- ز فهم راست تهی
فتاده دور ز راه دیانت و ایمان
[illegible] ه ز لنگ پای خود
[illegible] استوار ریش و ریا
[illegible] بخاطر حطام دنیا را
ستاده بهر تملق به پیش اهل غنا
و برای بلع متاع یتیم و مسکینان
[illegible] ز رجعت خصومت
[illegible] داغ بر اسلام
[illegible] شکست شیشه شان
[illegible] لی و تهی گشتند
[illegible] فارسی نه علم ادب
[illegible] و نه فروع و اصول
[illegible] عالم مدلل شان
[illegible] طرفه و طرز شگرف پدیدی
گهی بموت مسیح گهی بسر نزول
گهی بکشف رموز خروج دجالان
گهی بروشنی و کشف گه بالهامی
گهی بکشف رموز و معارف قرآن
غرض نموده مسدود راه های حدو

ز حق گریخته گم کرده راه و کج رفتار
شرر تیز ز شر ریان ز راستی بیزار
لباس فاخره بر تن- ز اندرون مردار
بدیده پرده غفلت- بطبع حربادار
نه ترس در دل نه شرم و نه حیا در کار
نشسته چون خر مجروح در ته اسفار
نه خوف مردن و نه فکر عاقبت زنهار
فگنده پس همه فکر معاد و استغفار
نظر بجل گر بهای کیسه دینار
ستاده بر سر گنجینه همچو بوتیمار
که حرب تو شده حرب مهیمن جبار
متاع کاسد شان برده رونق از بازار
که ذره هاش نهفت و پدید همچو غبار
نه ماند فهم و فراستش طاقت گفتار
نه منطق و نه ریاضی نه فلسفه نه شمار
نه ماند فهم کتاب مجید و نه اخبار
ذلیل مے شود از دست جاهل هشیار
تو پرده همه حسنا و معصیت آثار
گهی بدعوی مهدیت ثبوت شعار
گه از حقیقت وابه گهی ز سیر حمار
گهی بمعجز معجز بیانی اسرار
گهی بشرح احادیث و معنی آثار
دعا قتش بستیزه نه همتش به فرار

نه پاے ماندن و نے راه رفتن است اینجا — کشیده تو بگرد عدوے خود چه حصار

بحیرتم که چرا بے اجل همه مردند — نکرده هیچ حیات مسیح را اظهار

چنان بخجل حیاتش کشیده اره — که همچون بید بلرزند او و سر منشار

درین مقام چه یاد آورم ز رستمها — گر بنایدم او ذکر شان تهی اشعار

بطالوی که فروهشت دامن بطلان — غلیبه غار هزیمت بدیده اش صد بار

بلو و باده جو بربست سعدی منحوس — به پشت برزدی او را تو مطلع انذار

قصور کرد قصوری چو در مقابل تو — فگند پنجه موتش ب...

هرآنکه گفت سیصلی بحق تو از خود — بلے بعکس برادر است

چو غزنوی بستیزه بخاست دست قضا — فرو بکوفت سرش را بسنگ دست

بخاست بهر دعا و مباهله آن گول — بروے خویش کشاد آن شقی در ادبار

برادرش ز جهان رخت زندگی بربست — گذاشت در پس خود زوجه عزا آثار

بعقد خویش در آورده آن حزین دل را — که تا ز لب تمم اشکم ... عار

وفات شوهرش و هم نکاح خویش شمرد — و لیل میں دعا و اُن کے حا...

هم از خیال محال و گمان بیهده بست — بدل امید و ا...

بانتظار بجوشید و با نگها بره زد — که نور دیده ا...

پس آن سفیهه بناکامیش خجل گشته — که آتشیاه ... ان حال ...

چه میچکید به تمنا بکاسه امید — تهی بود ز درون — جمال الدین صاحب ...

صدف که قطره رحمت درون او نچکید — کجا بدست بیاید ازان ... هو

چو هرزه گوئی نجف آمد از نگون بختی — بسر نگونیش افگندی از سر مینار

چنان سرش بزمین کوفت دست هیبت تو — که سر نماند ازان روز قابل دستار

نذیر را بگوششش ندارت تو رسید — پرید طایر عقلش ز صیحه انذار

چنان ...وشش در آورده تو سیدا — که خبط نیچرو در شش برون شد از افکار

چه کرده تو سراسیمه بر مخالف را — که بر کشیده روح حیات اهل نقار

چه کرده که نماند اندرون ادمتے — کنون بر این همه تکبیر بر زدیم چهار

خدایرا است مسلم بزرگی و عزت — که بر فراشت لوای مجادت بدیار
عزیز قادر مطلق ترا چنان بنواخت — که کرد اہل یقین را بحضرتت احضار
نوای نغمهٔ مدحت چنان نواخته اند — که شد وہان افاضل وہان موسیقار
سرائیدا ز ہمه خوشتر ثنای مدحت تو — چکاوک لب اسی در دل چکاوک ار
بعلم حضرت خالق مرا باین مدحت — به افتخار بعلم ہست ولی بفضل اظہار
بوجی [illegible] ارم بدین تمنائی — نگر ہمین که باین بنده بنگری یکبار
[illegible] ذوالجلال غفاری — ترا نمود برابنای دہر ذوالایثار
[illegible] رصاحب کری — زمانه بر سر تو کرد دختر شوق نثار
زمانه [illegible] دین شده ہست بر قدم — ولی امید که بنده بغور رخت او بار
چو بهر دین محمد معینی و ناصر — ہمیشه ناصر تو باد ناصر الانصار
جناب [illegible] التجا امیدوارم — که بخت خفته ما بندگان شود بیدار
جناب [illegible] مستجاب بحضور — کنند تخیل مریدان حضرتت پر بار
[illegible] زتت خاطر — تو باش بهر علاجش طبیب خوش تیمار
[illegible] شمرو — ترا بر جود و عطا می بروی خلق ببار
[illegible] خلال جوادی — سعین تو بود ای نور عافیت آثار
[illegible] حضرتت باشد — بود نصیر معینش مہیمن غفار
[illegible] مرا بودی — ہزار صرهٔ دینار کردمی ایثار
مگر سپاس [illegible] دار که داد قلب غنی — اگرچه نیست بدستم ز درہم و دینار
اگرچه من بحقیقت فقیر و مضطرم — مگر بنام خداوند سیرم و صبار
خدای عز و جل شاہدم بس است برین — که من بباده عشق محمدم سرشار
مرا ز دل بنوای ہادی ہمه عشق است — ہمین میان من و تست و یا دیار
نه از دنیا قسم [illegible] نیست نه ز خوبی من — که فضل و منت ایزد کشیدم از اغیار
مرا بحضرت عالی علاقهٔ خاص است — که شد مرا سبب ناز فخرهای ہزار

عجیب و غریب مذہبی کتابیں

(۱) توضیح مرام ۔ حضرت اقدس کی لطیف تصنیف پہلے ۸ر قیمت تھی ۔
اب دوبارہ چھاپا گیا ہے قیمت ۲ر

(۲) فتح اسلام ۔ اس کی قیمت بھی پہلے ۸ر تھی اب [illegible]

(۳) جنگ مقدس ۔ حضرت اقدس کا مشہور و معروف زبردست [illegible]
جو امرتسر میں عیسائیوں سے ہوا تھا قابل دید کتاب ہے
تقدیر جہاد کی فلاسفی الوہیت اور کفارہ کی لطیف
تردید قیمت ۸ر

(۴) الانذار ۔ حضرت اقدس کی تقریر متعلق ط[illegible]ن کے حال مولوی
نورالدین صاحب کی تقریر ثبوت [illegible]
حامد شاہ صاحب کی نظم حالات [illegible]
کی کل کارروائی قیمت ۴ر

(۵) تفسیر سورۃ تبت ۔ سورہ تبت پر ایک ڈاکٹر کے اعتراض [illegible] الدین صاحب [illegible]
قیمت ۲ر

اس کے علاوہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی کل تصنیفات ہمارے
ہاں سے مل سکتی ہیں ۔

کل درخواستیں شیخ یعقوب علی مالک اخبار الحکم قادیان کے نام ہوں

... ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

دنیا میں سچائی سلامتی امن پھیلانے والا

اخبار الحکم

قادیان

دنیا میں صداقت اور حق پرستی کی تعلیم کی اشاعت کرنا اور گورنمنٹ کی سچی اطاعت اور بنی نوع انسان میں باہمی ہمدردی کا پھیلانا اس اخبار کا خاص منشا ہے چونکہ ان مقاصد کے پورا کرنے کے لئے دنیا میں [illegible]ب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کے مشن سے [illegible]ہیں اس لئے علی الخصوص حضرت اقدس کے مشن کا خادم ہونیکا فخر الحکم کو حاصل ہے [illegible] اصولوں پر بحث کیجاتی ہے دین اسلام کی خبریں اور اہل اسلام کے متعلق مضامین درج [illegible] صاحب کے مشن کے مفصل حالات اور آپکی تقریریں اور کلمات طیبات [illegible] قیمت عام سے بعد پیشگی معہ محصول ڈاک ستے روپیہ - سالانہ معاون اور [illegible] فرمادیں شکریہ سے لیا جاویگا - علی العموم ترتیب مضامین ان عنوانوں سے رہیگی (۱) دنیائے اسلام کی خبریں (۲) مذہبی دنیا کے متعلق معلومات (۳) پُر مطلب کوئی نظم (۴) حضرت سیدنا مرزا صاحب کی ڈائری (۵) مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب (۶) معارف قرآن یعنی بعض آیات کی لطیف تفسیر (۷) مشاہیر اسلام کی سوانح عمری (۸) اسلام کی فلسفیانہ روح (۹) اسلام میں عورتوں کی حالت (۱۰) حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب یا انکے متبعین کے مکتوب (۱۱) ایڈیٹر مشن پر پولیٹیکل کرسچینیو کا جواب (۱۲) باہمی اتحاد و ارتباط کی ترقی کیلئے باہمی تعارف (۱۳) بچونکا صفحہ (۱۵) قادیان کا ہفتہ

تمام خط و کتابت شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور کے نام حسب قاعدہ ڈاک ہونی چاہئے

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

اور نہین مسیح بیٹا مریم کا مگر ایک رسول تحقیق گذرے اس سے پہلے رسول

رسالہ

وفات مسیح

جسکو

جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب احمدی ساکن کاموں کے حال
سیالکوٹی نے تصنیف کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان مین حاجی حکیم فضل الدین صاحب
مالک مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

۴ دسمبر ۱۹۰۲ء

بار اول — تعداد جلد ۴۰۰ — قیمت ۲ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوبیاں سبھ اللہ نوں جو جگ پالن والا سائیں ۔ بڑا رحمان رحمانی صفتوں کرے قبول دعائیں
رحیم سدا اوسے خاصاں اوتے اوہ خاصو کرم کماوے ۔ مالک دین دہاڑیدا ہر کیتا اپنا پاوے
اسیں خاص عبادت تیری کردے توں سبھ خوبیاں والا ۔ تے خاص تیری تھیں مددنگاں ہیں توں رب تعالیٰ
سانوں سدھے رستے پائیں توں رحمان سداویں ۔ رحمانی صفتوں رحم کرن نے رتی دیر نہ لاویں
چیزاں جو کم آون ساڈے رزق مثل یا پانی ۔ اوہ ساڈے پیدا ہونوں اول ہویاں تدہ رحمانی
پیدائش ساڈے [illegible] سبھ چیزاں ہویاں اگے ۔ رحمانی صفتوں تدہ بنایاں ہن اسیں منگن لگے
سدھی راہ [illegible] رحمان ہیں سائیں ۔ راہ اوہناں نعماجنہاں اوتے توں کیتیاں عام عطائیں
اکرام انعام توں [illegible] رحم ہوئے پیارے ۔ تیری صفت رحیموں تارے گئے پیار کے سارے
باہجہ اوہناں ہور رستے تیرا غضب جنہاں تے آیا ۔ نے ناگمراہاں والا رستہ کریں قبول خدایا
حمدوں پچھے ہر دم باہجہ حسابوں ہور شماراں ۔ ہوون درود سلام ہزاراں اوپر شاہ ابراراں
جسدا نام محمد ﷺ شاہ رسولاں رحمت عالم ۔ امی ہو کے سارے علم لدنی دا اوہ عالم
خاتم نبیاں شاہ عالم اوہنوں رب دتی وڈیائی ۔ مہر نبوت والا مہری سبھدا وچہ خدائی
مہری سبھ توں جہیکڑے اپنے مہر لگاون آیا ۔ محمدی سکہ تیک قیامت جگ بٹھاون آیا
کیوں اول آخر دا اوہ شاہ اوس باہجوں ہور کوئی ۔ اوسدی شاہی اندر ہور کسے نوں ناہیں ڈھوئی
نائب اوسدے کو انگ نبیاں آون حکم چلاون ۔ محمدی سکہ جاری رہے ہور روسے کل مٹاون

اوسدی شاہی قیامت تیکر نبی نہ آوسے کوئی
نانبیاں تائیں اوسدا حکم جو ہوسن شل نبیاں

کئے اوہناں ناٰلوں چنگے ہوسن کرسن دور خرابی
یارب رحمت عالم اوتے رحمت عام وسائیں

ایدل عمروں گذرے سال پنجاہ با نال گناہاں
ایہہ پنج دہاڑے نیکی کرلے پاویں گنج اگاہاں

پہلاں اوکہا جاں کندن دا رسنہ جہاں نادانان
پھر بڑی مصیبت روز قیامت ویکھن سخت ندامت

ہُن توبہ استغفار پکار تے ربوں منگ غفاری
تے نیک کماندی کوشش کر سبھ چھڈکے بریاں کاراں

جیکر نیک ہووں کم تیرے چنگ اجل جاں آوے
پھر قبری بہتر ناہو و تے نا اندہیرا ہو روشنائی

تُس چنگے کم ایماوں پچھے پنج نمازاں بہائی
ایہہ پنج نمازاں بہتر جانوں پنجاں گنجاں ناٰلوں

کیوں اول پُچھ نمازاں ہوسی روز قیامت تائیں
ہور روزہ ماہ رمضان مبارک ہرگز قضا نا کرناں

جیکر اسسال دیوے اوہدی کرن زکوٰۃ ادائی
اتے کلمہ طیب پڑہنا دائم غافل کدے نا رہنا

ہور محمدؐ نبی ہر نال دلا سا الفت خو اسلامی
ہور اللہ نال شریک نہ کرناں ہے مخلوق کسے نوں

اوہ پالن والا نال احساناں خالق کل جہاناں
اوہ ہے رحمان جو کرے قبول دعائیں ٹلن بلائیں

اوہ مالک ہے دن فیصلے دا جاں ٹکن جھگڑے جہیڑے

نا پہلیاں گذریاں وچوں نا کسے نوں نبی نوں دہوئی
اسرائیلیاں نبیاں وانگر ہوسی خلق ولیاں

کوئی شامی رومی ہوگ کوئی فارسی ہوسی کوئی پنجابی
سن آل صحاباں تابعداراں روز قیامت تائیں

ہن پنج دہاڑے بجھ عمر پر کجھ وساہ نہ ساہاں
ہور بخشش منگ گناہاں دی جو سچ نہ ویکھن راہاں

مڑ اوستوں بڑی اوکھائی آوے قبر اندر انجانان
پچھے وا ساد وزخ آوے بد عملاں دی شامت

تے عذر بہو لیکھے والے کر رب اگے کر کے زاری
کیوں بریاں کاراں اتوں ہووں لکھ ہزاراں ماراں

اوس اوکھی گھاٹی جاں کندن توں بہت آساں لنگھاوے
اگے روز قیامت عزت کاراں نیک کمائی

پنجے وقت نیاز وں کرن اداں نال صفائی
اوکھے سوکھے کرو ادا نا چھڈیو کسے حالوں

ہور لیکھے سبھ پچھو ہوے تندیلا تن اعضائیں
ہکہ تریہہ ہور عیشاں حل ہو وناہی ڈوبے تک ناں

ہور حج بیت اللہ جاوں ہوسی طاقت راہ بہائی
ایہو ہے اسلام جو استوں باہر کجھ نہ کہنا

تے نبی صاحب دی راہیں چلن اوہناں نال تمامی
ساریاں خوبیاں ساریاں صفتاں لائق ہین تسینوں

ہر دا پالن والا جو وچہ زمیناں ہور اسماناں
پھر دیوے عام نیعماں صفت رحیموں سچا سائیں

نیک پاون انعام تے بُری سزا جو جاں اوہڑے

اوس اگے عاجز ہو کے کہنا ہان اسین بندہ پوجاری
ساریان خوبیان دا تون مالک پوجا تیری لائق
اتے خاص تیرےتون مددنگان تون ہین رب جہانان
دیکھال اسانوں سدہا رستہ جو ہے جنت بنے
راہ اوہناندا جنہان اوتے تون انعام کرائے
سوا اوہناندے جنہان تے تیرا غصہ غضبون آیا
ہور عالم غیب خداوند والی اوسدے باہجہ نکوئی
ہور اللہ یک من اتے ملک کتابان سبنے رسولان
ہور نیکی بدی اندازہ رب نون معلم کوئی نجانی
ہور فرق ناوچ رسولان کرنا ہرگز ہرگز بہائی
اوس وانگر ناپہلان اوستون پچہون ہونان ناہین
اوہ شاہ رسولان خاتم نبیان رحمت عالم آیا
اوس رحمت عالم راہون جہڑے اوہپر قدم ٹکاون
پس اوسدی تابعداری تون جو باہر قدم ٹکاوے
ایدل پاک محـ[illegible] داری چھوڑین
نانے اللہ یار[illegible] بخشے کل گناہان
ہور حسد تعصب کینہ تمام تکبر ناکدی کرنا
جھوٹھ نہ بولین غیبت کولون ہردم پہڑین بیزاری
زنا نکرنا زانیہ زانی پاون دکھ بہتیرے
الزنا یخرج البنا ایہہ پاک نبی فرمایا
ہور شرابون تمبیہ نشیان کرین کنارا بہائی
ہور وعدہ کرین خلاف نہ ہرگز ہوندے چارے پیارے
منافق دانہان تہلے دوزخ وچ دو قرآن گواہی

تون خوبیان والا رب تعالی عرض کران سرکاری
جو تیری پوجا کردی پاندی وسبے لائق فائق
پالنوالا ہر شے دا جو ہے وچہ دہرت اسمانان
اتے قائم رکھ اوس راہ اوتے جو جائے جنت بنے
تیری نعمت کو لون منعم ہو بہشت سدہائے
تے ناگمراہانوالے راہ تون کرین قبول خدایا
جو غیراندیو چ غیب پچہانن بیٹھے مشرک سوئی
ہور روز قیامت حق جو آوے بیشک سمجھ قبولان
ہور موتون پچھے اوٹہن حق کوئی شک نا سوچہ آنی
پر فضلاں وچ محمدؐ صاحب سمجھ تون وڈا بہائی
اوہ سارے پیارے اللہ تارے جو چلن اوس راہین
رحمت آخر ہووے اوس نے تے جو اوس خادم آیا
اوہ رحمت دیکھیں شامت نفسان اوگت جان گوان
اوہ بہلا بہلا جہلیان وانگر راہ نہ کوئی پاوے
کمان دینی دنیاوی وچہ اوسدی سنت لوڑین
رستہ سنت والا چنگا چہڈ او لیان ساہان
دغا فریب ناکرنا ہرگز اوڑک ہک دن مرنا
تے مسلمانان دوکھ نہ دیوین اللہ دیو یاری
زنا پیٹے بنیادان نون گل سن بے بہائی میرے
ولا تقربوا الزنا نا آخر وچہ قرآنی آیا
بے شرسیان ساریان دا سردار شراب پلید ایہائی
کیون وعدہ کرن خلاف جو ہوون سخت منافق بہارے
جسدن دنیا چھوڑ عقبی وسے ہووے راہی

چوری کرین نا رشوت گھنی گلیون ریہن ذرا ملوا
ہور مومن تائین جانی بھائی ویہہ نا دوکھ کداہین

نبی پیارے مومن دی تعریف ایہو فرمائی
ایسل رکھہ پرہیز جو مومن بھائی دوکھ نا پاوے

پر ایس زمانے دجالی وچہ دوکھان انت نا کوئی
اوہ پردین تباہی آئی ایس زمانے بھاری

شہرانوچ گراوان ساریان ہوندے کم مندیرے
رنان مونہون لوٹی لاہی ہوئی ایڈ خرابی

ہور مولویان نے بریان چایان وتیان گھت جدایان
دین اسلام پیارے نون انہنان بیڑیان لیران کیتا

کدہری نظر نا آوے جیہڑی الفت اہل ایمانان
پناہ ربانی اندر رہنا اینہل سب کجھ سہنان

ہور پیاریان اللہ تاریان افضل جان گرامی
نبی پیاری ولی نبی سارے بندے پاک خدا دی

ہوجانی خاص قانون اللہ دا بدلے ناہ کدائین
راتون دن پھرون تون رات ایہہ خاص قانون الہی

لا تبدیل لخلق اللہ ایہہ خاص قانون ٹکایا
ماؤن شکمون جمن چھوٹے وڈے ہوندے جاون

کوئی پاوے موت جوانی دی کوئی نکی عمرے پاوے
کل پیدائش دہرتی تے رب ایہہ قانون ٹکایا

گھڑیا بھجے جمیان مرے ایہہ ٹھیک اکھان لوکائی
جو جمے اوہ اوڑک دہرتی پھرے تے دھرتی جاوے

جمن والے راہون آون موت دی راہے جاون

اینہان ساریان کمان تون بیزار ہے رب اساڈا
مومن نون دو دکھہ دیوے جو کوئی دلتون مومن ناہین

جو ہتھ زبانون مومن تائین دوکھ نا پوہنچے رائی
نا ہتھون کدی تے نا زبانون مومن نون رنج آوے

غیبت چغلی جھوٹھ زیادہ ہر دی عادت ہوئی
دغا فریب ٹھگی کرنی جاتی سبھنان پیاری

کھیڈان کھیڈن وچ سینمان گندے کم ودھیرے
نے بہت وکھائی دیندی ہنگی چرسی ہور شرابی

کوئی پھیرے وہابی کوئی سنی شیعہ وہتان پایان
پاڑو کہایا لائق ہے سی پاٹے تائین سیتا

عمل قرآن زمینون چڑہیا یا رو دل آسمانان
یاران پاک نبی دیان وانگر شاکر صابر رہنا

تے سنت پاک محمد والے ثابت رہین مدامی
اوہ سارے آہے اللہ ولون ہادی راہ ہدادے

لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا   شک شبہ کجھ ناہین
ان ہوئیون ہویا ہوئیون حل ہوندا شک تباہی

پیدائش اللہ کارن نا تبدیلی حکم سنایا
وقت مقرر تیکر رہ کے دنیا چھوڑ سدہاون

کوئی ایڈ واٹے رہے کوئی بڈھا پنجر ہو مر جاوے
جو جمے شکمون دہرتی پہردا مر پھر خاک سمایا

سمجھا لو اوے خاص جانن اینہون بہادین عالم ایہائی
اوہ بہادین نبی یا ولی ہووے بہادین غوث قطب وڈے سدا

جدجاون دنیا اوتون مر کے دنیا وت نا آون

آدم تھیں لے اسدم تائیں جو مخلوق سدھائی
نبی پیارے ولی سارے چھڈ گئے ایہہ دنیا فانی

زمینی حصہ جسم بندیدا زمین نا چھڈے موئے
روح اسمانی ہوندا تا اوہ ول آسمان چڑھایا

اسمان اوہ نے نہیں کسے نبی دی جسم رہائش کیتی
جے جسم کسے دا آسماناں تے جا ہگ آرام بناندا

رب کرے مخاطب سبھناں نوں ایہہ سچا حکم سناوے
زندیاں نوں بھی سانبھ رکھے اتے مویاں بھی سانبھوالی

جیوندیاں اس تے خوشیاں دیکھو مویے اسدے کھاؤ
نے مویاں نوں ایہند میں سیٹے جاں ندی کتھائیں

آسمان اوپر کوئی پہلاں سنے وجود جے پہنچا ہوندا
پہلاں سرور عالم تائیں کل کفاراں آکھیا بھائی

توں آکھ ایہناں نوں پاک نبیا آیا میرا رب بالا
میں توں پہلاں کوئی رسول نہ گیا فلک تے یارو

ایہہ مشکل ساری خدا ہوئی آسمان ناپوہتا کوئی
کسے بندے نوں [illegible] سنے رب ول آسمان ناکھڑیا

پس ایہہ اعتقاد محمد یاں نوں رکھن جائز ناہیں
کیوں صفتاں خاص اللہ دیاں حی قیوم نہ موت آوے

حضرت عیسیٰ بندہ نبی نبیاں دے انگر آیا
اوس تھیں پہلاں سبھ رسول گئے چھڈ دنیا فانی

معراج والی شب تاج رسولاں دیکھیا عیسیٰ تائیں
ہن اوہ نہ آوے کیوں جو جا دھرتے کدی نا آوے

عیسیٰ نبی نے یحییٰ دونوں سنگ وچ بہشت ایہا نی

جمیں پچھری زمین تے ہوئی ساری زمین سمائی
دھرتی وچہ وجود ان تائیں سونپ چڑھے آسمانی

روح آسمانی حصہ ول آسمان جاوے ہر سوے
جسم زمینی تائیں جتہ ہر دا زمین دبایا

نے ناآسمان گیا کوئی مرسل نبی جسم دی سیتی
الم نجعل الارض کفاتا وچہ قرآن ناحکم سناندا

کیا نہیں بنایا اسان زمین نوں جیہڑی تساں سماوے
ہر حالت وچ زمین تساں نوں ہے سنبھالن والی

چلیاں ہیچو کھاون کارن بوٹے باغ لگاؤ
ایہہ پک ہویا جو باجھ زمین دیگر کوئی فلک تے ناہیں

تاں قل سبحان ربی پاک نبی نوں حکم نا ہوندا
نوں جا۔ آسمان مڑ آ ایہہ دیندیاں تا ایہہ آیت آئی

تے میں ہاں بشر رسول رسولاں وانگر نہیں نرالا
جو میں توں آگے گیا کوئی سند دکھاؤ ناجھک مارو

سنے وجود قرآن کریموں ایہہ گل ثابت ہوئی
ایہہ حضرت عیسیٰ والا مسئلہ لوکاں آپے گھڑیا

تے جنہاں ایہہ عقیدہ ہووے اوہ مشرک بدراہیں
جو جانن عیسیٰ نبی اندر اوہ مشرک جانوں بھاوے

وانگ نبیاں کر تبلیغ نبیاں وانگ سدھایا
ایویں ایہہ بھی گیا جہانوں کوڑی ایہہ زندگانی

حضرت یحییٰ نال جیٹھا کھ تھا دیں چھڈ ہوائیں
بہشتیاں دے دل جنت چھڈن کارن نہ بھاوے

تے چھڈن عیش بہشتی مشکل اوسنوں جانوں بھائی

بے تے نالے وِچ قانون ربانی ایہہ گل مول نا آوے
جو آوے کدی نا ہرگز جو کوئی دنیا توں مر جاوے
شہیداں رب مویاں آکھے آکھے جیوں سارے
پا پہلے وچ ویکھو یارو دوجے خاص سیپارے

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون ۵

اتے نا آکھو اوس کارن جو کوئی قتل اللہ راہ پاوے
مویا بل اوہ زندہ ہی پر تساں شعور نہ آوے
نبی کہے رب ہے کہے شہیداں سنگو جو میں دیساں
خواہش دلی سناؤ اوسنوں فضلوں پوا کر بیاں
شہید آکھن اساں لوڑنا ہور اک دنیا جاون بہاکے
پھر تیرے راہ وچ لڑیئے مریئے ایہو لذت آوے
رب آکھے نہیں ایہہ گل ہونی دنیا جاون والی
جو چھوڑے دنیا پھیر نجاوے ہرگز اوہ کسے چالی
ایہہ سنت بدلن والی اللہ والی نہیں بنائی
جو دنیا چھوڑ سدھاوے پھیر نا آوے گل مکائی
پھیر کویں مسیح بن مریم آوے ربدے باہر قانون
جو آکھن آوے عقل اوہناں دی ماری جہل جنوں
شہید جو زندے رب آکھے اتے آون بھی اوہناں بہاکے
اوہناں تائیں نا آون دا حکم اللہ فرماوے
شاہ رسولاں ختم نبیاں ایہہ فرمان سنایا
میں موہری سب دا ختم نبیاں نوالا خلعت لیایا
ہن میرے موتوں پچھے اہل شریعت نبی نا آوے
نبوت کاملہ تامہ دا سبھ مینوں شان سہاوے
ایہہ پر میری امت اندر مثل نبیاں آون
جاں امت رستہ چھڈن لگے اوہ مڑ راہے لاون
اوہ پاون لوکاں پاسوں وانگ رسولاں سخت ایذائیں
دین تائیں اوہ نواں کرن پا تنگیاں دکھ بلائیں
جدوں امت نوں فرعونی پکڑے مثل موسیٰ رب گھلے
امت وچوں آوے جو فرعونیاں مارے کھلے
ہر دجال یہودی سیرت کارن عیسیٰ آوے
اوہ امت وچوں آوے دجل دجالی سبھ مکاوے
قریب قیامت امت میری وانگ یہوداں ہووے
مڑ میری امت وچوں وانگر عیسیٰ جاگ کھلووے
دجال زمین تے پسر جاوے ہوون مکر ہزاراں
دغا فریب زیادہ ہوسی نالے بریاں کاراں
قوم عیسائی غالب آوے حکموں تے زرمالوں
صلیب پرستی شرک ودھے جگ ہووے مندے حالوں
دین اسلام غریب ہووے تد عاجز بڑا نمانا
ہر کوئی اسنوں ٹھوکر مارے جاں حقیر نتانا
شرک زیادہ حدوں باہر ہوسی وچ زمانے
بے اتفاقی عام ہووے سبھ اپنے ہون بیگانے
شرم حیا نہ رہی رناں وچ پھرن بے شرم بازاریں
مرد دیوث ہوون بے غیرت رناں کردیاں کاراں
ملاں ہوون وانگ یہوداں دنیا کارن روون
کھان حرام کماون دنیا دین دلوں ہتھ دھوون

ہور شوکت شان عیسایاں دا گئے ہووں ویکھ عیسائی
دین اسلام اک عاجز ہووے جوں پردیسی ہوندے

ایویں دین اسلام پیارا عاجز ہو کھلووے

ملاں نے شیطان رلائے سارے دشمن دین پیارے

ملاں نے دولت دنیا ڈہو ڈہن پہر کے دجال منہ تانان

دجال کمال وکھاوے خلقت پاوے ول بدراہی

مثل عیسیٰ دا نور آسمانوں لیکے گج کھلووے

اوہ شیر وانگر میدان ملے کوئی مونہہ نا اوس ول کرسی

یہود امت دے وافر اوسنوں کافر کہن دہگائے

یہود ہنکارن پہوکان مارن نور کویں بجھ جائے

اوہ نور ظہور دوہرا کر کے دور اندھیرا کرسی

ایہہ کتیاں وانگر بہو کن چوکن پیش نہ کوئی جاوے

جویں رسول کریم کہیا اساں اکہیں ویکھیا بہائی

اتے مثل عیسیٰ جو آیا سوہنا قادیں ڈیرا لایا

ایہہ پیارا نور محمد والا سارا لے کے آیا

ایہہ آدم ثانی دوست جانی احمد سرور پیارا

اسیں کیتیاں اکہیں ٹھنڈیاں سکھ کلیجے ایس دیداران

اساں ہیچ نہ پایا وچ دنیا تھیں اسدے جان جگر نوں

اسیں مال اولاد و عیال سے ہان ہوگئے اسدے بردے

ایہہ آدم وانگر دہرتی آیا ملکاں شان ودایا

ایہہ لیکے کشتی نوح وانگر ہے آیا وچ طوفانے

جہڑے کشتیوں رہن کنارے جاون مارے سارے

ایہہ آیا امت اندر کیوں جو امت ہوئی یہودی

چھوڑن دین اسلام تائیں بن احمق لوک سودائی
غماں وچ دنیات گذارن دوکھیں آہیں روندے

دجال کمال وکھاوے ہر نوں اپنے پاسے ڈھووے

نال دجال ملاوں گلاں دینوں ہون کنارے

دین اسلام یتیمی پکڑے جویں یتیم ایانان

بہنے لوگ اسلام چھوڑن جد ویکھن دولت شاہی

حامی دین اسلام ہووکے جو ہونا سو ہووے

دہروں دوروں پہوکاں مارن اوہ کجھ چیت نا دہرسی

جویں یہوداں مردوداں تہیں عیسیٰ نبی رنجانے

پر اللہ صاحب بڑا غیور اوس نور دا نور ودھاوے

یہود امت دے گند کجن اوہ ڈٹھا جیڑا کرسی

اوہ نور نا بجھے ہرگز تہوں دن دن ترقی پاوے

زوال دجال بھی سنے یہوداں ویکھیا فرق نا رائی

غلام احمد صلواۃ اللہ دا اوس عیسیوں شان سوایا

رب حضور وں خلعت نوروں لے خلقت وچ آیا

غلام احمد دا عبد صمد دا عالی منصب بہارا

ایہہ چہرہ نور نورانی ویکھیا انور کل انواروں

نے اسدے سر توں وار دتیے مادر ہور پدر نوں

چاہے رکھے چاہے ویچے حکم عدول نا کردے

شیطاناں مردوداں دے گل لعنت ہس پوایار

جو چڑھن ایس کشتی اوتے بچن طوفانوں بہائی

وچ طوفان ضلالت دی ڈب مرسن کرماں مارے

دین اسلام کنڈیتا کیتا کر ودھی مردودی

ایسیں آکے اوہناں یہودیاں تائیں جونا حجت لایا
جوین کیا عیسیٰ اطراف یہوداں ہوئے منکر سارے

جاں ایلیا بدلاں دیو وچ ہو کے اسماناں لہہ آوے
تاں عیسیٰ ہرگز ناہیں جھوٹا عیسیٰ بننا چاہیں

تے عیسیٰ آکھے بھائیو ایلیا مرا آسمان سدھایا
پرمنن وچہ نا آون بیٹرے اوہ علما یہودی

اوہناں نشکاں کرکے سولی دہر لیا عیسیٰ نے دکھ جریا
کیوں رب داوعدہ سی اے عیسیٰ میں زندہ مارن والا

رب اپنے وعدے کارن سولیوں عیسیٰ نبی بچایا
پر زخماں کارن مرہم عیسیٰ عیسیٰ نبی بنائی

وچ سرینگر کشمیر آیا اوتھے باقی عمر گذاری
میں انشاء اللہ سارا کرساں اگاں بیان چنگیرا

توں ایہہ مثل عیسیٰ دی سوہنا نازل ہو کے آیا
ایہہ ملاں بھی آکھن عیسیٰ آوے گا آسماناں

اوہ آوے اوچ پراں فرشتیاں بیٹھ مینارے جاوے
پوڑی باہجوں ہٹاں میناروں اتر سکے ناہیں

ایہہ سبھوں بھائیں آسماناں توں آویگا بک واری
جو ایلیا یار و مرگیا کاہنوں زندہ اوسنوں جانو

ایہہ بیٹرے اسدے فیصلے نوں بھی سندے ہرگز ناہیں
ایس مثیل مسیح دے اکھیا سو یا مسیح ہم دے

ایس بھول قرآن ویکھیا عیسیٰ مویا حکم ربانان
ایس مثیل مسیح نوں بھی نامنیاں ہے علماواں

ایہہ ٹھیک مثیل عیسیٰ بن مریم سبھنیں وجہیں آیا

یہودی سند ابولن اسنوں بہتا دوکھ پوچایار
اوہ آکھن ایلیا آسماناں نا پوہتا پاس ہمارے

اوددوں پچھوں عیسیٰ بے تشریف اسانوں چ لیاوے
بھلا چاہیں تا جاہ اوس راہیں آیا ئیں چہرا ہیں

اوہ آوے ناہیں مثل اوسدے ہے یحییٰ دہرتی آیا
اوہناں ظلم کمایا عیسیٰ اوتے کردئے مردودے

پر رب بچایا لعنت موتوں سولی موت نا مریاہ
بے بچاون والا طرف آپنے اس کارن ہویا ٹالا

یہودیاں نوں کجھ خبر نا ہرگز بھچوں علم نہ پایار
جاں زخم چھٹے تاہجرت کیتی ماسن کیتے دہائی

پھر اوتھے مویا دبیا چنگی قبر بنا سنواری
جو سنکے راضی ہوسی جسدے اندر عقل وو ہیرا

مثل یہوداں مولیاں نے ایس نوں موکھ ہنوایار
جا وہ زندہ نا آسمانی ہے پوہتا ایس جہانوں

تے ایہہ بکاری آکھے یارو پوڑی کوئی لیاوے
ایہہ ایلیاں کچیاں ٹھوکن کجھے ہرگز پکے ناہیں

اوس مکایا جھگڑا پہلاں نال خدا دی یاری
جو جاوے اتھوں مرکے مڑیا کدے نامول بچھانوں

تے آکھن عیسیٰ آویگا ایہہ کجھے سمجھ ناہیں
کیوں جو مر جاوے دنیا توں مڑ دنیا کدے نا آوے

تے مینوں مسیح کر بھیجیا جوین سی اوسدا بھیا نا
سبھ پیچ ہویا فرمایا جیونکہ آہا شاہ انبیاں نوں

مثل یہوداں علماواں توں اسے بھی دو کھ پایا

پر اوس مسیح نوں دار اوہناں ہیودان مول نا سرپا
اوہناں ماریاں کٹیاں دو کہہ پوچائی سولی اوتے دھرپا

ایں بہانڑے سر خاک پائی ہن ہیوندی پہرن سودائی
گھرین آرام حرام تہناں سر پیا جھگڑا پہر وے چائی

کوئی یار خوار دسیوے ہیوندا اگ حسد وچ سڑدا
کوئی وحشیاں وانگر ہیو نکا بہلا نکے کردا پہردا اٹردا

کوئی دے اشتہار تے جھوٹھا ہو کے قبر ٹکانا پاوے
کوئی حیات مسیح دے اوتے اُلٹا زور لگاوے

جھگڑا کرے اولا جھلا او لٹیاں کرتا ویلاں
بکو اسوں بکے حیات مسیح کجھ پیش نا کرے دلیلاں

وفات مسیح موسوم رسالہ ایسے خاطر بنیا ن
قرآنوں ثابت کیتا شاید مت آدر کجھ جنیا ن

محمد علیا جو جو آیت موت مسیح سمجھاوے
اوہ پڑھ کے دس جو بہائیاں تائیں سمجھ شتابی آوے

آیت موت مسیح دے اوتے پہلاں سنوں جو آئی
چھیواں سیپارہ سورہ مائدہ اوتھوں دیکھو بہائی

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ

نہیں مسیح مریم دا بیٹا مگر رسول خدا دا
گذرے بک رسول اوس اگے دس کے راہ ہدا دا

اے ماں اسدی صدیقہ عورت دووین کہانا کہاندے
حاجت کل انسانی رکہدے ہگن موتن جاندے

اودووین بندیاں وانگر کہاندے پیندے سوندے آہے
بندیاں وانگر ہر جنسوں اوہ لیندے آہے لاہے

شان نزول ایس آیت دا جد آون لوگ عیسائی
پاس رسولاں دے سردار تے دوروں دین دوہائی

تے آکھن دعوے نال جو حضرت عیسیٰ خاص خدا سی
ہور روح القدس بھی اسدے پاسوں گھڑی نا پلک جدا سی

ہور ماں اوسدی بھی رب آہی تاں آیت رب پوچائی
جو اے تھیائیو کیڑی گلوں منوں اوس خدائی

اوہ نے یک رسول ہیسی جوین پہلاں اوس سدہائی
سبھے رسول جو دعوت کارن دنیا اوتے آئے

اوہناں ساریاں نالوں وید کے او سوچہ خوبی نا ہے کوئی
بتے نا کوئی زندہ رہیا ایہنائیں جدی دنیا ہوئی

جیونکر ساری ماواں شکموں جے بال دسا ہے
تے شکمیں لوہو حیض کہاہدا ہور جامی جیور ہنڈائے

پھر بالوں وڈے ہوئے وقت معین ٹیک ٹکانا ن
کیتا تے مڑ لدسدہا نے جو اوڑک لد سدہا نان

توین ایہہ بھی اک ضعیفہ عورت مریم شکموں آیا
وچ شکم دے نو ماہ ٹیک ایس حیضوں لوہو کہایا

پھیر جمیاں بال ایانا اوس راہوں جس راہ جمدے
پھر وڈا ہویا عیش بھی ڈہٹی ہور اندوہ جو غمدے

پھیر حاجت ساری رکھے کہادی پیدی ہوندی نہاوی
ٹرے پھرے ہور بھیجے کہلو وی ہگن موتن جاوے

ہر شئے دا محتاج رہے رب حاجت نا کوئی آئی
کیکر رب آکھو کس گلوں منوں اوس خدائی

پھر جوین بیماری پاون بندے اوہ بیمار ہو جاندا
بھوکون عاجز ہو کے ہیٹہ ا بجھیر سے جھولی اڈے
بے دیہہ ہو ٹوابڈی چھاوان تکدا پھیرے ڈولاندا
جیہون خوف آوے کچھ اوسنون کیون اوس جانون چھڈے

مڑ کہڑی گلون رب ہویا پچ دسو نال دلیلان
ایہہ کوڑ پکار و چکان مار و کیون کردیو کم رزیلان

ایس آیت تون صاف ہویا جو موت عیسٰی نے پائی
جو زندہ اکہن اوسنون کول دلیل نا رکھدے بھائی

کیون حضرت عیسٰی روندا جمیان پٹیران دیکھ ایانا
تے ممیان وچون دودھ پیتا پھیر ہویا جلن سیانان

مڑ کھاوے پیوے بگے موہنے کار تے کسب کماوے
پھر یوسف دے نال نے کے تیشہ رزق کماون جاوے

جوین ماں اوسدی محتاج تو ین اوہ سیا محتاج ہمیشہ
پیٹ پالن دی خاطر سکھیا اوس نے اپنا پیشہ

اوہ دووین ماں پتر سن کھاندے کھانا شام صباحین
کھانے تے باجون بھکھ نا جر دے آہے کدے کداہین

پھر ماں اسدی لون موت آئی اوہ کھانا چھوڑ سہائی
تے عیسٰی کیون چھڈ بیٹھا ہے اجے موت نہیں اوس پائی

اسد اکوئی جواب دیؤ جو زندہ آکھو یارو
کیون اوس ترک کھانیدی کیتی چنگی طرح وچارو

بے آکھو اسمان اوتے اوہ وانگ فرشتیان ہویا
پھیر اسین پچھے روح اوسدا ہے اسمان تے جیہ ہویا

کیون ایہہ جبر بن کھانید مریہ نا سکدا بھائی
شہادت نال قرآن کریم جو ویکھو آیت آئی

وما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین

اسے نہین بنایا اسان اوہنا دا جسہ جو نا کھاون
کھانان تے اوہ نا آہے جو سدا حیاتی پاون

پس آکھو اوس سوتون چھڈیا کھانا ہن نا کھاوے
اتے منون عیسٰی قادیا لو دلا عیسٰی اوہ نا آوے

جسیان کرو او ڈیکان یارو باطل وہم ضیالون
اسدی قدمین آن لگو بھائی ہر حیلے ہر حالون

کیون زندگی عیسٰی اوتے تسین دلیل نا رکھدے بھائی
عیسایان کولون سکے ہو لیو کیون دل ایہہ گل لائی

اوہ وانگ رسولان بک رسول الٰہی آیا پیارا
وانگ رسولان سوتون گذریا ناکوئی عذر نا چارا

اگے آیت موت مسیح دے گئے وتے ہر جہی دلیل اے بھائی
سورۃ آل عمران اندر ویکھو جو خالق فرمائی

اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم

اللہ نہین معبود اوس باجھون مگر اسینون جانون
اوہ زندہ قائم دائم واحد باجھ شریک پچھانون

شان نزول ایس آیت دا مین ڈٹھا وچ تفسیران
نجرانون بک فد نبی دے پاس کریو تقریران

جو حضرت عیسٰی موئے جواے کرے شفا بیماران
اتے آپ جیوے اسمانے بیٹھا راضی وچہ بہاران

ابہہ آیت ہوئی نازل اللہ نال شریک ناں کوئی اوہ جیوے دائم قائم اللہ موت عیسیٰ نوں ہوئی
اوہ اللہ پاک زندہ لوں سو توں عیسیٰ زائل ہویا تے نالے مہیگیاں ہڈیاں اسدیاں بھیاں جد دا مویا

باجھ اللہ کوئی زندہ ناہیں غالب اتے توانا ہن ایس آیت نہیں سمجھ لویگا جو کوئی چنگا دانا

جیکر عیسیٰ زندہ سی تاں ابہہ کیوں رب فرمایا تے پاک رسول محمد کیوں ابہہ آیت پیش لیایا

بس بڑی عقیلوں ثابت ہویا مویا عیسیٰ بھائی قرآن کریم شہادت دتی نبی گواہی پائی

ابہہ دوویں شاہد سچے جالوں یا کجھ شک لیاؤ زندہ جانن والیو دسو کرکے سوچ بھراؤ

قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا۔

کہیا عیسیٰ نے میں تحقیق ہاں بندہ اللہ سندہ مینوں ملی کتاب بنایا نبی پیارا بندہ

اتے برکت والا کیتا مینوں جتھے کراں ٹھکانا اتے مینوں ہوئی نصیحت ادا نمازوں ناں گھبرانا

تے ادا زکوۃ کرانگا مالوں جتنا چر میں جیواں تے مائی نال بھلائی ورتاں کدی شقی ناں تھیواں

ہن اسوچ چنگی سوچ عقلدی کرنی چاہئے بھائی جو حضرت عیسیٰ پوچھن والیاں نوں ابہہ بات سنائی

بھائی اللہ دا میں بندہ مینوں ملی کتاب حضوروں ہور مینوں نبی بنایا اللہ چنگا باجھ قصوروں

اتے برکت والا کیتا مینوں ہووان جتھے کتنا گز اتے مینوں ملی نصیحت ترک نماز ناں کراں کدائیں

زکوۃ بھی دیندا رہساں جاں تک ہوگ حیاتی باقی تے ما اپنی سنگ چنگاں ورتاں کراں ناں بے اتفاقی

پس بندہ ربدا نبی پیارا نال کتاب سوہاوے ہور برکت والا ورہیو پہلے جت ہووے برکت پاوے

کیوں سب مفسر برکت معنے وہدین پہلن لیندے عام رواج بھی وہدی پہلے جس لوگ مبارک دیندے

پھر سو جو حضرت عیسیٰ بندہ نبی اللہ دا پیارا جنہوں ملی کتاب جو اوس بن کرسی ناں گذارا

کتاب ضروری نال رکھے جس اوتے عمل کماوے کیوں باجھ کتاب نبوت اسدی ہرگز ناں سوہاوے

ہن زندہ آکھن والیاں اگے کراں سوال اک بھائی جو اسدا کی جواب دیونگے کرکے سوچ دانائی

جاں دھرتی اوتے حضرت عیسیٰ مڑ تشریف لیاوے تاں اوہ ہن پہلن دیہ بتاں کس گلوں کہیا لیکواوے

امتی بنے نہ نبی رہے کس گلوں ابہہ دکھ پاوے ہور رہتہ کتابوں خالی کیہڑی عظمت گناوے

ہن سچ دسو کیوں پاوے پیارا حالت گھاڈی والی نبیوں امتی ہووے نالے رہتہ کتابوں خالی

نبوت والے عالی منصب توں کیوں شیا جاوے
بہیا مبارکا والی آیت دا مصداق نہ ہویا

قرآن مبارک نبی کہے نہیں دیندا ادس محرومی
بے آکھو سے کتاب نبوت برکت آوے پیارا

پر رب اوس ختم نبیاں آکھے آیت جو ہے آئی
یا ایس آیت نوں وقت عیسیٰ دی باہر کرو فرا نوں

بے نہیں جواب تا مویا آکھو نال قرآن گواہی
ایہہ آیا آون والا اسنوں برکت نال لیا یار

ایہہ للکار ہونت پکارو میں ہاں عیسیٰ بہائی
ایہہ آکھے یارو میں آیا ہاں جیدی سی انتظاری

اوہ مویا عیسیٰ اسرائیلی آوے ناہ دوبارا
مرحومہ امت وچوں میں محمدی عیسیٰ آیا

پر جیونکر عیسیٰ اسرائیلی نال یہوداں بہائی
یہوداں دا اگر مولویاں نے کفروں فتویٰ لائے

قرآن ادتے اساں خاص ایمان جو عیسیٰ مار کہایا
سنوں حکم قرآن جو آکھے عیسیٰ مر گیا یارو

اک ہور سوال موافق آیت یاد میں نوں ہر آیا
قرآن گواہی دیندا اوسنوں حکم ہویا درگاہوں

جد تک جیویں ایس حکم تہیں باہر ناتوں جائیں
شک سمائی رہے نہ بہائی جتنا دانہ رائی

حکم خدا جلیل انجیلوں لوکاں وس سنایا
ہن تسیں جو زندہ آکھو یارو کتھے دے زکوٰتاں

کیوں زندیاں تیکر اوسنوں حکم نماز زکوٰۃ ایہہ بہائی

ایڈی گہاٹے والی حالت اوہ کس گلوں پاوے
بڑا تعجب ایسے گہاٹے کارن اوہ نہ مویا

ایہہ سچ جواب دلیلاں سیتی دسو کر معلومی
تاپاک محمد ختم نبیاں رہیا نا سوہنا سارا

ماکان محمد آخر تیکر ایہہ دے فرمائی
اسدا دیو جواب بہراؤ چنگے عقل ایمانوں

تے سنوں قادیانوالا عیسیٰ خوشی خوشائیو بہائی
قادیاں اندر آکے سوہنے برکت قدم جمایا

تے میں ہاں مہدی دیاں ہدایت انہاں نوں روشنائی
نشان سمجھ نا کیتی لائے بہلوں ول آسمانی تاڑی

مرحومہ امت احمدی وچ عیسیٰ دا کی کارا
اسرائیلی عیسیٰ دیول کیوں چت یار دہیا

بہیڑی چال چلے سی اودیں اسدے نال کمائی
پر ایہہ سوہنا سہروں بہارا خاک اوہناں سر پائے

ایں قادیانوالے عیسیٰ نوں دے عیسیوں شان سجایا
تے قادیانوالے عیسیٰ نوں اوس عیسیوں ودھ شمارو

عیسیٰ تائیں ادا زکوٰۃ نمازے حکم سنایا
توں ادا نماز زکوٰۃ دیویں نا بہلیں ہرگز راہوں

ہونتا بعد اراں یاراں تائیں ایسا حکم سنائیں
اوس موافق حکم انجیل تمامی کر تعمیل وکہائی

رب حوالے کر گئے پیارے دنیا توں چت چایا
لیندے کون زکوٰۃ اوس کولوں کتھے پڑھو صلوٰتاں

اسدا دیو جواب بہراؤ کر کے ہوش دانائی

مانی نال بہلائی رکھیں سی اوس حکم ربانان | خدمت مائی اوہون کرنے کدے ناہو موہنہ تانان
پر مائی نال بہلائی چنگی عیسیٰ نبی اکھائی | چہلے روندی نون آسمان گیا دیو دکھ اندوہ جدائی
تان تعیین وس چنگی کیتی حکم انجیل جو پایا | زکوۃ نمازون مڑکے جا اسمانی ڈیرا لایا
اسمان اوتے پہر وہدا پہلا ہوسی شک نہ راؤن | قرآنون ثابت قول او سدا این بابرکت ہر تہاؤن
جیتے رہسان برکت سیتی رہسان شک نہ رائی | تا اسمان اوتے اوس اپنی امت ہوگ ودہائی
اسدا دیو جواب کوئی جو اوسنون زندہ جانون | پر کوئی جواب نہ پاس تسا ڈے اسو چہ شک نہ آنون
جے ہے کوئی اسین تسنون کہلے تیار ناہار کہلوون | پر نال دلیل جواب دیو اسین وارے صدقے ہووان
جوین آکھو جیلے زندہ آوی ماریو آن دجالے | تے سوران تائین قتل کرے ہور بہنے سولی نالے
تا بہتے آنکے پڑہے نماز قرآنی یا انجیلی | پر یک نماز انجیلی پڑہسی کرسی نا تبدیلی
کیون جیوندیان تیکر اوسنون حکم نماز انجیلی آیا | قرآن شریفون ثابت ہے ایہہ حکم نہین بدلایا
تے نا منسوخی ایس حکم دی ثابت ہوئی قرآنون | اسدا دیو جواب کوئی عقلون نقلون یار سچانون
جے نہین جواب تا اوہ پیارا اہن آوی ناہین بہائی | پہر ثابت موت مسیح دی ہوگئی جون وندی روشنائی
جون جون حکم ہوے اوس تائین او کیتو اوس سارے | موت پیالہ پیکے کیتے جا وچ قبر گذارے
ہن انا الله پڑھو اوہدے حق جو نیکان دہان کاران | اولا جہگڑا کرو نہ یارو وانگ جیوان گواران
سو جو پڑھو قرآن کریم نے منگو فضل ربانان | کیون ساتھی خبر قرآن ایہی ہور نال نہین کسے جانان
آکھیت موت مسیح نے چہ دان پارہ وچ دیکھو آئی | سورہ نحل دی دوم رکوع رب سچے فرمائی

والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء
وما یشعرون ایان یبعثون

اتے لوہ جو باہجہ الله دے پوجن نالے کرن پکاران | ناکجہ پیدا کیتا اوہنان خود مخلوق شماران
اوہ سارے مردے باہجہ حیاتی جانون موئے مارے | تے جانن ناہین کسدن اوہنان نال خلائق سارے
اوہ موئے مارے سارے نہ جانن کدون اٹھائے جاسان | تے اوہناں دی کجہ ہووے کیہڑا اجے حضور پاسان
بن سوچان نہ الیہو کرو وچاران سب دیوے اخباران | جنہاں نوں پکارن باہجہ الله دے اوہنان نوں ناساران
تے نا اوہنان کجہ پیدا کیتا آپ پیدائش آہے | پہر کس گلون پوجن اوہنان پے گئے پچھے راہے

اوہ مردے سارے زندہ ناکوئی نا او ہناں تھیں بھائی
ایہہ آیت خاص نصاریاں ہور یہودیاں کارن آئی

نے کہن یہودی عزیر تائیں اوہ پت خدا دا آہا
ادہناں نوں رب پاک جتایا کیوں تسیں ادہناں پکارو

پس عیسیٰ نوں جو زندہ آکھو ویکھو رب فرماوے
نے نا ے اسد آکے کسے بنائی نا شئے کوئی

رب فرماوے کبھی کجھ نہیک نا کسے بنایا،
اسداد یو جواب چنگیرا نال دلیل بھرا و

رب کہے جو میرے باہجوں کسے نہ کجھ بنایا و
تے تسیں مسیح نوں خالق چام چٹہاندا کوئیں پچھانوں

چال چلو جو سدھی ہے نا ملوا پہٹی ڈنڈی
پر اک گل ثابت ہو گئی جو تسیں عیسیٰ خالق جالون

جو تسیں بھی چام چٹہاں چمگدڑاں وانگر انھے پہرد ے
ویکھو چڑھیا آج سچائی دا دن عیسیٰ قادیانوالا

چمگدڑاں وانگ جو اہنے عیسیٰ زندہ جانن والے
ایہہ سورج آسمان ہدایت اوپر چڑھ کے آیا

ایہہ آفتاب منور چڑھیا بیڑیاں تہانا نا ہین
ایس رات گوائی گمراہی ایہو دین کیتی روشنائی

چمگدڑاں وانگر اہناں نوں ایہہ سورج مول نہ بھائے
ایہہ سو جنا سورج چڑھکے آیا دنیدا ہے چمکارے

اوس خالق پاک نوں رحمت کر کے ایہہ دن چاڑھ دکھایا
اساں کل پوچایا خالق اپنے فضلوں بھلائی

ہن مومن اسدے نوروں حصہ لیندے جون چن تارے

جو کدوں اٹھائے جایئے ہونگ کل مخلوق خدائی
جو پوجن عیسیٰ خالق جانن جالو راندا بہائی

اس ظالم اوس پوجا کردے ہورا ہوں گمرا ہا......
اوہ موئے مارے باہجہ حیاتی کیوں راہ اپنا مارو

اوہ مویا جہانوں خبر نجانے کسدن اٹھن پاوے
پھر چام چٹہاں دی خلقت عیسیٰ پاسوں کیکر ہوئی

مڑ چام چٹہاں چمگدڑاں خالق عیسیٰ کیونکر آیا
جو کوئیں مسیح ہے خالق چام چٹہاندا کہو پل سناو

مخلوق زمین اسمانان سندا ہین ہک خالق آیا
ہوش کرو کجھ عقل بہراو مو ہنہ رستے دل آنوں

نال مسیح موعود پیارے پاو نہ ایہہ بھنڈی
چام چٹہاں چمگدڑاں دا ایہہ سچ تے پک پچھانوں

رات ضلالت بہاوے دن روشنائیوں دل ہین گبھرد ے
ایس رات ضلالت کفر گوائی دینوں کیا اوجالا

ایس سورج نوروں نفع نہ پایا ہوئے رد منہ کالے
رات گوا گمراہی نور ہدایت جگ چمکایا،

چام چٹہاں چمگدڑاں وانگر طالب رات تدا ہین
نور ہدایت چمکیا جگ وچ نور و نور صفائی

اوہ بہاہنے وچہ اندھیرے دن چانن نظر نہ آیا
چام چٹہاں چمگدڑ جو ایس اہنے کیتے سارے

ایماناں والیو شکر کرو ایہہ سکدیاں سکدیاں آیا
جو جگ اندر پھر ہوئی دین اسلام والی روشنائی

سورج پاسوں لیندے حصہ آسماناں تے سارے

چنگدڑاں وانگ جو اپنے عیسیٰ زندہ جانن والے ایس سورج نوروں نفع نہ پاون رہن ہندی حالی
اتے حضرت عیسیٰ مویا نہ آوے نال قرآن گواہی ایہہ اہناں وانگر وہوسان دیندا گوہ پئے اندر گمراہی
ایہہ آیت نال بلند آواز پکارے سنو پیارے جنہاں پوکارو پوجا بجہ اللہ اوہ مردے سارے
پھر دسو عیسیٰ نالوں ودھ کے کسدی پوجا ہووے اوہ مردہ مول نہ جانے ساراں کسدن اٹھ کہلووے
اس آیت وچ سمجھو اللہ ٹھیک نتارا کیتا جو عیسیٰ مویا جانے ناہ دن اوہنی والا میتا
نہ اوس کجھ بنایا ہرگز کمی پچھتائیں ہر مخلوق دا خالق اللہ ہر دا مالک سائیں
پھر کوئیں عیسیٰ نوں زندہ جانوں دسو پھول قرانوں قرآن مارے تسیں آکھو زندہ عجب تساں ایمانوں
ویکھو استدلال قرآن دی چنگے ریتے یارو حضرت عیسیٰ ماریا اللہ تسیں بھی مویا شمارو
اللہ نال متھا کاہنوں ہن بیٹھے ہو بھائی جو اللہ نال متھا بہندا پاندا ہے رسوائی
سورہ ال عمران اندر رب فیصل کیتا جھیڑا کیوں جانے رب جو موت مسیح تے ہوسی یک بکھیڑا
جد دن مسیح موعود کرانگا نازل وقت ضلالت تدوں حیات مسیح دا جھگڑا ہوسی نال جہالت
ایسے کارن اوس مالک اللہ آیت ایہہ اتاری جس تھیں موت مسیح دی ثابت ہوندی ظاہر ساری

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم

اتے نہیں محمد صاحب مگراں خاص رسول پیارا گذرے پہلاں اس تھیں سبھ رسول نہ موتوں چارا
آیا ایہہ جے مرے یا قتل ہووے تسیں ہو مرتد کہاؤ رب دا کجھ بگار نہ سکو اپنا آپ گنواؤ
ایس آیت توں موت مسیح دی ثابت ہوئی چنگیری حیات مسیح دی بابت بھائیو کرو نکوئی دیری
خلت دے معنے گذرن موتوں یا قتلوں مرجانا تحقیق جو گذرے پہلاں سبھناں کیتا قبر ٹھکانا
کیوں تفسیر خلت دی اللہ آپ کیتی سمجھایا آیا ایہہ جو مریا قتلوں گذرے خود فرمایا
پھر لفظ خلت دے معنے موتوں گذرن ہویا بھراؤ پاک محمد نالوں پہلاں کوئی نہ زندہ جانوں
کل نبی ایس اول گذرے پی کے موت پیالے آدم نوح ہور ابراہیم نبی تے موسیٰ عیسیٰ نالے
ایہہ بڑا تعجب عیسیٰ موتوں کیوں تسیں نک چڑھاؤ کیتا ساریاں نبیاں تھیں اوہنوں افضل جانوں خاص بھراؤ
موت رسولاں دے سردار دی سنو بیچ قرآناں جاں موت مسیح دی سنوں تساں ٹھٹھے متھے ٹیکر پھاناں
موت مسیحوں کیوں تساں بھانبڑ بن کے چڑھ کے آؤ نے موت رسولاں دے سردار دی سن کے خوشی مناؤ

اسد ی بھی کوئی وجہ اساںون دسو سچ پیارے
ہور نبی سب مر کر گذرے سنے محمد یا رو

رب کہے سن عیسیٰ ساری موتون قتلون مارے
ایہہ لفظ خلت اوہو لفظ ایہی جو چوتھے سیپارے آیا

بیان اسدا میں کیتا پہلان پرہن گل سنا وان
علیہون پہلان یک لکھ چوی ہزار پیغمبر یا رو

پھیر اوہو لفظ خلت دا شاہ رسولان کارن آوے
مڑ جاپے خلت جو عیسیٰ بابت آیا بہا سنے

تے شاہ رسولان کارن لفظ خلت دا اوسا آیا
سرور عالم کولون بڑ من قبل بنے جے جائیے

پھر عیسیٰ کوین نا مویا ہے من قبل محمدؐ نا لو ن
پس ایس خلت نے ماریا عیسیٰ موتون مول نہ ٹلیا

رب فرماوے ایس آیت وچ پہلے نبی پیارے
پاک محمد جیکر آیا جان موتون سبہ گذر گئے

جوین پہلین ساریان موت آئی رہیا نا موتون خالی
شان نزول ایس آیت دا جے جنگ احد جان ہویا

جو پاک محمد نبی اللہ دا ہویا شہید جہانون
ہن کی ہوسی نبی صاحب نے پاک شہادت پائی

سارے یار پیارے گھبر ہارے پیش نا جائے
تا اللہ صاحب ایس آیت وچ صاف حکم فرمایا

کل نبی ایس اول گذرے زندہ رہیا نا کوئے
جے پاک محمد مرے موتون یا تیغون قتل ہو جاوے

تسین اس تے ثابت قدم رہو نا تہرکو کدی کدا ہین

کیا اندر جانے عیسائی ہو باہر محمدی لارے
عیسیٰ موت سوا کوین گذریا کرکے ہوش وچارو

پھر کس دلیلون عیسیٰ تائین کردیو تسین کنارے
سورۃ مائدہ اندر عیسیٰ کارن حکم سنایا

بھائیان تائین جے مت آوے کوئی مت بھراوان
ایس خلت نے موتون ماریا عقلان نال وچارو

جس تہین پہلان عیسیٰ ایس خلت دے ہیٹھ نہ آوے
اوہ بڑا زور آور جس نے پہلیان ساریان موت دیوائی

جیہڑے کولون حضرت عیسیٰ موت تے باہج سدایا
تا پہلان رہنے اندر حضرت عیسیٰ تائین پائیے

بھائی خوب وچاران کر کے دیو جواب سوالون
نے تے جے ٹلیا تا حضرت عیسیٰ مویان وچہ کیون رلیا

سن عیسیٰ سبہ موتون گذرے کوئی نہ رہیا کنارے
ختم نبیان شان لیایا موت مویا بن عذرے

اودین ایس پیارے چکھی لذت مرنے والی
وہند لڑائی دیو چ بھائی خیطان بول کہلو یا

اصحابان نون غم دو کھ بہارا پو تہا باہجہ بیا لون
دین غریب نمانا ہوسی نبی پا گیا جدائی

نبی محمد زندہ سنیان خوشیان اندر آئے
کیا ویکھو نہیں جو استہین پہلان رہنا کسے نا پایا

کوئی طبعی موتون مویا کوئی قتلون سنت ہوئی
دین اسلام مدام تساڈے پاس جو سدا اسدا ہے

جو دینون تہرکن رب سچیدا کجھ بگاڑن نا ہین

پس حضرت ناون پچھلے نبی تمامی موتوں مارے
کیوں حضرت عیسیٰ رب نے وکھیا ساریاں موت بتائی
حیاۃ مسیح دی کہتوں پکڑی ایہناں سند نکاری
موت مسیح دے اوتے وچ قرآن دلائل آئے
ایسے کارن موت مسیح دی ظاہر کر سمجھائی
زندہ آکھن عالمو بھائی اکھیں سند لیاؤ
رب مالک مار کے پیا عیسیٰ نوں تسیں زندہ جو پکارو
تے منوں عیسیٰ تا دیالوالا جو ہے منکم آیا
قدمیا نہ کنک ونا رنگ سندر روپ سہاوے
چوہدویں دا چن چودویں اندر کیتی سو روشنائی
ایہہ رات ضلالت اندر آیا سورج چانن لایا
ایہہ خلعت پہن شہانان آیا وانگ رسولاں پیا
جمع الشمس تا آخر تیک جو آیت آئی بھائی
جمع ہو ویگا چن سورج نوں گہرن اندر رمضانے
پس ایہہ گرہن دوہاں نوں لگا وچ رمضان مہینے
ہذا مہدی والا ایہہ آواز آسمانوں آیا
وإذا البحار فجرت خود مالک ایہہ فرماوے
نہر دسوہن دریا نہیں چیرے نہراں نہیں اجے ہویاں
وإذا العشار عطلت جو حکم ہویا سرکارے
ایہہ بھی نال ایمان بتاؤ سچ ہویا یا ناہیں
کال طاعون پکارن یارن جاگن عیسیٰ آیا
یارو سبھ نشان قرآن حدیثوں ویکھو بھائی
ایہہ آیا سوہنا رحمت بدل رحمت جھڑیاں لایا

جنہاں اندر یوں حضرت عیسیٰ رب نے نبی ہو کہلاوے
حیات مسیح دے اولٹا جھگڑن احمق وڈے سودائی
قرآن کریم تے موت مسیح دے کیتا فتوے جاری
کیوں سب نوں علم جی موت مسیح دے خلقت رولا پائیں
جو کرن ناجھگڑا ہرگز جنہاں ہووے عقل دانائی
یا پانی پا کے چپنی اندر بے شرموں ڈب جاؤ
کر وحیا بے شرموں کس موں ہلو خدا نوں یارو
امام تسا ندا خاص تساں تہیں پاک نبی فرمایا
او چانگ کشادہ متھیا چن جیہا دس آوے
حلیم خلیق محمد صاحب وانگر نور صفائی
خاص قرآن شریفوں سوہنے سارا شک گوایا
لباس رسولی سوہنا وانگ رسولاں صابر بھالا
خاص نشان ایسے دے کارن اللہ نے فرمائی
وقت مسیح مہدی دے جیہوں سمجھن عالم دانے
ایہں سوہنے دی خاطر ہور نشان نا کے نگینے
سنوں مہدی اسنوں یارو حکم رحمانوں آیا
جان دریا جاون گے چیرے اودوں مہدی آوے
منوں مہدی عیسیٰ یارو چپکے دہوان ہویاں
جدوں مسیح آوے ہوسی اوٹنیاں بے کارے
بہار تمامی ریل گڈیاں بکتے اوٹھ نا چلدے راہیں
کیوں کانگاں چڑیاں کفر شرک گیاں اوہناں شادوں آکھا
جلدی اسدی قدمیں لگو کیوں اتنی ڈھیل لائی
شرک کفر دیاں اوڑاں جنہے توحیدوں دور کرایاں

تثلیث خدائی دور کیتی اس جب پوجن عیسائی
توحید خدائی قائم کیتی احمد دی بادشاہی

عیسیٰ رب عیسایاں دا ایس مار قبر وچ پایا
ہور آریاں نال کراریاں اسنے ماریاں تیغاں بھائے

ایس فتح دیاں کرن تعریفاں ملک وچ آسماناں
پس اسدے قدم چھون پن سارے ہوون غلام پیارے

ایہہ ست دیواں چھدر دی یاروں مستاں منوں بہائی
ایہہ آیا آون والا عیسیٰ جسدی ہکھی آئی

شک تساڈے خاص قرآن کریموں دور کرائے
اللہ نوں معلوم ہیسی یقیناً جو کر توت کماؤ

ایسے خاطر موت مسیح دی واضح کر سمجھائی
ہور کچیاں جھگڑن دا لیاں تائیں بہت خواری پیائے

مڑ عذر تساڈا نہیں اجماع عیسیٰ دے مرے اوتے
اجماع بھی صفوں جاں رحمت عالم شاہ رسولاں بہائی

سنکے خبر وفات نبی دی یار ان نوں تلواراں
حضرت عمر پیارا دے تے دہر وہ تلوار کھلویا

پاک محمد ختم رسولاں آخر تک بادشاہی
اوہ پیارا آسمان گیا ہے زندہ مجو ہنے آوے

پر ایہہ بھی یک مخالف خیال تساڈی دی گل ہوئی
کیوں جسم مبارک اطہر پاک محمد ظاہر دساوے

نبی ناں نوں کس وڈا جانوں جسم نا گیا اوہناں دا
حضرت عمر اوہ شخص ایہی جیہو موافق خدا دے پیارے

اوس تھیں وچ اجماع دے ثابت ہوئی ایہہ گل بھاری

ہو رسوئی پرزے پرزے کر کے سوراں وانگ اڈائی
اوہ احمد جو سرور عالم جس تے ختم نبوت آہی

خان یار دے وچ محلے سری نگر جو آیا
تیغ زبان قلم دی توں ایس فتح عجائب پائی

پاک محمد راضی اس تے نال رب جہاناں
غلام احمد دا بنکے آیا مسیح عالم سارے

اسدی ہو غلام تے ویکھو نور ایمان صفائی
مسیح موعود تے مہدی کر کے بھیجیا پاک الٰہی

جے آکھو ہور سنا داں آیت جیکوی دلوچ لائے
جو جھگڑا اک حیات مسیح نے سوہنے ویلے پاؤ

جو کرن یقین قرآن اوتے جہناں ہوگ ایمان خدائی
دنیا وچ اوہناں دوزخ غم تے اگے اگ خواری

ہے اجماع وڈا جو جاگن جانن مول نا جانن ستے
وفات شریف ایس دنیا فانی اوتوں آہی پائی

غمیاں پھریاں جگراں اندر روندی ہو نا ساراں
پوکار آکھے میں سر وڈاں جہڑا آکھے محمد موئے

ایہہ پچ پکارے عمر پیارا گل جو ایویں آہی
آسمانی خبراں سنکے سوہنا سالوں آن سناوے

جو جسم آسمان نہ جاندا ہرگز عمروں ثابت ہوئی
نے عمر آکھے آسمان گیا پاک نبی جیہنے آوے

پھر کون جو سنے جسم جسے دسو آسماناں تے جاندا
وچ قرآن کریم خداوند آیتاں پاک اتارے
جو جسم آسمان نا جاوے مشکل ہوئی ہو حل بھاری

کر قصہ کوتاہ رہ عمر نہین ہویان چپان چاتان
ہو دل گیر بیٹھے غم اندر آہ نہ بھردا کوئی

صدقان والا یار پیارا ابوبکر جان آیا
چپ چپاتے یار پیارے غم وچ بیٹھے سارے

صدیق پیارے ساریان بنے نظر غمون بھر پائی
مڑ اندر جا کے لاش مبارک سرور کول کھلویا

تے ایہہ گل رکھی تون سو بنان جہان سالون چونڈ پایا
پاک رسولا مقبولا تون دو موتان نا پاوین

ایہہ گل کر کے باہر آیا منبر مڑ منگوایا
تے حضرت عمر نے تا کیتی مڑ آکھیا بیہہ جا بھائی

تا پھر حمد اللہ دی نعت نبی دی خوب سناوے
جس نے ایمان آندا اللہ اوتے مومن ہو کے

پس اوہ اللہ زندہ قائم موت جوادسنون ناہین
تے جو کوئی پاک محمد دی بھی پوجا کرنے ہارا

کیون اسنہین پہلان کسے رسول حیاتی ناہین پائی
او سویلے حضرت عمر دی ہنون تیغ ڈگی رو کھیا

وے تے ایہہ بھی آکھیا مین نہ جانا وچ قرآن پیارے
پھر گلی کوچے وچہ ایس آیت دا چرچا ہویا بھائی

ہن اسنون سوچو کتنا ہے اجماع ایس آیت اوتے
جے عیسیٰ زندہ ہوندا عمر صدیق تائین دھمکاندا

یا کسی یار دکھ دل وچ ہوندی زندگی عیسیٰ والی
اجماع والا بھی کنڈا ہے اسان کڈھ وکھایا بھائی

غلام احمد نون منون سارے جو ہے منکم آیا

بت نہ گنڈ ہے کوئی دانا ناکوئی بال ایانان
جو کوئی آوے غمدیان ساگان جگر وچ داسوئی

تلوار ننگی ہتھ رہے بھریا در تے عمر دسایا
باہ نا بھرن عمر تون ڈردے وچے جرن پیارے

غم دی کاتی وچہ جگر دے گیا اندر جر بھائی
چادر منہ تون لاہی ستھا چمیان بو تھا رویا

تون شاہ رسولان طرف اللہ دی رخصت ہو کھلویا
پر ساتون وچہ فرقان پاک نبیا چھوڑے جاوین

چڑھ منبر تے عمر تائین بہو عمر بھائی فرمایا
عمر نا منی مڑ آکھیا بہو عمر نے ناہ بکائی

حمدون نعتون پچھے ساریان مومنان نون فرماوے
تے کرے عبادت خاص اللہ دی شرک نون تھہ کے

اوہ ایمان پکار کہے اپنا ہوین ناہ مول کداہین
تا پاک محمد ایس جہانون مویا خاص پیارا

وما محمد آخر تیکر پڑھ کے خوب سنائی
پاک نبیا موت تیری دا دو کھ اسان آج سہیا

ہے ایہہ آیت جس تھین مرسل مر گئے پہلے سارے
جوین مرسل پہلے مر گئے اوین نبی جدائی پائی

تے جیکر عیسیٰ زندہ سی مڑ یار سارے کیون ستے
یا تلوار غضب دی مارکے سر صدیق اوڈا اندا

تا پھر بڑی لڑائی ہوندی نال صدیق بے حالی
اجماع ایس اوتے عیسیٰ مویا شک نہ رتی رائی

بخاری ویکھو بھائی پاک نبی نے جیون فرمایا

کوین ہوو جان وچہ تساندے مریم جایا آوے — وچہ تساندے اتے امام تسان تہیں اوہ سویا وے
ایہہ نہین فرمایا اسرائیلی مریم جایا ہوسی — منکم آکھیا عقل والا جو ہوسی من کہلوسی
ایہہ پیارا خاص تسان ہتہین آیا جو نکر حکم رسولی — تسین اسرائیلی بہالو بہیڑ یو کر دیو حکم عدولی
جیکر ہے تسان اسد واحد باجہ شریکوں جاتا — تے ہے برحق محمد تائین پچ رسول پچھاتا
تا پہر جو کجہ حکم رسولی ترت آسنا کریو — اس پیارے دی بیعت پاؤ جاہل موت نامریو
آگے آیت ہور سناوان سورۃ انبیا والی بہائی — ستاہرویں وچہ سیپارے پہلے پا اسد فرمائی

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان مت فهم الخالدون كل نفس ذائقة الموت

اتے نہین بنایا اسان طریقہ کسے نبی دے کارن — تین تہیں پہلان پاک نبیا جو دم زندگی مارن
آیا جیکر توں مرجاویں پس اوہ زندہ رہن ناہین — ہر جی لذت موت چکھے اتے چلے اہنیں راہین
شان نزول ایس آیت دا جو کافر مکے والے — لوڑن ایہہ گل کدوں محمد مرے جو تہیے سوکہالے
جدن مویا دین اسدے نوں پٹ دگاوان سارا — پاک رسول محمد صاحب نوں غم لگا بہارا
دہیرج رب نبی نوں دی آیت ایہہ اوتاری — جو نا کرو دعو کا پاک نبیا ہے ایہہ سنت جاری
پہلاں تیں تہیں سب موئے کسے رہنا مول نا پایا — دنیا فانی چہوڑی اوڑک جو دنیا تے آیا...
بہلا ہے توں مریں تا تیری موت اوڈیکن والے سارے — جیوندے رہن ہرگز ناسبہہ موتوں جاسن مارے
رب فرماوے سید عالم نالوں پہلے سارے — بندے سارے سنے رسولاں موتوں گئے پیارے
پہر حضرت عیسیٰ پہلیاں اندر بندہ ہے یا ناہین — جے بندہ پہلیاں اندر ہے تا مویا زندہ ناہیں
کیوں ایتھے فید بشر رب لائی نا شیئ فرمایا — پہر عیسیٰ بشر تے پہلاں اوس موتوں مزا اٹھایا
پہلے سرور نالوں بشر ایس موت نمانی مارے — عیسیٰ بشر محمدؐ نالوں اول مویا پیارے
تے آجے اسنوں تسیں بشر نا جانوں تد عیسائی سچے — پہر پت خدا دا آکھو دل مل کدی تے ہو ؤ کچے
عیسیٰ بشر جو مریم شکموں بشراں وانگر آیا — بندیاں وانگر دہرتی پہر یا بندیاں وانگ سدہایا
اجے بہی جے نا سنوں موت مسیح دی پچ قرآنوں — تا پہر تسان علاج نکوئی منکرو ہور شیطانوں
ہین خیر خواہی دی خاطر پڑہیاں آیتاں جو ہین آیاں — وچ قرآن کریم دلیلاں نال خدا سمجہایاں
آیت ہور سنوں جو موت مسیح تے کرو دلالت — ستاہرویں پارے پہلے پاوچ ویکھو چہڈ جہالت

وما جعلنٰہم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین

اسنے نہیں بنایا اسان اوہناں دا جسم جو نا کھاون
کھاناں نے تاریں سدا سبھ مر کے خاک سماون

ایہہ نبیاں باجھ رب فرماوے اوہ سبھ کھانا کھاندے
سدا حیات نہ پاوے کوئی دنیا تون مر جاندے

کھانے باجھون جیون اوہناں جالون نکل کاران
ایہہ جسم فانی محتاج کھانیدا دن اندر کئی واران

عیسیٰ بھی ایہا جسم رکھے بن کھانے جی نا سکے
قران کریم بناوے کر کر عجب دلائل پکے

سلمن وسو یار وجیکر عیسیٰ بنے جسم دے بھائی
ہے آسمان دو جے تے اپنی وسون جا بنائی

پھر اوتھے کھاندا پیندا ہوسی کھانے باجھو نا جیوے
کیون ایہہ جسم قرآن کہے بن کھانے کہے نا جیوے

مڑ کھاندیاں پیندیاں تائیں جیکر حاجت ہوندی ساری
اووین بول براز بھی اوسنوں ہوندا ہوسی جاری

تا پھر اوس آسمان دے اوپر ٹٹی ہوگ بنائی
اوس ٹٹی نوں چکدا ہوسی کوئی چوہڑا بھائی

اوہ سے اوپر زمین دے ٹٹی یا کسے ہور مکانی
اسدا دیو جواب جو نقلی عقلی بن کے دانے

جے زمین اوستے اوہ سٹدا تا پھر ہوسی بڑی اڑوڑی
دو ہزار ورہے دی جڑی ہوئی جمع ضروری

مڑ اوس اروڑی والا دسو پتا ٹکاوان سارا
تا ایوین اوگت جاوے ناں ادبا ہلڑ ہوسی بھارا

تا ہٹ لیاون کھیتی پاون اوگت جاوے نا ہین
دیو جواب وچاران کر کے جھوٹھ جو ہووے ناہین

تے بہے اکھو نہیں کھاندا تا یک جسم رہیا اتھائیں
کیون ایہہ جسم کھانے باجھون زندہ رہندا ناہیں

قرآن گواہی دیندا جو ایہہ جسم نا کسے بنایا
جو نا کھاوے مڑ جیوے ناہیں سچا حکم سنایا

ہا کھانے باجھون اوسدا جیون ثابت کر دکھلاؤ
قرآن کریموں نہیں سنے اوسنوں مویا پک بناؤ

آنھو نا آسمان نبیئے تار کہو اوس اوڈیکان
جو مویا کوئی نہ آوے کر لو چنگیاں جو تصدیقاں

اون والا آیا شان لیایا بھارے سارے
مسیح موعود سندے چن چندے بنے گواہ تارے

جو بن بودی والے تارے چڑھ کے سارے جگ سنایا
مسیح موعود غلام احمد دا قادیان وچ آیا

مڑ چن نے سورج وچ رمضان کسوف خسوف ہیائے
بول سنایا مہدی آیا ہے روشنائی

پھر ذو السنین ستارے نے چڑھ آکھیا نال پولارے
غلام احمد دا عیسیٰ مہدی بن کے آیا پیارے

اوس اسرائیلی عیسیٰ ناؤں وڈی شان لیایا
لوگو قدم لگاؤ جلدی وا واہ سوہنا آیا

پس منوں بھائی پیارے نوں موت اچانک آوے
جاہل ہو کے مرنا ہرگز چنگا اوگت جاوے

مویا عیسیٰ مول نہ آوے آیت ہور سناواں ۔ وچہ سورۃ فرقان جو آئی دسدی پتا سچاواں

وما ارسلنا من قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق

اتے نہیں بھیجیا اساں پہلاں کوئی رسولاں وچون ۔ اوہ ساری کہاون کہانان کہانے باجہون ہوندے جیون

اتے پہرن بازارین کیتی کارین سودا سلف کریندے ۔ کہاندے پیندے رہن سدا ہور لیندے نالے دیندے

جان سرور عالم نالون پہلے نبی پیارے سارے ۔ کہاندے پیندے رہے تے سودا کردے پہرن بازارے

پس حضرت عیسیٰ پہلیان اندر رسل نبی پیارا ۔ اوہ پہلیاں وانگر کہاندا کہانے باجہ نہ کری گذارا

جوین پہلے سارے کہاندے کہانا چہڈیا جسدن موئے ۔ تویں عیسیٰ نے کہانا چہوڑیا پتا جدن ٹوئے

کیوں زندیاں نوں جو کہانا یارو بک دن بہے ناہین ۔ بہکون ہولا چار ڈولاندے پہردے اوہ بھی سائین

عیسیٰ نے ہو کہہ ہوئی قالب پو تہا ہیٹھ انجیرے ۔ چہوٹی اگی دیہہ انجیران کردا کیرے کیرے

ہن مویا جوین موئے سارے ہو کہتے دو کہہ نکوئی ۔ انہاں نون نا غم کوئی باقی جان اندر سو کہہ ہوئی

کیون ہو کہہ تریہہ ایس جسم فانی دے نال فنا ہو جاوے ۔ پک مویا سمجھو حضرت عیسیٰ کیون اوہ ہن نہ کہاوے

ہے ابے نا منون ہور سنون اک آیت جو ہے آئی ۔ سورۃ روم رکوعے چوتھے پاک اللہ فرمائی

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم (رکوع ۴)

اللہ اوہ ہے جس نے پیدا کیتا ہے تساں خاکون ۔ پہر رزق تسانون دتا خاکون اپنی رحمت پاکون

پہر مارے تساں تے پہر جیاوے روز قیامت والے ۔ اوہ مالک ہر دا خالق اسدے سارے کم نرالے

اوس پیدائش دہرتی کارن ایہہ قانون بنایا ۔ اول پیدا کرنا رزق پوچانا مرنا فرمایا

پہر موت دینی اتے پہر جوانان روز قیامت تائین ۔ پہر چنگیون کمون نیک جزا بدکمون ہون سزائین

ثابت ہویا ایس آیت تون خلق جو دہرتی والی ۔ اوہ پہلان جے رزق کہائے مر دہرتی جاوے ڈالی

پہر اٹھے جد اللہ چاہے لئے جزا سزائین ۔ پس دہرتی جمیاں روزی کہاوے جانون عیسیٰ تائین

اوہ مویا دفن ہویا دہرتی وچہ اٹھو حشر دہاڑے ۔ کوین بناؤ یار دوا سنون زندہ چہڈو پواڑے

جے ابے بھی ناہین تسلی ہوئی ستوان پارہ بہالو ۔ چوتھے پا اندر جو آیت ویکہو شک نہ ٹوالو

ہو الذی انشاکم من نفس واحدۃ فمستقر و مستودع قد فصلنا الایات لقوم یفقہون

اتے اوہ اللہ جس پیدا کیتا ہے تساں ہکسی جانون ۔ مڑ تہاں قرار تساڈے کارن دہرتی بابجہ آسمانون

تحقیق اساں سب کھول سنایا سمجھان والیاں تائیں
بہا وین مرسل نبی ہوون بہا وین عامی خلق تمامی

ایہہ زندے موئے زمین تے رہندے عاقل نکتہ پائے
ایہہ جیوندے جسم زمین تے پھردے مردے خاک سماندے

ہن عقلاں نال لیو سمجھ یارو رب نتارو کہایا
سبھناں جیوندیاں مویاں خاطر اِک ٹکانا دھرتی

پھر ساریاں نال ہے حضرت عیسیٰ دھرتی بھرتی ہویا
قرآن کریموں زندگی حضرت عیسیٰ ثابت ناہیں

آون والا عیسیٰ پیارا آیا سوہنا سارا
ایہہ مسیح موعود زمین تے ہادی ہو کے آیا

بشیر نذیر آیا رب مالک کولوں خلعت لے کے
تا ہیں سولی آن نصاریاں توڑی سور بھی پھڑ پھڑ مارے

یہودی خصلت والیاں دے سر جو تے محبت وارے
نام نشان کفار یدا ایس سنو ہے آن گوایا

ایہہ آیا جویں سنت ربدی مڈھ قدیموں جاری
ایہہ اوہو مریم جایا فیکم نازل ہو کے آیا

ایس پائی فتح دجال اوپر وچ جنگ مقدس بھائی
جلسے اعظم اندر سارے من گئے سچیائی

اوہ مضمون پیارا یدا اسی سبھ تے غالب آیا
دجال دے رب نوں ایس پیارے حجت دی لاٹ لائی

مڑ سری نگر وچ اسدی قبر وکھائی خوب سجا کے
اوہ ہن سرنا پیئے قبر دن روز قیامت تائیں

ایہہ موسے وانگ فرعونیاں نوں وچ نیل ڈباون آیا
جو ہر دا تہاں ٹھکانا دھرتی انبر ماہ کہے جائیں

سبھناں کارن بہجہ زمین ہے جا قرارا تمامی
جو جیوندیاں مویاں کارن دھرتی فلکٹ کوئی جائے

پاکاں روح آسمان جاون ہور جسے فلکٹ جاندے
جو دھرتی پیدا ہووے اوہ مڑ دھرتی جاگ سمایا

جیوندے کرن آرام زمین تے مر کے دھرتی بھرتی
کیوں دھرتی جمیا پلیا وسیا دھرتی وچ سمویا

ناآون اوسدا ثابت ہوندا پھر کیوں کردیو چا ہیں
غلام احمد دا جو احمد ہے نور احمد دا پیارا

آسماناں نوں خلعت فخر انوالا نال لیایا
غلام احمد دا آیا احمد والی را ہیں چمکے

زوال تمام دجال کوایا نال محبت تلوارے
ایسے جو تے واہے سبھناندے ایس بوتھے بنائے

توحید الٰہی والا جھنڈا سوہنے گڈ وکھایا
وانگ رسولاں صابر پیارا کر دا شکر گذاری

نام نشاندا خاص تساں تہیں پاک نبی فرمایا
مصداق ایہہ بہرہ دا جلسے اعظم وچ روشنائی

جو ٹھیک قران کریم تے دین اسلام ہے دین خدائی
جبنوں عبدالکریم پیارے چنگی ریت سنایا

آسمانوں لاہیا مار وکھایا کر اوس دور خدائی
جو رب تساڈا اوہیا دجالو قبر دیکھو اوس جا کے

ایس پیارے کتیاں آکے سر اسلاموں دور بلائیں
تے عیلے وانگر دجل دجالاں سبھ مٹاون آیا

ایہہ حضرت آدم آیا ملک بنے جو تابع ہوئے ۔ تے بنے شیطان جو منکر اسدے لعنت پاگل ہوئے

ایہہ آیا حضرت نوح وانگر ایس کشتی نوح بنائی ۔ جو چڑھسن ایس کشتی اوسے بچن طوفانوں بہائی

تے جیہڑے کشتی وڑن ناہیں اوہ ہوون غرق طوفانی ۔ پس بہائیو کرلو بیعت اسدی بنکے بہائی دانی

چھیتی چھیتی اسدی بیعت کروناں دیر لگاؤ ۔ دہون لواؤ ساری اسدے اگے لاہم نا جاؤ

ہین شاناں نوں نت ستان دیوان جو ستائیوں سارے ۔ بیعت کرن قبول اسدی منظور رہیوں سرکارے

پر کرم سولے ہوون جیہاندی ستان ہینمن پہلے ۔ جو کرمان مارے جان اوسے اوہ پہلے خالی چلے

ہن دسو بہائی جو ہے شک عیسیٰ دی وچ جیائی ۔ تا ہور سناواں آیت جس تہیں ثابت تس ممانی

ستویں وچہ سیپارے دوجے پاءاک آیت آئی ۔ سورۃ مائدہ اندر ویکھو جیو نکر رب فرمائی

وَاِذ قال الله یا عیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون الله
قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم
ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی وربکم و
کنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علیٰ کل شیئٍ شهید

جس وقت کہیگا اللہ اے عیسیٰ مریم دے جائے ۔ ایہہ توں اکھیا دجالاں نوں جو پھڑو مینوں سن ما

دو خدا سوا خدا تہیں عیسیٰ اگوں آلاوے ۔ تو پاک ناسی مین کارن کہاں جو حق میرا ناآوے

تے بے میں ہاں اوس آکہن والا پس تحقیق توں جانے ۔ او سنوں کیوں توں جانے جو کجھ دل مرا گل آنے

تے میں نجانان جو کجھ تیری دلو چ توں ہی جانے ۔ تحقیق توں جانن والا غیباں کم کریں من بہا

میں نہیں اکھیا ہور سا و ہنانوں بغیر جو توں فرمایا ۔ جو کرو عبادت خاص اللہ دی جو رب سبھناں آیا

رب میرا ہور رب تساڈا اللہ شدی پوجا کریو ۔ غیر پوجن دا کدے خیال نکریو شرکوں ڈریو

ہاں میں اوہناں اوپر شاہد سیاں جو چر او نہاندے ۔ میری دے وچ جیائی ناہیں بگڑے حال تنہاندے

پر جس وقت توں ماریا مینوں توں ہی رکھیا سائیں ۔ اوہناں تے لئے ہرشے تے توں یک شہید سدا ہیں

ایہہ بڑی دلیل ہے نال عقل دے سوچا سنوں بہائی ۔ جس تہیں موت مسیح دی ثابت ہووے شک رائی

ایہہ خود اقرار کریگا حضرت عیسےٰ مالک اگے ۔ جو میرے مرنے پچھے مینوں رب بناون لگے

ماں میری نوں نال میرے اوہناں رب بنایا ناہے ۔ ایہہ سب میرے مرنوں پچھے اوہناں راہ نکالے

میری وچہ حیاتی ہرگز قوم نہ بگڑی آہی ‏— جان میں موئیا تان گئی اوہناں پچھوں تباہی
جتنا چر میں وچہ اوہناں دے رہیا ان مواحد آہے ‏— میری موتوں پچھوں مشرک ہوئے تے پئے کوراہے
پچھے خبر کوئی مینوں تینوں خبران آیان ‏— کیوں توں سارا غیب جانے جو گلاں دلیں چھپایان
پس موت مسیح دی ثابت ہوئی ایس انکاروں ساری ‏— تے نالے ثابت ہوگیا جو اوہ آوے نا دو باری
کیوں جیوں حسین آکھو جو آوے مڑ عیسے نبی الہی ‏— تا اینھے اکے دیکھے قوم اپنی نوں وچ تباہی
تثلیث خدائی ویکھے نالے سولی پوجی جاوے ‏— پھر اپنی ہتھیں سولی نوں اوہ لوکاں توں ڈھہاوے
تا پھر کوئین بے خبری والا اوہ اظہار گذارے ‏— جھوٹھ بولے اوس ویلے جلکے اللہ دی سرکارے
نے رب نہ اوسنوں پچھڑ کیوں توں ایڈا جھوٹھ الایا ‏— جے پچھڑے تاں کی جواب اوہ دیسی کوئین بتایا
او سو ویلے حضرت عیسے جو کجھ آکھے سچ سناؤ ‏— یا موئیا آکھو حضرت عیسیٰ نا دسنوں منگواؤ
ایہہ وکھو وکھی کر کے دسوں سانوں نال دلیلاں ‏— یا سنوں عیسیٰ قادیانی لوڑ نا چھوڑو بدی بخیلاں
جس سولی تروڑ وکھائی ویکھو سو بھی قتل کرائے ‏— ہور یہود دی سیرت ! سنوں تے یاد سدہائے
تا آیا سوہنا اوہو جسنوں نبی سلام پوچایا ‏— تے منکم ایسے خاطر پاک زبانوں سی فرمایا
[illegible] نبی اسرائیل نا آکھیا ہرگز پاک نبی نے ‏— منکم ہے فرمایا یار چھوڑو کم کمینے....

کیف انتم اذا انزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

کوئین ہوسو جان نازل ہوسی حضرت مریم جایا ‏— وچہ تساڈے اتے امام تساں تہیں ایہہ فرمایا،
ابن مریم اسرائیلی سول نا آکھیا آدے ‏— تساں تہیں ایہہ فرمایا مالک نوں اوہ بہاوے
اوہ آگے گند دجال والے نوں کرسی دور پیایا ‏— ہور سولی تروڑے سوراں مارے جنگ کریگا بھلا
پھر جیوں فرمان ہویا سرور دا اوہیں سوہنا آیا ‏— ایس آکے سولی پرنے گئی ستیاناس اوڈا یار
ایس مار دجال نوں گرد کیتا ایسا مرد بہادر آیا ‏— حجت دی تلواروں مارے جو ایس اگے آیا،
ہن آؤ اسدی بیعت پاؤ جلدی نال پیارا ؤ ‏— گذریاں بھلاں ساریاں آکے ایس کولوں بخشواؤ
جس او ڈا ایہہ راضی اوستے رب رسول بھی راضی ‏— اسدی بیعت کرو شتابی ہو کے راضی بازی
ایہہ سچا موتی جانوں سچو سچ سناون آیا ‏— جھوٹھیاں دے منہ اندر جھوٹوں اگ رکھاون آیا
ایہہ حجت اللہ ہے آیا دھرتی جا نازل ہو آسمانوں ‏— تا بعداراں ساریاں دے درجے فلک چڑھاون آیا

ایہہ بڑا حکیم آیا ہے جیکے پاس خدا دی پاسون
اوس کفر دی لگی تواڈھی تنرسے پئے لوکائی

رات کفر دی کالی دھندوکار اندھیری تائین
باغ کفر دا جو پیل شرکون پہلیا پہلیا آیا

ایہہ آیا شہباز شریعت احمد سرور سندا
ایہہ شیر شریعت پاک نبی دا وچہ میدان کہلوکے

اگ گناہان لگ پئی جگ سڑ وانظری آوے
قصوری کہیا پہلان مرسی جو کوئی کوڑا ہووے

لیکہو لیکہون سندا جان اوس سان زبان چڑہائی
آکھمدے جان تہانی قسمون بچون پچھان ٹہائی

مولوی اسدے نال بہڑن جوین سرورنال یہودی
کوئی آپ ضائع دے پڑے بہر دا بہر ہا ہے جرمانے

بہائی چپوڑو دھندے سارے دنیا چار دہاڑے
اسدی بیعت اندر آؤ دین سوارو یارو...

اسدی بیعت اندر ویکھو نعمت دون سوائی
اسدی بیعت کرو یار وجو دنیا پچھے آوے

انکار اسدی تہین قہر عذاب الٰہی گہیرا پایا
اج جو بیعت وچہ نہ آوے [illegible] جہالت پاوے

ایہہ پاک امام غلام احمد دا عیسٰی وانگر آیا
کیون جسدا اپنے غلام سدا وی اوہی مثل ہوسی دے

عیسٰی حضرت موسٰی سندا نائب جانون بہائی
ہے موت عیسٰی تے بے شک باقی سن لوہور سنا دانا

اک پک یقین ہوندا جاوے سوما قتلوہ تے بہارے

شرک کفر دیاں سبہہ بیماریاں دورکراون آیا
ایہہ رحمت بدل دین اسلاموں مینہہ درہاون آیا

اسلامی سورج روشن نہیں ہے دورکراون آیا
اسدیاں کہی توحید ایمانوں جڑاں پٹاون آیا

شرک کفر دیاں لالیاں لون ایہہ بارد بجاون آیا
کتنیاں بلیاں شرک کفر لون پاڑ وکہاون آیا

ایہہ پانی استغفاروں جیکے اگ بجہاون آیا
ایہہ اوسنوں کوڑا کر کے اندر گور رشاون آیا

سانگ آسمانی قائل لون اودہد اٹوہڈ پڑاون آیا
ایہہ سوہنا اوس پلید تائین وچ نار جلاون آیا

ایہہ اوہناں تائین خوار تے بار وبار سینواون آیا
ہور جو گپاں مارن اوہناں گپ چڑاون آیا

ایہہ کمہ دے نال نہ جاندی دنیا تہوں دین بگاڑ
دین بنا کجہ نال نہین جانان دنیا سنون وسارو...

جنہاں اسدی بیعت پائی دنیا تے پچھے لائی
نہیں دین دے پچھے لگو مگر تساڈی دنیا دباوے

طاعون عذاب خدا دا آیا جس نے ملک دبایا
قہر عذاب خدا دا ایتھے اوتھے پک ستاوے

پر عیسٰی نالوں دسے بہاری ساری نال لیا یار
پر موسٰی نہیں اوس عالی درسے وچہ درگاہ خدا دے

ایہہ نائب پاک محمد دا اس کارن دہد بہائی
قرآن کریمون موت مسیح دی ظاہر کر وکہلاوان
ہور حیاۃ مسیح دے اوتے آیت ناکوئی پائی

پڑا سدی سنوں حقیقت تھوڑی جیہی گل سنا وان
حضرت عیسےٰ نال جاں بگڑی قوم یہودان ساری

جو اسنوں کر ملعون مار و دہر سولی جان گواؤ
غرض اوہناں کڑیاں تسکاں ٹھیلیاں ڈھانگاں کھوپایا

جو میں تے سولی لعنت موتوں مویا صادق ہو کے
جو پاک خدایا میں تے عاجز بندہ تیرا خاکی

ہن سولی لعنت موتوں مینوں مارن کرن طیاری
جے میں سولی موتوں مویا نفع ناہیں ول ہویا

مینوں رکھ آپ بچائیں موت نا دار دیوائیں
قید خانے وچ حضرت دے ول وحی پیغام لیایا

اتے اٹھا و نوالا نیینوں اپنی طرف پیارے
تے پاک کرانگا تینوں جو ایہہ کافر نیت دہارن

تے دیاں فوقیت اوہناں نوں جو تیرے تابع ہوون
ایہہ وچہ سیپارے تریجے چوتھے پاخدا فرماوے

پھر مار کے تینوں چکاں اپنی طرف جو میں چاہئے
تے پاک کرانگا تینوں پاسوں لعن طعن کفاراں

یعنی پاک محمدؐ ویلے تینوں ساری پاکی دیساں
کر قصہ کوتاہ روز جمعہ دے دیگر ویلے بھائی

ماریا بہت بیہوش ہویا چک عیسےٰ سولی دہریا
اللہ سخت اندھیری چھڈی کھنڈ پھٹ گئے تماماں

چھین چھین شاموں شروع ہو گئے جبدا خوف یہودان مکر
ایس بدلے اوہناں عیسیٰ تائیں سولیوں جلدی لاہیا

اوہناں شبہ پیا نہیں مویا پر اوہ چھین چھین توں گھبر گئے

کہانی لیں ہول نا کرساں نیڑ تو گل مکاواں
اوہناں حضرت عیسیٰ تائیں سولی دیوں نیت دا سر کر

ایہہ پک پکایا ستا یہوداں عیسےٰ نوں پھڑ لیاؤ
حیران ہویا غم نال نبی نوں بھلا خویش پرایا

درگاہ ربانی عرض سناوے نبی پیار ارو کے
برا نا کیتا رہیا سنا ندا ہر دم تیری پاکی

بن تیرے کتے واہ نا میری منگاں کس توں یاری
کیوں لکھیا وچہ تورات نا ہووے رفع جو سولی ہویا

اللہ سائیں کیتیاں نبیوں کل قبول دعائیں
اے عیسیٰ تحقیق میں تینوں مارن والا آیا

چونکہ نبی رسول تے صالح بندے چکے سارے
جو چاہندے ہیں تیرے حق لعنت موتوں مارن

اوپر کفاراں روز قیامت تیکر غالب ہوون
جو اے عیسیٰ میں تینوں مارن والا حکم سناوے

نبی رسول صدیق تے صالح مومن جو مر جائے
اوہ جو کجھ دہارن حق تیرے میں اوہناں دے ہتھیاراں

تے پھیر مسیح موعود زمانے چنگا پاک کریساں
حضرت عیسیٰ خاطر اوہناں یہوداں دا رگڑائی

ہتھیں پیریں کل ٹھوکے بڑا دوکھ پیغمبر جریا
ہڈی نہیں ترو ٹی ہرگز ادتوں پے گئیاں شاماں

جے چھین چھین تیکر رہے تا ہوداں جو ملعون کمارکر
زخماں وچوں لولو تا وگدا اوہناں وساریا

ست لعنت اولٹی پے اساں ذن جھلا عیسیٰ نوں دیائے

ہونہ ہڈی بھی نا تروڑی پلدہ عشیوں ہوئیں چلیے
مشبہ سولی پک ہویا پر موت نہ سولی پائی
پھر یاران ملیا کھانا کھاندا زخم وکھلائے بہایان
مرہم زخمان کارن بوٹیان دارو درل جمع کمائے
اوہ مرہم لاندیان لاندیان بھائی بہت چھٹے اوس سار
پھر دا پھر دا ملکین آیا وچ کشمیر ٹھکانان پایا
مائی پیاری سنے پیغمبر آیا ایت مکانے
پھر او دون پچھے جیلے صاحب اپنی عمر گذاری
سری نگر کشمیر اندر وچ خانان یار محلے
یہود دیاں نوں ایہہ علم نہ ہرگز جھگڑا اکوئی سارے
یہود کہن اسان ماریا عیسیٰ سولی اوتے دہرکے
نصارا کہن کفارہ ہویا عیسیٰ سولی چڑھایا
ایہہ جھگڑا وچ یہود نصارا رفع روحانی آہا
بے ایہہ رٹا جسم اٹھائے سجا ولو الا پوندا
روحانی رفع دا جھگڑا آکہن یہود جو سولی مویا
نصارا تائیں علم نا سارا اشر موں گل بنائی
اوس ساڈے سارے پاپ اٹھا کے سولی موت اٹھائی
ایہہ جھگڑا ایہہ روحانی سی جسمانی ہوگ نا پاؤ
پر بنی پیارے سارے ہین جو ہو مرفوع سد ہائے
جنہان اندر حضرت عیسیٰ رفعت پاون والا
کرم کہانی ایہو جھگڑا کرن یہود نصارے
نصارا کہن کفارہ ہویا جھگڑن زور لگاون
ایسے جھگڑے اندر احمد شاہ رسولان آیا

مویا مردہ چک چا پیاں پایا کوٹھے آپے
پر کوٹھے اندر جاندیاں ایوین ہوش ہی نوں آئی
خبر نکر یو کدہرے میری باتان کل چھپایان
مرہم عیسیٰ بنی جو زخمان اوپر ہر دن لائے
پھر بھرت کیتی اوہناں کولوں بہدی حکمون پیارے
کیوں ایہہ بھی اسرائیلی سن وچ جہاں ڈیرا لایا
مر مائی رحلت کیتی ایتھوں دوجے ول جہانے
پھر موت پیالہ پیتا پیارے جان آپوتھی واری
قبر بنی اوتھے سوتا جان اوس رب نیہے گھلے
کوئی مویا کہے کوئی کہے نا مویا بدی ہیدنیارے
اوہ لعنت موتوں مویا رفع نہ ہویا اوسنوں مرکے
ساڈے کل گناہ اوٹھا کے ترے دن دوزخ ر
جسمانی رفع دا رٹا ڈٹر کا ایس اندر نا
تا کسے نبی دا سن موسیٰ دے رفع نہیں ثابت
ملعون ہویا گیا تھلے دوزخ رفع نہ اوسنو
جو ہویا کفارہ دوزخ سڑیا پاپ اساندے چا
ملعون ہویا رہیا وچ جہنم ساڈوں ملی ر
تے بے جسمانی کہو مرفوع مڑ بنی نا کوئی بنا
روحان رفعت پائی جسم تمامیاں خاک سما
کیوں حضرت عیسیٰ تائیں نبیاں کولوں کرو نرالا
یہود کہن مرفوع نہ ہویا حضرت عیسیٰ یارا
لیکن یہودہ ٹرن اوسے سد سے ول نا آون
پاک کلام ربانی نال قرآن کریم لیایا

ایس سوہنے سارے پیارے رب دی اکھیا عدل انصافوں
پاک کلام قرآن اساں نوں دسدا پتہ سچاواں

قرآن کہیا ایہہ قول انہاں دا کہن جو مریم جایا
اوہ نہ رسول اللہ دا پر اوہ مومن ہرگز ناہا

چھویں سیپارے پا پہلے وچ اللہ ایہہ فرماوے
موئے نا اسنوں قتل کیتو تے نا سولی اوہ مویا

اتے بیشک نے خلاف جو کرن ایس اندر اٹھا جھگڑا اساون
وہ سارے تابع ظن دے ہین جو علم نا اوہناں رائی

بلکہ اوٹھایا اوسنوں اللہ اپنی طرف پیارے
اوس اپنے وعدے موافق جو وچ تیجے پارے کیتا

نے اٹھاون والا ہاں تینوں اپنی طرف جوں چاہے
اور پاک کرانگا تینوں جو ایہہ وے تیری کلاون

تاں طرح اوٹھایا وعدے موافق جوں فرمایا
پاک کیتا اوس تائیں لعنت موتوں وقت نبی دے

ہو موعود آیا ہے اللہ دی سرکاروں
اپنے دیاں بے عیبیاں نوں جو انگا پچھا لیا کو

الغرض نا خیر کلام ربانی ایہہ دلوں بنائی
تسیں کہو سب اکھیا عیسیٰ حاتمین ہین تدہ چاواں

کوئی ثبوت دیو یا کوئی نظیر وکھاؤ
رب جویں کہیا سی وعدہ عیسیٰ نال تویں دکھلایا

رب سچ سنایا جویں وہایا قصہ سارا بہائی
ہن ہتھ نا آڑے تساں ڈا کدھرے کس بوہے ہتھ پاؤ

ولاکن شبہ لہم دے اوتے جاپے یک اڑو گے

تسیں پاک کلام الہی ویکھو چنگی نیت صافوں
تسیں کرو بیان قرآنوں صاف جو ہووی سبھ سناواں

تحقیق اساں کیتا قتل اوسنوں جو نبی اللہ دا آیا
اساں لعنت موتوں قتل کیتا مڑ پڑ بس دوزخ ساہا

وما قتلوہ آخر تیکر جھگڑا کل مکاوے
ایہہ پک مشبہ سولی نظر اوہناں ندی ہویا

اوہ وچ شک دے اوس نہیں نا انہاں علم جو ظن پئے ولن
اتے نا اوہناں قتل کیتا ہے اوسنوں پکس یقین پہائی

اتے اللہ غالب حکمت والا ہور تمامی بارے
جو ای عیسیٰ تحقیق میں تینوں مارن والا ہاں ستیا

نبی پیارے سارے جنہاں عالی درجے پائے
لعنت موت یا ہور بلائیں اپنے سبھ کجھ پاون

موت دلی پھر لعنت دی نی جویں قانون بنایا
ہن چنگی طرح رب پاک بنایا دیکھے ایس سچ دے

ہوئے لعنت مارے سارے اہل یہودی اس انکاروں
ہب کولوں شرماؤ ساں نوں خوب وجہ سمجھاؤ

رب کہے میں مارن والا پھر اٹھاواں بہائی
تے پھر اوتاراں دھرتی پر جد چاہاں موت دیواواں

رب کولوں کجھ شرم کرو بے شرم نہ بندے جاؤ
جو پہلاں موت عیسیٰ نوں دتی مڑ اپنے ول چایا

اوس پہلاں ماریا پچھو چایا جوں آیت فرمائی
جدھر چلو اودھر کوڑے ہو کے موکھو بہنو اؤ

اوتھو کچیاں پلیاں تھو تہیاں گلاں ہیک جڑو گے

پر اسدا بھی مین انشاء اللہ دیان جواب جو آوے
ہن اسدا سنون جواب ہنگیرا جو دل میرا چاہے

جے عیسیٰ چہت دسے رابہون چوری رب آسمان چڑہایا
پہر فاقطعوا ایدیہم وہ کیون رب مالک حکم چڑہایا

ستے کاٹ جاپے رب اسویلے کجھ نا تانان آیا
زمین اوتے اونہون تہان نہ لبھے جتہے مسیح چھپایا

ہور تعجب اس گلدا جو شکل عیسیٰ دی ہو یا
تے اوسدا ناکوئی خویش برادر جو اوس ڈھونڈن آوے

تے نہ ماں اوسنون دسے تسلی توکیون روون دہوین
اوسدا تہان یک ہور بندہ دی شکل وہ عین بنائی

سولی چڑھن والے دی گھر والی کسے نا باہر کیتی
رب شکل مسیح دی ہور کسے نون دیون جوگا آیا

آسمان بنان رب بہتان نہ لدھو رکھے جتہے مسیح نون
پر ایہہ منون جو سولی ملیا ہو بہو عیسیٰ جاپے

کجھ فرق نا دسے عیسےٰ وانگر سارا حلیہ بناون
ایہہ تے قول تسادا جھڑے دعوے کرو اسلامی

یہود کہن اسان مریم جایا عیسےٰ سولی دہر یار
تے اوسدی جو مریم بی بی تریدن ڈہاہین مارے

پر لعنت مو تون مویون پچھا افسوس منون ایہہ بہارا
تے کہن نصاریٰ آدم جو عیسےٰ مریم جایا پیارا

ہن سوچو ایہہ دو فرقے جھیڑے پیش تساڈے آہے
تے تسان ایہہ الٹ گواہی دی من گھڑتی جو آہے

تے مذہب ساڈا یک شبہ عیسیٰ سولی ہو یا

حیات مسیح صلوٰۃ اوسدے تے ثابت ہون نا پاکو
نسین آکھو شکل مسیح دی یکے ہو کوئی ملیا پیا ہے

تد بڑا تعجب جو رید ارب آپے دل سکہایا
جان چوریواسے پہلان ساری آپے دل سکہاوے

تائین خوف یہودان نون جو چوری پیڑیا را یا
خوف یہودان کولون چوری عیسیٰ فلک بے جاوے

اوسدا باپ تا ناکوئی ناکوئی اوسنون رویا
تے سولی تہلے مائی مریم رو رو حال وچاوے

مین عیسیٰ نون آسمان چڑہایا لوان نزیا اووین
اوہ سولی ملیا تون کیون روون کیون بنگی سودائی

جو ساڈا پیارا کت گیا ہے کی سنگ اوسدی بیٹی
پر عیسیٰ تائین یہودیان کولون رکہن جوگا نا
عجب کرو تسین شبہ جھلے شابا عقل اجہی نون
قدرن زنگون کون سونہون عیسیٰ بنگیا آ
اوسی تائین سمجھیا عیسےٰ دا ایہہ چڑہایا جہان
اگے گل یہودان والی اوہ بھی بنسون تمامی

اوہ سو من تا یا لعنت موتون مرکے دوزخ گرہ
سولی تہلے پئی پوکارے مویون پت پیارا

مین کتول جاوان کس سناوان پاوان کہتو چارا
سولی چڑہیا لعنت مویا ہو یا اسان کہار ا

ایہہ تے دین گواہی اوہو عیسیٰ ملیا پیا ہے
اسدا دیو ثبوت قرآنون نہین تا جانون دا ہے

پر رب بچایا سولی تون ہو بہی مو تے ہو یا

جیونکر لکھیا پہلاں جو سچ شک نہ رتی رائی
یک مسیح بن مریم جالوں موت جہانوں پائی

بے اجے ناہیں اعتبار تساں نوں موت عیسیٰ دی آیا
تا آیت ہور سنوں فرقانوں جون ہے رب فرمایا

سورۃ صف اٹھائی پارے اندر ویکھو بہائی
موت مسیح تے اللہ مالک آیت جو فرمائی

واذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی
من التورات ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد الاٰخرہ

اتے جو وقت کہیا عیسیٰ بن مریم اے یعقوب اولادان
تحقیق میں بھیجیا اللہ داہاں طرف تساں ارشادان

مصدق او سدا جو مین اول حکم تورات سناوے
اتے مبشرا احمد مرسل میرے پچھوں آوے

ہن سوچو پاک خدائے یارو جو عیسیٰ فرمایا
پاک نبی نوں ایس آیت وچ چنگا ہے سمجھایا

جو عیسیٰ آکھے اسرائیلاں تائیں سنلو سارے
مین تحقیق خدا دا بھیجیا آیا طرف تمارے

سچا کراں جو میتھوں پہلاں تورانی اخباراں
جہناں نوں تساں چاو ساریا سا بیان پڑھیا داں

ہور دیاں خوش خبر تساں نوں احمد مرسل آوے
پھر میرے مرنے پچھے آوے جھگڑے کل مکاوے

تا ... یت نوں آپے عیسیٰ آکھے پہلاں میتھوں آئی
تے آپ میانہ بجنے تے احمد پچھوں آوگ بہائی

... نہیں کہیا جو اسدے پچھوں پیر میں مر کے آواں
ایہو کہیا جو آوے احمد جان میں خاک سماواں

... پچھے احمد والی رہے سدا بادشاہی
روز قیامت تیکر روشن اوسدی شاہنشاہی

... جیونکر تسیں سناؤ حضرت عیسیٰ موت نا پائی
تا پھر احمد سرور والی واری اسے نا آئی

... نوں عیسیٰ کہے جو احمد میرے پچھوں آوے پیارا
تسیں آکھو اوس نا پچھا آیا عجب ایمان تمارا

... سویا پچھا آیا احمد سرور عالی
تشریف لیایا تے فرمایا میرا اللہ والی

... میرے پچھے ہور کسینوں دیوے نا بادشاہی
تیک قیامت شاہی میری رکھے آپ الٰہی

ایہہ اوہو پچھا جہڑا اچھا عیسیٰ کہے زبانی
جو میرے پچھوں احمد آوے بن کے شاہ جہانی

پھر کیونکر عیسیٰ زندہ آکھو سمجھ نا کوئی آوے
قرآن مرید انہیں جیوندے کی شان اکھیا جاوے

یا تساں نال قرآن محبت اوپری دلوں لگائی
وچوں نال قرآن عداوت رکھو ہردم چائی

ہور سنت نبی کریم نے مر کے آپ وکھایا بہائی
ایسے طرح موئے سبھ پہلے جیونکر نبی وکھائی

پھر تسیں اساں نوں جا پونا تہیں سنت منن والے
تے نا قرآن اسنا کر دے کس پاسے چت ڈالے

موہیا منون پک پیسے نون آوے ہنین کدا ہین
ایہہ آیا رحمت بدل آ توحیدون مینہ وسایا
اوڑ کفار کروالی گئی گواتی رہی نا باقی
ندیان نالے جاری ہوئی پانی خاص توحیدون
بہایئوا ایس رحمت دی مینون کھیتر دلان رجاؤ
سولوی وانگ بیہودان جو کہے پا پسو اس بہلاوے
بس اوس نون پٹ وگاڑیا ہر ستھو دیر نا لاؤ
ایہہ سوہنا رحمت بدل پانی رحمت نت وساوے
نے بھیڑے بہن نہ مارن پانی لنگ اگا ہان جاندا
پھر اوتھے بھی نہین ہرگز ہوندی چنگی پیداواری
جیکر مین بھی پانی ڈکدا وتر چنگا پاندا
بس ایوین جانون جو ایس پانی تائین ورتے ماہین
ویکھو مجلس ایس پیاریدی جو وانگ اصحابان
اج صفت اصحابان والے ورہے پاؤ ان بہراؤ
ایہہ شل محمدؐ سرور عالم آیا سوہنا سارا
باہجون شاہ رسولاندے مورا سدی وانگ نکوئی
غلام احمد دا سچا ہو کے احمد دا رنگ پایا
محمد علی تون وچ غلامی ہردم رہین نمانان
وچ وقت نمازان اندر پیار کیتی گریہ زاری
نے جو اقرار بیعت دے ویلے کیتا ئی دلون آمنان
دین تائین تون دنیا اوپر سدا مقدم رکھین
جے دنیا کرین مقدم دینون دنیا ہتھ نا آوے
پس دین مقدم کریئے آپے دنیا پچھے آوے

تے قادیان لوالا سوہنا عیسیٰ منون بھلو ناہین
توحیدی پانیون باغ اسلام دا تازہ پھیر کرایا
صلیب پرستی دور ہوئی توحید ہوئی منتاتی
جو خشک پیے کئے سالاندے اج وگ زور مزیدون
ندین نالے کھیتران اندر جلدی پٹ وگاؤ....
تا جانون کھیت ندین پیارا وہ کھیت نہ پھل کجھ لیاوے
تا رحمت والے مینہ تھین یارو ثمرہ چنگا کھاؤ
چنگا جو کوئی مینہ رحمت تھین اپنا کھیت رجاوے
سبھہ تاثیر زمین دانی اوہ اپنے نال لے جاندا
بوہل بہاون ویلے بھیڑا کردا گریہ زاری
تا اج کیون بوہل بہاون آلون خالی تھین جاندا
اوہ بھی بوہلی بہاون ویلے رو رو یارو ڈھا ہین
رنگ الٰہی اندر رنگی کھڑی جو شل گلابان
صحبت اوسدی املہ آکے اصحابی بن جاؤ
وانگ اصحابان عالی درجہ جو ایس ہووے پیدا
اسدی وچ درگاہ ربانی عالی عزت ہوئی
ہن جو کوئی ایس غلام نے اصحابان وچہ سجایا
غایہ رحمت نظر تسے تے ہووے رب بہانان
عذر گناہان والے کرے ربون ویکھہ غفاری
اوس نے قائم رہو سدا پھر جاوین جنت بہنان
مڑ دنیا آپے گھر پوے گی اوسدی لذت چکھین
احمق پچھے دنیا لگدا جنہون دین ونجاوے
دینون دنیا پاوے مطلب سمرا اوس ملجاوے

ہر دم استغفار تے نال قران محبت ساری
رکھیں دل لگ جو نا ڈکھیں کا دکھ عذاب بیاری

کر بس نے کلمہ طیب پڑھ تصدیق دلوں کر پوری
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تدہو ویگا منظوری

اگے آیت ہور سیپارے سولھویں پاتر بجے وچ آئی
سورۃ طٰہٰ اندر دیکھو جیوں اللہ فرمائی

منہا خلقنٰکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری ولقد اریناہ ایاتنا کلہا فکذب وابیٰ

اساں تساں نوں پیدا کیتا اوس تھیں یعنی خاکوں
پیدائش اپنی زمینوں جانوں ناجانوں افلاکوں

اتے وچ ایسے دے مڑ لئے اسیں تساں نوں سبھ باری
اتے ایسے تھیں پھر کڈھیے مڑ جاں اٹھو دوجی واری

اتے تحقیق اساں اوسنوں اپنے سبھ نشان دکھائے
بس جھوٹا جاتا اتے نامنیاں جنہاں سو کہہ بہنوائی

ایس آیت وچ اللہ کل پیدائش نوں سمجھائے
وچے نبی تے مرسل سارے جو ہین آدم جائے

جو اساں تساں نوں زمین وچوں ہے پیدا کیتا جانوں
زمین تائیں تسیں سبھے رکھے مائی وانگ پچھانوں

نے پھر زمین وچ مرکے دبے جا ہونا ہور ٹکانان
کیوں جو خاکوں پیدا ہووے پک اوس خاک سمانان

نے پھر زمینوں کڈھے اسیں تساں نوں دوجی واری
زمین تساڈی ہر حالت وچ کردی تابعداری

ایہہ وکھو کیا سچا حکم جتھدا جو فرماوے
نبی ولی نے عامی رہن زمین کوئی فلک نا جاوے

تد رہن زمین تے پھر دے موئے زمین وچ جانن
پھر زمینوں نکلن دوجی وار حشر نوں دہاون

ہوسو عیسی آدم زادے زمینوں پیدا ہو یار
یا اسماں نوں جمیا مڑ پھر دہرتی آن کھلو یار

جے اکھو آسمانی سی پھر کیوں ماں شکموں آیا
وانگ زمینیاں جمیا وانگ زمینیاں ہر رنگ پایا

زمینیاں وانگر کیوں وڈا اوہناں وانگر کھاوے
زمینیاں وانگ کر مزدوری اپنا وقت ٹپاوے

زمینیاں ہو وانگر تشنہ ستھرا پھڑ کے گھار گھبو میڈا
تو ہیا زمینیاں وانگر اپنا سارا کم کریندا

پھر جویں زمینیاں نال بیتی سبھ اسدے نال بھی بیتی
زمینیاں وانگر جانوں اوہنے خاک ملی چپ کیتی

مڑ کویں چہڑ اڈوا اوسنوں یار دول اسمان بتاؤ
مت اسیں بہو لیکھے اندر رہئے سانوں بھی سمجھاؤ

نے یا تسیں حضرت عیسی تائیں مویا من کھلوڈو
جو اہتوں عیسی مہدی آیا اسدے تابع ہوڈو

ایہہ سوہنا آیا چودھویں دا چن کیتی سور وشنائی
ایس دے نوروں حصے لوہا ہیو کرو دانائی

ایہہ سوہنا عیسی مہدی آیا سید ہوا براران
جسدیاں ٹریاں تیراں سو صدیاں دیاں سچا اخباراں

ایہہ آیا دھندوکار اندھیرے شرک جاں خلق دبائی
توحیدوں سورج چمکایا کفروں دور غباراں

لا مہدی الا عیسےٰ جسدے حق رسول بتاوے
ایہہ سوہنا ساون رحمت بدل آیا اوڑ گوائی

ایہہ خلعت پہن امامت آیا لا لباس رسولی
ایہہ پیارا مظہر عین محمدؐ نور و نور وساوے

اسمان شہادۃ اسدی دتی سچی لوکان تائین
تیرھویں روزے گہرنیاں چن اٹھیویں سورج بھائی

زمین گواہی بھر کے دتی کال طاعون وکہایا
نیکان ساریان ویکھ گواہیاں منیان پیاری تائین

ایس آکے سولی توڑے دتی سور بھی مار وکھائے
ایس مار وکھایا رب دجالان اسمانان تون لاہ کے

خان یار دے وچ محلے عیسےٰ دی قبر پوکارے
ہن اوہ نا آوے قیامت تیکر گیا نا آوے کوئی

جان ایس سوہنے عیسےٰ مہدی موت عیسیٰ دی
شل یہودان علماوان نون چا بک بول اس ملایا

جو عیسےٰ جیوندے چنگا بھلا بیٹھا ہے آسمانے
اوہ ہنگن غصیون اگ بلے اوہنان اندر سخت لڑائی

اوہنان کیتیان اڑیان بڑیان سٹریان عاہ نا چلے کوئی
اقدام قتلدا دعویٰ اسے کر و گواہ اسیں سارے

اقدام قتلدا دعویٰ نالے قائل سمر بورے دا
ایہہ باغی کرگ لوکائی نون اسیہا خوف غاہی نون چاڑا

ایہہ دعوے پیش ہویا یک حاکم عادل منصف اگے
پر حاکم عیسیٰ والا کچھ کمزور سے بزدل آیا

پر وچون او سدا رکھا نال سپاہی آپ دوڑائے

ایہہ او ہو یارو آیا ویکھو ہور دکھاؤ یاران
کھارے والی اوڑ گوائے پایان رحمت باران

بقادیان وچہ جوین ملکے آیا سرور سرسالاران
عالم فاضل اسدے پچھے ٹردے بہن قطاران

رمضان مہینے چن سورج نون گرہن ہویا سچیاران
مین بھی ڈٹھا تون بھی ہوٹھا ڈٹھا سبھہ سنساران

جسدے ہتھون گھر گھر اندر پیان سوگ پوکاران
پر بہتریان گندیان مندیان نے نا منیا بدکرداران

حجت دی تلواروں کیتنے قتل یہود ہزاران
پہلی ضربون سری نگر وچ دبیا گھت مزاران

جو مویا عیسیٰ مین وچ دبیا، جنت کرے بہاران
ایسے راہے جانان سبھنان مرنان ناہ پھیر یاران

قرآن کہیون ثابت کرکے ہور ثبوت اخباران
اوہ کہوتیان وانگر ٹٹنے دیکھے ہکین کرن پوکاران

نزدیک قیامت اوہو عیسیٰ پک آوے ہکواران
سڑن سنے بچن بلبل ہیونکر داے بٹھ بھٹیاران

اوڑک کوڑیان کوڑیان نال ملایان جا گفتاران
اوہنان کوڑیان مین اوہنان تہین کیتا دعویٰ وچہ سرکاران

ہے ایہہ جھڑا عیسےٰ بندا ہادی نیکوکاران
ضرور کریگا ملک اندر ایہہ بڑا فتور شراران

جوین عیسیٰ تائین یہودیان کیتا پیش اندر درباران
اوس عیسیٰ تائین سونپ دتا ہتھ دشمنان بدکاران

جو سولی اوسنے ہرگز چڑھی اسندی ترٹے نا کیاران

جیہن جیہن شاموں شروع ہوویگا اج ہور روز جمعہ دا اوہ جیہنی لاہن ستھین آکھو مردہ کر کے سوز پوکاران

اوہناں الویں کیتا جدلا ہیا اوہناں پتر کو مُٹھو وچہ پایا   بچایا رب نے عیسے نوں ناہ پوہتا اوس دکھ داران

پر ایہہ حاکم ایس عیسے دا عادل نال دلیری   اسدے اگے پیش ہویا سبھہ کوڑا وہناں کوڑ یاران

ایہہ عادل حاکم سمجھ گیا جو جوڑ طوفان اپہائی   اوس وچہ عدالت فرق نہ کیتا سچ سنا سبھہ یاران

جان ایس سوچنے عیسے دی ہوئی طلبی وچہ کچہری   یہودی خوشیاں اندر بیلد ہو جون خروچہ غباران

جو اج نے ساڈے قابو آیا پہن کڑی ہتھہ آوے   قید کرا وانگے دے جھوٹھو گواہی کہڈان خاران

ہوئی بلائی کل لوکائی دیکھے پئی پوکارے   جو یارب مالک توہیں مالک بدان تے نیکوکاران

پر اللہ صاحب اپنے پیارے خالص بندی کارن   نصرت بھیجی جہدی ناہ سی خبر اوہناں مرداران

جاں ایہہ عیسیٰ جہدی وچ کچہری حاضر ہویا   عادل حاکم چہرہ ویکھیا انور نورا [illegible]ران

اوس بڑے ادا بون کرسی دتی عیسیٰ کرسی بیٹھا   اوس ویلے رحمت اللہ دی پئی برسے وانگ نوباران

گواہی کارن جان پہروٹوا یہود سدا یار   اوس آکے ٹوٹھیا عیسیٰ کرسی بیٹھا وانگ سالاران

تسوں کاتی پر گئی ایہہ کی الٹ زمانہ آیا   اساں کجھ بچایا ایتھے پایا ہور حساب شماران

اسدے تے نیز اغمدا لگاڈاٹو ہا کارقی   ہور وچ جگر دے پہیریاں اسنوں غم نہیں کئی تلواران

انگ بیشرمان کرسی ننگے ینوں کرسی دیہو   پر کرسی دی تہاں جہڑکاں والیاں ہویاں عجب اوہناران

اوس حاکم عادل دا کرے رتبہ بڑا گرامی   جو دشمن تا تیئں دتیاں جہڑکاں والیاں چنگیاں دیاران

نے چیلے ادا شہادت کر کے باہر جان آیا   ہکنے کرسی تے آبیٹھا ٹینڈو کہاوے یاران

اس کرسی توں پلسی اک سپاہی پکڑ اوٹھایا   مرجٹ اکی دی چادر تے جا بیٹھا کرے وچاران

نے جاجٹ نے ہٹیوں چادر چھکی بولی ایہہ سنائی   جو اٹھہ میاں ایہہ چادر پاک پلید ناکرا کواران

توں کافراں ولوں ہوکے جو تیا مسلماناں اوتے دکو   دین گواہی جھوٹی کم نہ کیتا نیکوکاران

پھر رب جہاندی کسے حمایت کون ٹہندی ہوڑہو   دشمن دے دل اندر بلدی بیا بنڑ شعلے ناران

دشمن اگ حسد وچ سڑدے پھردے مندی حالوں   نے اگے اگ دوزخ دے اندر پوسن جان کنبہ ہاران

ایس امام پیارے سارے حاسد کافر مارے   محبت دی تلواروں اسخ پاڑیاں جا لنگو اڑان

اسدے نیزے محبت کولوں سور سارے نس گئے   جویں بہوروں ڈردے سورجا ورڈھو اندر جہلان جہاڑان

ہتھہ اہیدے وچ جوتا خاص دلیلا لوالا پیڑ یا
ہن کوئی مخالف دین اسلام دا سا ہنوان ایں نا آوے
مڑ سنیاں راہ نا بھجے کوئی ایسے ہوش گوائے
ایہہ ایا سوہنا رحمت بدل رحمت جھڑ بان لا یان
جوین مینہہ رحمت دا اہر جاوے پاک پلید نا دیکھے
پر مینہہ تاثیروں چنگی زمین لیاوے پہل پہل میوے
اروڑی گندی وچون گند بہتیرا اس ہووے کل ظاہر
ہن سمجھن والے سمجھ لون گے وانگر نیک زمین دے
کلر وانگ رہن کل کافر ایس رحمت دے مینہوں
ہن بس محمد علی اشارت کافی تازی تائین
بھایان اگے موت سچ دی دسی خاص قرآنون
ہے ایس امام پیارے مگے دہونان آن جہوکاون
مین بھایان خاطر اس مسئلہ نون چنگا کہوہل سنایاو
تے مولویاندی سمجھ آپنی ظاہر کر دکھلائی
اڑی تکبر خودی تائین جان چھوڑن سمجھان پاون
ہے تبے کر اڑی نا چھوڑن خودی گمانون بازنا آون
کر ختم زبانون کلمہ طیب پڑھ کے صدق ایمانون
نہیں معبود مگر او وہ اللہ خالق دوہان جہانان
یارب ایسے کلمہ اوتے سانون پار اوتارین
طفیل محمدؐ احمد سرور عبدہ فر کل انبیاں دا ن
بخش مینون اتے مایئے میرا بہن بہرا تمامی
میری آل اولاد تمامی رکھین امن امانون
دوکھ تے رنج جو دنیا والا پاون ناہ کدا ہین

یہود کفاران دکو منہہ مارے ویندا جن بہو تہاڑان
بے آوے جہیل پہو لیکے کہاوے زور جو زور پیزاران
نہان ٹہکا نا جمان چہوڑ سدا ہوئے اندر باران
باغ اسلام دے اندر ہوگے میوے پہل ہزاران
ایویں ایس بھی ہر جگہ تے پایا رہ خوب بہو ہاران
ہے کلر اندر کجھ نا ہووے باجھہ ببولان خاران
اوس مینہہ تاثیرون نالے کیڑے گندے ہون ہزاران
مومن پاون ایس رحمت تہیں چنگے باغ بہاران
اروڑی وانگ منافق گندے جوین کنال چماران
ہے گردن اڑی نہ چھڈی بہادین کہادی سوتے ماران
بے سوچون سمجھ کہلوون جہگڑی چھوڑن دلون بچالوان
تا رحمت پاک الہی بہین ایمانون حصہ پاو...
شک تمامی دور کیتا جو دل وچ اوہنان پا...
مت مولویان نون مت آوے جو دیکھن نال...
ٹک پنجابی حکم اسددی گردن اوپر چا...
تا ٹک یقین ایہائی بہائی مردے پچھو تا...
جو کلمہ اوپر ہووے آسان چلانان ایس...
تے پاک محمدؐ حق رسول اللہ دا صاحب شا...
سن ماپیو خویشان یاران بہایان جنت اندر دیں
اتے صدقہ ایس امام جو آیا سید ہو صلحا دا ن
ہور مومن صالح جنہان پکڑی اسدی آن غلامی
دینی علم دی سمجھ دیوین تنہان نالے علم قرآنون
کرین اوہنان نون غنی خدایا، جو دوکھ دیکھین تاہین

نال آرام اسائش بن محتاجی وقت ٹپاون — نال ایمان سلامت ایں جہانون تین ول جاون
ساریان مومنان اوپر یارب اپنا فضل کماوین — دنیا اندر خوشی اتے عقبیٰ جنت اندر پاوین
کرین قبول خدایا اپنے فضلوں میری زاری — ایتھے اوتھے دوہیں جہائی تون ہی کرنی یاری

تمام شد رسالہ وفات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام من تصنیف احقر العباد خاکسار محمد علی احمدی
اضعف از خادمان حضرت امام الزمان مہدی دوران مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
ساکن موضع کاموں کے ضلع گوجرانوالہ حال ساکن شہر سیالکوٹ

قصیدہ در مدح امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جہنا لسانوا لاسانون راہ دکہاون آیا — رحمت بدل وانگر رحمت جھڑیان لاون لایا
سلام جو غفلت اندر ستا وانگ بے ہوشان — ایہہ پیارا پیارا ہے تائین نال آداب جگاون آیا
نشان جو اٹھ زمینون ول اسمان نہ جائے — اجہان تائین آسمان اتون ایہہ زمین لہاون آیا
سید عالم شاہ رسولان وچ جو موعود ہی — ایہہ آب حیات خدا ہتھین لیکر پھیر جواون آیا
دین جو بحر ضلالت اندر ڈوبی آہی — ایہہ غوث الاعظم وانگر بیڑی تار دکہاون آیا
احمد اسم ایہہ سوہنے دا کیا نام عجب سوہاوے — کلمہ احمد سرورد دا وچ جگ پہیلاون آیا
دین اسلاموں باجہ جو دین آئین جہانے پہیلی — سب دینان تائین نال دلیلان بیچ جو ڈہاون آیا
جگ وچ اندھیرا کفرون شرکون ہویا بہت زیادہ — ایہہ سورج روشن وانگر جگ وچ چانن لاون آیا
رولا پیا جہان اندر گمراہی شرکان والا — ایہہ توحید دا پہڑ حربہ ردّ کا کل مٹاون آیا
جنہان لوکان زہر کفر ہو زہر کدی آہی دہانے — اوہنان تائین نوشدارو توحید پلاون آیا

نے جو دیوانے پاگل مالیخولئے کفروں ہوئے
باہجا اسلام خداوند تائیں دین نا ہور پیارا
صلیب کفارے اوپر اہل انجیل ہوئے گمراہان
حضرت عیسٰے بندہ ربدا نالے نبی پیارا
یہودی آکھن ماریا عیسٰی لعنت سولی موتوں
عزت نال جو عز تا لوائے ساسے اللہ چاہے
ایس لیکے حربہ حجت ہتھ وچ تو صلیب دیکھائی
تثلیث خدا صلیب کفاریوں کرے دجال عمارت
تثلیث خدائی دور کیتی ہور کسر صلیب کرائی
حضرت عیسے تائیں زندہ جانن لوگ جو سارے
لوکاں حضرت عیسٰی نوں آسمان چڑھیا بھایا یار
ایہہ چن بدر دے وانگر تابان آیا ربدا پیارا
طوفان ضلالت جو کئی نیزے چڑھیا زوروں سوروں
جو چڑھن بیڑے تے وچہ طوفان نہ ہوون غرق کدائیں
اوڑ شرک دے کفر ضلالت ہین جو ہوئی ویرانی
لیکھ رام دیاں لیکھاں اندر ماری تیغ تبر دی
لوکاں کو نوں پایاں اسنے لکھ ایذایاں بھائی
یہو وصفت علماواں بعضیاں کفروں فتوی لائے
ایہہ بحر امانوں وگے سوہنان ٹھاٹھاں لہراں مارے
اگ گناہاں ہندی دا ایہا نبرہ بھڑکیا جگ جلاوے
جنہاں دلاں کینیاں اندر شرک دے جا لگ بنائی
ایہہ عالم علم لدنی سب تہیں خلعت سے اوستادی
جو جو رسم اسلام اساتھوں آہی بھلی ہوئی۔

ایہہ اوہناں نال توحید دی کھلے ہوش دیواون آیا
ایہہ پیغام خدادا لیکر جگ سناون آیا
صلیب پرستی تائیں ایہہ نابود کراون آیا
ابن اللہ احد ناہیں ایہہ منتب شک مٹاون آیا
ایہہ لعنت والی موتوں اوسنوں پاک کراون آیا
اوسے عز توں عیسٰی تئیں اسمان چڑھاون آیا
خنزیراں سیرت سوراں نوں ایہہ قتل کراون آیا
کل عمارت دجالی نوں ایہہ گراون آیا
وحدت اللہ صاحب واحد دی سمجھاون آیا
ایہہ خاص قرآنوں موت اوسندی نوں ثبتاون آیا
ایہہ حضرت عیسٰی ابن مریم دی قبر وکھاو
ظلمت کفر دے شرکوانی کل دور کراو
ایہہ بیڑا نوح دے بیڑے وانگر تار وکھاو
جو بیڑیوں رہن دور ساڈے اوہناں ڈوبا
ایہہ رحمت جھڑیاں ایمانی دے سوہناسا
آ قسم جہاں بیدیا ندی ایہہ جان گوا
پر وارث بنیاں نبیاں دا نگر صبر کماو
ایہہ کل بہو دصفاتاں دے سر مٹی پاو
گند نفاق اندوں دے تائیں ایہہ روڑاون آیا
ایہہ پانی استغفاروں لیکر اگ بجھاون آیا
ایہہ اوہناں اندر وحدت والی جاگ لگاون آیا
علم قرآن معانی نے حدیث پڑھاون آیا
ایہہ رسماں اسلام اساں نوں یاد کراون آیا

یارو شکر گذار و اللہ مالک کریم کمایا — جو ایہہ امام اساڈے اندر دین پھیلاون آیا
جو مردے دلو چ قران جنہاں آئے دبے ہوئے — ایہہ مردیاں ساریاں اندر یارو جانان پاون آیا
شان تمام محمد شاہ رسولاں سند ہے بہائی — نال آواز بلند پوکار پوکار سناون آیا
دین اسلام جو وانگ یتیماں عاجز ہویا آہا — ایہہ کڈھ یتیموں شان او سدا آسمان چڑھاون آیا
بلکہ اسلام پیہا سی مردہ جان نار کجھو باقی — ایہہ حضرت عیسیٰ مردے نوں ہی جی کراون آیا
جھنڈا جو سی گڈیا وچ جہان کفار یو الا — ایہہ اوس جھنڈے نوں پھڑ نیزا توحیدوں ڈہاون آیا
کھیتر کفر شرک جو جمیا بوٹے مار کہلو تا — اوس کھیتر وچ ہالی ہل توحید چلاون آیا
باغ کفر دے پرورش پائی پانی نال شرک دے — او سدیاں کھیتی ایمان توحیدوں جڑاں پٹاون آیا
جو حاسد کرن عداوت ایس امام پیارے سنگ — ایہہ او ہناں حسوداں نوں وچہ آتش حسد جلاون آیا
جو جو حاسد حسد کریندے تیوں تیوں سڑ دے بہجدے — حساداں بے بنیاد الٰہ آیہ جگر تپاون آیا
[illegible]رن اسلام تائیں نت ہاسی اتے مخول چپیڑاں — او ہناں تائیں نال دلیلاں خوب رولاون آیا
[illegible]ی دین اسلاموں جو سن مومن رہندے — او ہناں نال آرام خوشی دی عام ہساون آیا
[illegible]وتے بڑھ شرک تھیں وسن بہت آزادی — ایہہ معالج مار الجبین توحید کراون آیا
[illegible]رکیاں دو کہاں سنیں کری علاج جگر دے — آزاداں والیو ویکھو ایہہ ہے دکھ گواون آیا
[illegible]سلام تے عاجز بہدا نال کنایاں — ایہہ بین خیال ہر کارا نری ہے بند چھوڑاون آیا
[illegible]ے ہوون تابع ہرگز پاون نا سر اسیں — ایہہ تابعداراں تائیں ربوں انعام دلاون آیا

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

۱۰ نومبر ۱۹۰۶ء